ایک مکتوب ایک مقالہ

جناب محمد نواز میرانی صاحب کی خدمت میں

میرانی صاحب آپ نے 4-اکتوبر 2009ء کے نوائے وقت سنڈے میگزین صفحہ 25 پر " قادیانیت کو بہ کو پھیل گئی بات تیری رسوائی کی" کی دوسری قسط میں لکھا ہے۔

"علامہ اقبال کو معلوم ہو چکا تھا کہ قادیانی کشمیر اور کشمیر کمیٹی کے سارے متعلقہ راز انگریزوں کو پہنچا دیتے ہیں اس کی تصدیق اس طرح ہوئی ہے کہ بدقسمتی سے انگریزوں کی آشیر باد سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی صدارت غدار ملک و قوم و مسلک مرزا بشیر الدین کے پاس آ گئی۔ اس نے جلدی سے اپنے مبلغین کو جموں و کشمیر کے طول و عرض میں پھیلا دیا سادہ لوح غریب نادار اور لاچار کشمیریوں کو بہلا پھسلا کر اور ان کی غربت خرید کر انگریزوں کی دی ہوئی رقم سے حصوصاً شوپیاں میں خاصی تعداد قادیانی ہو گئی اور پونچھ میں یہی صورتحال پیدا ہو گئی۔ کشمیر کی یہ خبر سن کر فوراً مولانا عطاء اللہ شاہ بخاری کشمیر پہنچے اور اپنی ربانی توفیق سے تقریروں میں قادیانیت کا پول کھول دیا جس کی بناء پر تقریباً ساری مرزائی آبادی غائب ہو کر دوبارہ مسلمان ہو گئی"

(شہاب نامہ صفحہ 360-361)

میرانی صاحب آپ نے حوالہ بھی دیا تو قدرت اللہ شہاب جیسے آدمی کا جس کی اپنی کتاب میں سارے جھوٹ ہی اکٹھے کر دئے وہ اپنی سوانح نہیں لکھ رہے تھے بلکہ وہ بھی آپ کی طرح کوئی افسانہ ہی لکھ رہے تھے۔ آپ نے حوالہ کیلئے شہاب نامہ جس متنازعہ کتاب کو چنا ہے قدرت اللہ شہاب غلط بیانی اور خوشامد کا ماہر تھا۔ جس کے ثابت کرنے کے لئے بیسوں مضامین اور کتب بھی شائع ہو چکی ہیں۔

قدرت اللہ شہاب نہ صرف خود شامدی تھے بلکہ خوشامد اُن کو بہت مرغوب تھی۔ اور اپنے منہ میاں مٹھو بننا ان کی عادت تھی مثلاً وہ شہاب نامہ میں لکھتے ہیں کہ

"کہ لوگ کہتے ہیں

جہاں انقلاب ہوتا ہے وہاں قدرت اللہ شہاب ہوتا ہے

لوگ نہیں کہتے بلکہ قدرت اللہ شہاب خود ہی کہتے ہیں۔

ایک اور واقعہ آپ کے علم کے اضافہ کے لئے پیش خدمت ہے موصوف ایوب خان کے آفس میں تھے اور ایوب خان کی بڑھ چڑھ کر خوشامد کرتے تھے مگر شہاب نامہ میں موصوف نے لکھا کہ میں نے ایوب خان کی پالیسیوں کی مخالفت میں استعفیٰ دینے کا فیصلہ دیا بلکہ استعفیٰ بھی دے دیا مگر صدر ایوب خان نے میرا استعفیٰ منظور نہ فرمایا اور کام کرنے کی تاکید فرمائی اس واقعہ کی صداقت ایک لمبے عرصے کے بعد سامنے آئی کہ شہاب صاحب نے استعفیٰ ایوب خان کی پالیسیوں کی مخالفت میں دیا تھا یا ان کے حق میں پراپیگنڈہ کرنے کے لئے چنانچہ وہ اپنے استعفیٰ میں صدر ایوب خان کی خوشامد کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ جناب صدر میری خواہش ہے کہ میں اپنے سرکاری عہدہ سے مستعفی ہو کر صدر کی دس سالہ مساعی سے عوام کو روشناس کروانے کے لئے خود کو وقف کر دوں یہ تھی استعفیٰ کی وجہ مگر صدر ایوب خان بھی خوب جانتے تھے کہ یہ کتنا بڑا خوشامدی ہے اور اس کے چکر میں آنے سے انکار کر دیا۔ میرا خیال ہے اب آپ کی شہاب صاحب کے بارے میں تسلی ہو گئی ہو گی۔

انگریز کو راز پہنچانے والے

انگریز گورنمنٹ تک راز پہنچانے والے کوئی غیر نہیں تھے بلکہ وہ علامہ اقبال کے مریدان باصفا ہی تھے تو راز پہنچانے والی شخصیت کا انکشاف جناب مجاہد الحسینی کی زبانی سنیئے! وہ اپنے انٹرویو میں جو انہوں نے خالد ہمایوں کو دیا بیان کرتے ہیں:۔

س: اور یہ جو چوہدری محمد حسین تھے ان کا معاملہ ابھی تک نہ کھل سکا

ج: وہ پریس برانچ کا انچارج تھا اور علامہ اقبال کی صحبت میں مستقل بیٹھنے والا تھا۔ عبداللہ چغتائی کی کتاب "اقبال کی صحبت میں" میں یہ انکشاف ملتا ہے کہ ہم نے علامہ سے کہا کہ آپ اس سے خبردار رہیں۔ یعنی وہ فرنگی حکومت کا مسلط کردہ تھا۔

س: علامہ نے بچوں کی نگہداشت کے لئے جن تین افراد کو سرپرست بنایا ان میں چودھری صاحب بھی شامل تھے۔ ایسی ذمہ داری آخر کسی کو اعتماد کے قابل سمجھتے ہوئے ہی دی جاتی ہے!

ج: اس کی وجہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ جو آدمی چوبیس گھنٹے صحبت میں بیٹھے۔ دیکھیں ایک آدمی مقرر ہے، اس کو تنخواہ ملتی ہے باقی لوگوں کی اپنی مصروفیات ہوتی تھیں۔ وہ تو اپنے کاموں میں لگے ہوں گے تو جتنا وقت وہ دے سکتا تھا کوئی اور تو اتنا فارغ نہیں تھا۔ اس وجہ سے بھی علامہ نے ان پر اعتماد کیا۔ بعض اوقات آدمی اتنا پھنسا ہوتا ہے کہ نظر انداز کرنے کا سوچ بھی نہیں سکتا۔ مجبوری آڑے آ جاتی ہے۔

(قومی ڈائجسٹ اکتوبر 2009ء صفحہ 29)

اسی طرح غلام احمد پرویز "میرے نزدیک انگریز حکومت کی طرف سے وہ آن ڈیوٹی تھا

(قومی ڈائجسٹ اکتوبر 2009ء صفحہ 29)

اسی قسم کا ایک واقعہ معروف کیمونسٹ لیڈر بھٹے بھیا سجاد ظہیر نے اپنی کتاب "روشنی" میں بیان کیا ہے کہ

"ہم چند طلباء گورنمنٹ کے خلاف اپنے جذبات سے علامہ کو آگاہ کر رہے تھے اور راہنمائی کے طالب تھے۔ علامہ تو خاموش رہے مگر اگلے دن ہماری گرفتاری کے لئے پولیس چھاپے مار رہی تھی۔

علامہ اقبال کی مخالفت کی وجہ

جہاں تک علامہ اقبال کی جماعت احمدیہ کی مخالفت کا تعلق ہے اس کی وجہ کشمیر کمیٹی کی صدارت نہیں تھی البتہ علامہ کو اس دوران حضرت امام جماعت احمدیہ اور نظام جماعت کو قریب سے دیکھنے کا موقعہ ملا اس طرح جماعت احمدیہ اپنے امام کے ہاتھ کے ایک اشارے پر اپنا تن من دھن قربان کرنے کے لئے تیار ہو جاتی ہے اس صورتحال کو دیکھتے ہوئے علامہ کے دل میں بھی ایک جماعت کی سربراہی کی خواہش چٹکیاں دینے لگی۔ کچھ علامہ کے مریدان باصفاء اور احرار پارٹی کے شاہ جی علامہ کو باور کرانے میں کامیاب ہو گئے کہ کشمیر کمیٹی کی نائب صدارت مرزا بشیر الدین محمود احمد کے ماتحت آپ کا کام کرنا آپ کی شخصیت کے شایان شان نہیں اس کے علاوہ علامہ کے دل میں ایک مذہبی جماعت بنانے کی خواہش جو ایک عرصے سے چٹکیاں لے رہی تھی اس میں اضافہ ہو گیا کسی نے خوب کہا ہے

کچھ تو ہوتے ہیں جنون کے آثار   کچھ لوگ دیوانہ بنا دیتے ہیں

علامہ کے سامنے علامہ مشرقی نے خاکسار پارٹی کی بنیاد رکھی اور احرار پارٹی معرض وجود میں آ گئی علامہ خود بھی ایک عرصہ سے اس سوچ میں تھے کہ ایسی پارٹی بنائی جائے جس میں شامل ہونے والوں کے دو درجے ہوں ایک تو حسن بن صباح کے فدائین کی طرح کہ فدائی کارکن تیار کئے جائیں جو اپنے امیر کے حکم پر سر دھڑ کی بازی لگا دیں۔ اور جس کام کے لئے انہیں کہا جائے وہ اسے ہر قیمت پر کر گزریں۔ غالباً علامہ آج کے خودکش بمباروں کی جماعت چاہتے تھے۔ دوسرے عام قسم کے کارکن ہوں۔

اس سلسلے میں اجلاسات ہوئے سرگوشیاں شروع ہو گئی قواعد وضوابط تیار کئے گئے علامہ سے امارت کے لئے باقاعدہ درخواستیں ہونے لگیں۔ علامہ نیچے دروں نیچے بھروں نیم آمادگی پر راضی ہو گئے۔ چنانچہ 28 اپریل 1935ء کو اس مجوزہ جماعت "جمعیت شبان المسلمین" بنانے کا فیصلہ ہو گیا۔ تو 5 مئی کو علامہ نے جماعت احمدیہ کے خلاف اپنا مشہور بیان "اسلام اینڈ احمدازم" کے نام سے داغ دیا جو علامہ کے علمی مقام فلسفہ اور منطق تاریخ ادعیان اور قرآن کریم کی روح سے مطابقت نہیں رکھتا تھا۔ اس کی تفصیل ایک ضخیم مقالہ کی متقاضی ہے۔ جس کو یہاں نہیں دیا جا سکتا۔

علامہ سے ہی متاثر ہو کر جماعت اسلامی نے دو درجے بنائے ہیں کارکن، اور متفقین اور مولانا مودودی صاحب نے فرمایا ہے

"ہمیں ناصحین کی ضرورت نہیں خدائی فوجداروں کی ضرورت ہے"

اور آج پاکستان انہی خدائی فوجداروں کا تختہ مشق بنا ہوا ہے۔ جس کے مناظر آپ کو روزانہ پاکستان کے مختلف شہروں میں ملتے ہیں۔

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی شاندار خدمات

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا قیام 25 جولائی 1931ء کو شملہ میں مسلم زعماء کی ایک نمائندہ کانفرنس کے دوران ہوا۔ حضرت امام جماعت احمدیہ کا خیال تھا کہ کشمیری مسلمانوں کی بہبود کے لئے ایک آئینی کمیٹی بننی چاہئے اور اس میں کوئی بڑی ذمہ داری ڈاکٹر علامہ محمد اقبال کے سپرد کی جائے اس تجویز کا اظہار آپ نے خواجہ حسن نظامی سے بھی فرمایا خواجہ صاحب نے جواب میں لکھا

درخواجہ حسن نظامی 18- جولائی 1931ء

مخلص نواز حامی مسلمین جناب میرزا صاحب اسلام علیکم

......ڈاکٹر سر محمد اقبال کی نسبت یہ تو ٹھیک ہے کہ ان کا اثر ہے مگر یہ ٹھیک نہیں ہے کہ ان میں عملی جرات بھی ہے وہ ہرگز اس مشکل کام میں دخل نہ دیں گے چاہے اس وقت وہ وعدہ کر لیں لیکن ایفا کی امید نہیں ہے آپ ڈکٹیر کی حیثیت رکھتے ہیں میں آپ کے ساتھ کام کرنے کو موجود ہوں...... میں نے تو بڑے بڑے متعصب مولویوں سے باتیں کیں تو ان کو آپ کے ساتھ مل کر کام کرنے کیلئے آمادہ پایا آپ نے وائسرائے اور لنڈن کا کام موقع کے موافق کیا...... نیاز مند حسن نظامی

بحوالہ اخبار الفضل 24 ستمبر 1931ء

ڈاکٹر سر محمد اقبال صاحب کی تحریک بلکہ اصرار پر حضرت امام جماعت احمدیہ صاحبزادہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی قیادت سنبھالی۔ اس سلسلہ میں بیگما ایم ڈی تاثیر صاحبہ جو جناب گورنر پنجاب سلمان تاثیر صاحب کی والدہ محترمہ ہیں اپنی کتاب کشمیر آف شیخ محمد عبداللہ میں تحریر کرتی ہیں

After shouting and arrests in 1931 of thousands Kashmiris when it was decided to form the all india Kashmir Committee in 1931 ,Sir Muhammad Iqbal requested Mirza Bashiruddin Mahmud Ahmad supreme head of the Ahmidia movement ,to become its chairman ,knowing that his community were efficiend and that he could cllect funds and find plenty of volunteers to work for the cause of the Kashmir Muslims.

(The Kashmir of Sheikh Mahammad Abdullah
By C Bilqees Taseer Page no 11

ترجمہ:- ''علامہ اقبال نے تحریک احمدیہ کے سپریم ہیڈ مرزا بشیر الدین محمود احمد کی خدمت میں درخواست کی کہ وہ کشمیر کمیٹی کے سربراہ بنے وجہ اس کی یہ تھی کہ اقبال جانتے تھے کہ احمدیہ جماعت ایک فعال جماعت ہے اور مرزا صاحب فنڈ جمع کر سکتے ہیں والنٹیر ز مہیا کر سکتے ہیں ایسے والنٹیر ز جو کشمیری مسلمانوں کے کاز کے لئے کام کریں۔''

جونہی امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی کی قیادت سنبھالی تو ہندوستان کا ہندو پریس سخت غضب ناک ہو کر یکا یک میدان مخالفت میں اتر آیا۔

ہندو پریس کا زہریلا پروپیگنڈا

اس ضمن میں اخبار ملاپ کے صرف تین اقتباسات درج ذیل کئے جاتے ہیں

۱۔ ''اگر کشمیر کے متعلق سر محمد اقبال، خواجہ حسن نظامی، قادیانی مرزا اور ''انقلاب'' و''مسلم آؤٹ لک'' نے خفیہ اور علانیہ سرگرمیوں کا اظہار نہ کیا ہوتا تو ہندو دیکھتے کہ کشمیر کے مسلمان واقعی سخت تکلیف میں ہیں اور اُن کے حقوق خطرہ میں ہیں تو وہ بلا پس و پیش دربار کشمیر کو مجبور کرتے کہ ان کے مستحق کو اس کا حق دیدیا جائے۔'' (ملاپ ۲۰، اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

۲۔ ''مرزا قادیانی نے آل انڈیا کشمیر اسی غرض سے قائم کی ہے تا کہ کشمیر کی موجودہ حکومت کا خاتمہ کر دیا جائے اور اس غرض کے لئے انہوں نے کشمیر کے گاؤں گاؤں میں پروپیگنڈا کیا ......انہیں روپیہ بھیجا۔ اُن کے لئے وکیل بھیجے۔ شورش پیدا کرنے والے واعظ بھیجے۔ شملہ میں اعلیٰ افسروں کے ساتھ ساز باز کرتا رہا۔

(ملاپ یکم اکتوبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

۳۔ کشمیر میں قادیانی شرارت کی آگ لگائی واعظ گاؤں گاؤں گھومنے لگے۔ چھوٹے چھوٹے ٹریکٹ چھپوائے گئے۔ اُردو میں بھی اور کشمیر زبان میں بھی اور انہیں ہزاروں کی تعداد میں چھپوا کر مفت تقسیم کیا گیا۔ مزید برآں روپیہ بھی بانٹا گیا۔''

(ملاپ ۳۰ ستمبر ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

اہلِ کشمیر کو دھمکیاں

ہندو پریس نے کشمیریوں کو بھی ڈرایا دھمکایا کہ اُن کی خیر اسی میں ہے کہ اس تحریک سے ہاتھ کھینچ لیں اور جو حقوق طلب کئے جا رہے ہیں اُن سے انکار کر دیں۔ چنانچہ اخبار ملاپ ۱۴ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۵ نے لکھا کہ

''کشمیری مسلمانوں کو بھی دیکھنا چاہئے کہ وہ کن ٹھگوں کے پنجہ میں پھنس گئے ہیں اور کس طرح اپنے مہاراجہ کے خلاف ایک بھاری سازش کے پرزے بنے ہوئے ہیں۔ یہ حالات ان کی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہیں۔ کشمیری مسلمانوں کو اب پرائسچت (کفارہ) کے طور پر یہ اعلان کرنا چاہئے کہ وہ کسی قسم کے حقوق کا مطالبہ فی الحال نہیں کرتے۔ جس حالت میں وہ اب ہیں اسی حالت میں رہیں گے۔''

برطانوی حکومت پر دباؤ

مگر جب ہندوؤں کا یہ داؤ بھی چل سکا تو انہوں نے برطانوی حکومت پر زور دینا شروع کیا کہ وہ اس فتنہ کو مٹائے اور کشمیر کے اندر جو شورش برطانوی ہند کے مسلمانوں کو شہ پر برپا کی جا رہی ہے کچل کر رکھ دے۔ چنانچہ انہوں نے سب سے پہلے گورنمنٹ کو یہ کہہ کر متوجہ کیا:۔

''حیرانی یہ ہے کہ ریاست کشمیر کے خلاف شملہ میں بیٹھ کر جو سازش کی جا رہی ہے یہ اسی پروگرام کی ایک مد ہے۔ حیرانی ہے کہ ریاست کشمیر کے خلاف اُسی حکومت کے پایہ تخت میں بیٹھ کر سازش کی جا رہی ہے جس حکومت نے ریاست کشمیر کے حکمرانوں سے یہ معاہدہ کر رکھا ہے کہ وہ بیرونی دشمنوں سے کشمیر کی حفاظت کرے گی۔'' (ملاپ ۱۱ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۵)

ازاں بعد آریہ سوراجیہ سبھا پنجاب نے وائسرائے ہند و لنگڈن کو اس مضمون کا تار بھی بھیجا۔

''برٹش انڈیا کے مسلمان بالعموم اور پنجابی مسلمان بالخصوص کشمیر دربار کے خلاف ایک بالکل بناوٹی اور باطلانہ بے بنیاد ایجی ٹیشن جو اچھی نیت پر مبنی نہیں ہے پھیلا رہے ہیں۔ وہ ہندو مسلمانوں میں باہمی کشیدگی کی آگ مشتعل کر رہے ہیں۔ نیز ریاست کے اندر پولیٹکل انقلاب کی انگیخت کر رہے ہیں۔ اُن کی سرگرمیاں امن عوام کے لئے نہایت خطرناک ہیں۔ آپ سے مودبانہ درخواست ہے کہ آپ ان تمام ایجی ٹیٹروں پر جن میں اینگلو انڈین اخبارات بھی شامل ہیں پورے زور سے دباؤ ڈالیں اور اس ایجی ٹیشن کی روک تھام کے لئے انسداد فرمائیں۔''

(ملاپ ۲۰ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۶)

اس کے بعد ایک طرف حکومت ہند کو یہ کہہ کہہ کر بھڑکانے کی کوشش کی کہ ''کشمیر کے چاروں طرف مسلمان حکومتیں ہیں کشمیر پر اگر اسلامی جھنڈا لہرایا تو گورنمنٹ کے لئے خطرناک ہوگا۔''

(ملاپ ۱۸ اگست ۱۹۳۱ء صفحہ ۱۶)

دوسری طرف انگلینڈ میں وسیع پیمانے پر یہ پروپیگنڈا کیا گیا کہ کشمیر ایجی ٹیشن پان اسلامک تحریک کا ایک جزو ہے۔ چونکہ مسلمان ایک وسیع اسلامی فیڈریشن دنیا میں قائم کرنا چاہتے ہیں اسلئے وہ کشمیر کا علاقہ بھی اپنے قبضے میں کرنا ضروری سمجھتے ہیں اور ان کی طرف سے اس بات پر اتناز ور دیا گیا کہ پارلیمنٹ کے بعض انگریز ممبر بھی اس پروپیگنڈا کا شکار ہو گئے۔

(تفصیل کے لئے ملاحظہ ہو کتاب ''مسئلہ کشمیر اور ہندو مہاسبھائی'' مؤلفہ جناب ملک فضل حسین صاحب)

''میرانی صاحب آپ کس کی زبان بول رہے ہیں نہرو کی یا احرار کی مندرجہ بالا اقتباسات سے شاید آپکو کچھ مدد مل سکے۔''

حکومت ہند اور ڈوگرہ راج کا طرز عمل

ان حالات میں حکومت ہند نے ریاست کشمیر کے سیاسی معاملات میں مداخلت کرنے سے ابتداً بالکل انکار کر دیا اور بعد کو تو انگریزی حکومت کا ایک عنصر کھلم کھلا جماعت احمدیہ کے خلاف

اُٹھ کھڑا ہوا اور اسے صفحہ ہستی سے مٹا دینے کے خواب دیکھنے لگا۔ جہاں تک ڈوگرہ راج کا تعلق تھا مہاراجہ کے ہندو مشیروں نے طوفان مخالفت برپا کر کے کشمیر کو ناکام بنانے کی تیاریاں شروع کر دیں اور اپنے ایجنٹوں کا ایک جال سا بچھا دیا۔

شاندار کامیابی

الغرض قدم قدم پر اندرونی اور بیرونی مخالفتوں اور مزاحمتوں کے کوہِ گراں کھڑے کئے گئے مگر خدا کے فضل و کرم سے تحریک آزادیٔ کشمیر کا کارواں آگے ہی آگے بڑھتا چلا گیا اور ریاست کے تشدد، حکومت ہند کی بے نیازی اور ہندو سرمایہ کی پشت پناہی کے باوجود غیر آئینی ذرائع سے نہیں بلکہ ملکی اور ریاستی قوانین کی حدود میں رہتے ہوئے ایک مختصر سی مدت میں کشمیر میں محبوس انسانیت نے آزادی کا سانس لینا شروع کر دیا۔ وہ بے بس کشمیری مسلمان جو نہایت شرمناک طریق پر انسانیت کے ابتدائی حقوق سے بھی محروم کر دیئے گئے اور بقول سر ایلبین بیزجی (سابق وزیر خارجہ ریاست کشمیر) سچ مچ بے زبان مویشیوں کی طرح ہانکے جاتے تھے۔ شہریت کے ابتدائی حقوق حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ کشمیر کی تاریخ میں پہلی مرتبہ اسمبلی قائم ہوئی اور مسلمانوں کے لئے ریاستی سیاست میں حصہ لینے کی راہیں کھل گئیں۔ کشمیر کمیٹی کے ممبران کے خلاف مہاراجہ نے ریاست بدری کے احکامات جاری کر دئے تھے، وہ کشمیر کی سرحد پر جا کر مقامی کشمیریوں کو ہدایات دیتے تھے۔ راولپنڈی بلوا کر ہدایات دی جاتیں تھیں۔ مگر احرار کے لیڈر ریاست کے شاہی مہمان کی حیثیت سے سرینگر میں تشریف فرماء تھے۔ تاریخ احرار صفحہ 46، میرانی صاحب بتائیں کہ ہندو راجہ کی خدمات کون انجام دے رہا تھا۔ اور انگریز کی انگیخت پر کون کشمیر کمیٹی کی مخالفت کر رہا تھا۔

کمیٹی کی زریں خدمات پر دوسروں کا خراجِ تحسین

کشمیر کمیٹی کا یہ عظیم الشان ملی اور اسلامی کارنامہ ہمیشہ آبِ زر سے لکھا جائے گا جس کی عظمت و اہمیت کا اندازہ لگانے کے لئے یہ بتانا کافی ہے کہ ان ممبروں کے سوا جو مفکر احرار جناب چوہدری افضل حق صاحب کے بیان کے مطابق شروع ہی سے اس کی "تخریب میں لگ گئے تھے" کشمیر کمیٹی کے اکثر و بیشتر ممبر اختلاف مسلک کے باوجود صدر کشمیر کمیٹی (حضرت امام جماعت احمدیہ) کی تعریف میں ہمیشہ رطب اللسان رہے اور آپ کی بے لوث مساعی اور مخلصانہ جدوجہد کو خراجِ تحسین ادا کیا۔

کشمیر کمیٹی کی خدمات مدیر "سیاست" کی نظر میں

مثلاً اخبار "سیاست" کے مدیر مولانا سید حبیب صاحب نے اپنی کتاب "تحریک قادیان" میں لکھا:

"مظلومین کشمیر کی امداد کے لئے صرف دو جماعتیں پیدا ہوئیں۔ ایک کشمیر کمیٹی، دوسری احرار، تیسری جماعت نہ کسی نے بنائی نہ بن سکی۔ احرار پر مجھے اعتبار نہ تھا اور اب دنیا تسلیم کرتی ہے کہ کشمیر کے یتامیٰ مظلومین اور بیواؤں کے نام سے روپیہ وصول کر کے احرار شیر مادر کی طرح ہضم کر گئے۔ ان میں سے ایک لیڈر بھی ایسا نہیں جو بالواسطہ یا بلاواسطہ اس جرم کا مرتکب نہ ہوا ہو۔ کشمیر کمیٹی نے انہیں دعوت اتحاد عمل دی مگر اس شرط پر کہ کثرت رائے سے کام ہو اور حساب باقاعدہ رکھا جائے۔ انہوں نے دونوں اصولوں کو ماننے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا میرے لئے سوائے ازیں چارہ نہ تھا کہ میں کشمیر کمیٹی کا ساتھ دیتا۔ اور میں بانگ دہل کہتا ہوں کہ مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب صدر کمیٹی نے تندہی، محنت، ہمت، جانفشانی، اور بڑے جوش سے کام کیا اور اپنا روپیہ بھی خرچ کیا۔ اور اس کی وجہ سے میں اُن کی عزت کرتا ہوں۔" (صفحہ ۴۲)

اخبار "انقلاب" اور کشمیر کمیٹی

اس سلسلے میں اخبار انقلاب کی رائے کئی لحاظ سے نہایت وقیع اور مستند سمجھی جا سکتی ہے خصوصاً اسلئے کہ خود مفکر احرار نے "تاریخ احرار" میں لکھا ہے کہ "خدائے جزائے خیر دے "انقلاب" کو اُس نے دیانتداری کے سارے تقاضوں کو پورا کیا اور ساری تحریک آزادی کے دوران کشمیر کمیٹی کی سنہری خدمات پر روشنی ڈالتے ہوئے لکھا:۔

"آل انڈیا کشمیر کمیٹی نے مسلمانان کشمیر کے شہداء پسماندوں اور زخمیوں کی امداد اور ماخوذین بلا کی قانونی اعانت میں جس قابل تعریف سرگرمی، محنت اور ایثار کا ثبوت دیا ہے اس کو مسلمانانِ کشمیر کبھی فراموش نہیں کر سکتے۔ اب تک اس کمیٹی کے بے شمار کارکن اور اندرون کشمیر مختلف خدمات میں مصروف ہیں اور ہزار ہا روپیہ مظلومین و ماخوذین کی امداد میں صرف کر رہے ہیں...... کشمیر کمیٹی کے مختلف شعبے ہیں۔ بہت سا روپیہ پروپیگنڈا پر صرف ہوتا ہے اور بہت سا روپیہ امداد مظلومین اور اعانت ماخوذین اور مصارف مقدمات اور قیام دفاتر کے سلسلہ میں خرچ کیا جاتا ہے۔ کشمیر کے تقریباً تمام قابل ذکر مقامات پر کشمیر کمیٹی کے کارکن مصروف عمل ہیں۔"
(انقلاب ۱۱، مارچ ۱۹۳۲ء صفحہ ۴)

نیز لکھا:

"جب سے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی بنیاد رکھی گئی ہے اُس نے نہایت اخلاص سے مسلمانان کشمیر کی ہر ممکن طریق سے امداد کی ہے اور سینکڑوں تباہ حال مسلمانوں کو ہلاکت سے بچالیا ہے۔ اگر اس کے راستے میں بعض لوگ رکاوٹ نہ ڈالتے تو مسلمانان کشمیر نے اپنے حقوق حاصل کر لئے ہوتے۔ ہمیں افسوس ہے کہ ہندوستان کے مسلمانوں نے کشمیر کمیٹی کو مالی امداد دینے میں بہت کم توجہ کی ہے حالانکہ حقیقی اور ٹھوس کام کشمیر کمیٹی ہی کر رہی ہے۔ چنانچہ اسی بات کے ثبوت میں ہم اس وقت مسلمانان راجوری کی ایک مراسلت درج کرتے ہیں جس میں انہوں نے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ اس قسم کے بیسیوں مراسلات ہم کو کشمیر کے مختلف علاقوں سے موصول ہو چکے ہیں جن میں آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی خدمات کا سچے دل سے اعتراف کیا گیا ہے۔ مسلمانان راجوری کا مراسلہ یہ ہے:۔

"ہم مسلمانان راجوری آل انڈیا کشمیر کمیٹی کا شکریہ ادا کرتے ہیں اور ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ یہی ایک کمیٹی ہے جو ہر گلی کوچہ میں غریب اور ناتواں مسلمانوں کی خبر لے رہی ہے۔ ہم ایک ایسے ویران جنگل کے رہنے والے ہیں جن کا خبرگیراں تحت الثریٰ سے لوح محفوظ تک سوائے ذاتِ باری کے اور کوئی نہیں مگر اس کمیٹی نے ہماری دستگیری میں کوئی کسر اٹھا نہ رکھی اور ہم پر بخوبی واضح ہو چکا ہے کہ کمیٹی کی نظر نہایت باریک ہے۔ ہم خدا سے دعا کرتے ہیں کہ اے زمین و آسمان کے خالق اور دنیا و مافیہا کے نام ناظم! ہماری اسد مدد معاون کمیٹی کو جو آج آڑے وقت میں ہمارے کام آ رہی ہے مضبوط رکھ۔ صدر صاحب آل انڈیا کشمیر کمیٹی کے احسانات کو تمام فرقوں کے مسلمان کسی صورت میں بھی بھول نہیں سکتے۔ ہمارے بہت سے مصائب کل اس کمیٹی کی مہربانی سے کچھ نہ کچھ ازالہ ہو گیا ہے اور ابھی بہت سی مشکلات موجود ہیں۔ اگر یہ کمیٹی اپنی پوری کوشش جاری رکھتے میں سرگرم رہی تو انشاء اللہ ایک نہ ایک دن ان مصائب سے ہم نجات حاصل کر لیں گے۔"
(انقلاب ۴۔ اپریل ۱۹۳۲ء)

اسی طرح انقلاب نے ۲۳ جولائی ۱۹۳۲ء کی اشاعت میں لکھا:

"آل انڈیا کشمیری کمیٹی نے باشندگان کی جو بے لوث خدمت گذشتہ ایک سال کی مدت میں انجام دی ہے اس کے شکریہ سے مسلمان کبھی عہدہ برا نہیں ہو سکتے۔ اگر اس کمیٹی کا کام نہایت قابل تجربہ کار رہوشمند عہدہ داروں کے ہاتھ میں نہ ہوتا تو خدا جانے ہمارے مظلوم کشمیری بھائیوں کو کس قدر شدید تکالیف و مصائب سے دوچار ہونا پڑتا۔ اس کمیٹی نے اپنے وسیع ذرائع وسائل سے کام لیکر مسلمانان کشمیر کے مطالبات کی حمایت میں عالمگیر پروپیگنڈا کیا جس سے انگلستان تک کے جرائد و عمائد بلکہ ارباب حکومت تک متاثر ہوئے اور ہر شخص پر ان مطالبات کا حق بجانب ہونا ثابت ہو گیا۔ اس کے علاوہ کشمیر کمیٹی نے سب سے زیادہ اہم خدمات خود کشمیر میں انجام دیں۔ شہداء و مجروحین کے متعلقین کی مالی امداد کی۔ زخمیوں کی مرہم پٹی کا انتظام کیا۔ کشمیر کے گوشے گوشے میں کارکنوں کی تنظیم کی اور ماخوذین کی قانونی امداد کے لئے نہایت قابل اور ایثار پیشہ وکلاء اور بیرسٹر بھیجے جنہوں نے بلا معاوضہ تمام مقدمات کی پیروی کی اور بے شمار مظلوموں کو ظلم و ستم کے پنجے سے چھڑایا۔"

مخالفت برائے مخالفت

حضرت امام جماعت احمدیہ نے کشمیر کمیٹی سے کیوں استعفار دیا اسکی تفصیل پر روشنی ڈالتے ہوئے مدیر انقلاب مولانا عبدالمجید سالک لکھتے ہیں:۔

"جب احرار نے احمدیوں کے خلاف بلا ضرورت ہنگامہ آرائی شروع کر دی اور کشمیر کی

تحریک میں متخالف عناصر کی ہم مقصدی وہم کاری کی وجہ سے جو قوت پیدا ہوئی تھی اس میں رخنے پڑ گئے تو مرزا بشیر الدین محمود صاحب نے کشمیر کمیٹی کی صدارت سے استعفاء دیدیا اور ڈاکٹر اقبال اسکے صدر مقرر ہوئے کمیٹی کے بعض ممبروں اور کارکنوں نے احمدیوں کی مخالفت محض اسلئے شروع کردی کہ وہ احمدی ہیں ۔ یہ صورت حال مقاصدِ کشمیر کے اعتبار سے سخت نقصان دہ تھی ۔ چنانچہ ہم نے کشمیر کمیٹی کے ساتھ ہی ساتھ ایک کشمیر ایسوسی ایشن کی بنیاد رکھی جس میں سالک ، مہر سید حبیب منشی محمد الدین فوق (مشہور و کشمیری مورخ) مرزا بشیر الدین محمود احمد اور ان کے احمدی اور غیر احمدی رفقاء سب شامل تھے ۔ ایسوی ایشن کے قیام کا مقصد یہ تھا کہ مبادا کشمیر کمیٹی آگے چل کر احرار ہی کی ایک نہ مشاخ بن جائے اور وہ متانت سنجیدگی رفو چکر ہو جائے جس سے ہم اب تک کشمیر میں کام لیتے رہے ہیں بہر حال تھوڑا بہت کام ہوتا رہا لیکن کچھ مدت کے بعد نہ کمیٹی رہی نہ ایسوسی ایشن ۔''

(سرگزشت صفحہ ۳۴۲)

قدرت کا انتقام دیکھئے احرار کانگریس اور گورنمنٹ پنجاب گورنر ایمرسن کی در پردہ حمایت میں کشمیر کمیٹی کے خلاف میدان میں کودے تھے مگر گاندھی نے لندن سے یہ اعلان کر کے احرار کے غبارے سے ہوا نکال دی کہ :۔

'' یہ تحریک انگریز کی تقویت کے لئے شروع کی گئی ہے ۔ اُس زمانے میں اس داؤں سے کوئی بچتا تھا ۔ اس داؤں کا گھاؤ گہرا ہوا ۔ سب ہندو مسلمان کانگریسی ہمیں شبے کی نظر سے دیکھنے لگے ۔ جو تھوڑے بہت کانگریسی ہم میں شامل تھے وہ اداس ہو کر اُباسیاں لینے لگے ۔''

(تاریخ احرار صفحہ نمبر 60 ، از مفکر احرار چوہدری افضل حق)

مرے تھے ہم جن کے لئے وہ رہے وضو کرتے

کشمیر کمیٹی کی خدمات کا اعتراف

چیف جسٹس حکومت آزاد کشمیر کا اعتراف

چیف جسٹس آزاد کشمیر ہائی کورٹ جناب محمد یوسف صراف نے اپنی گراں قدر انگریزی تصنیف '' کشمیریز فاٹ فار فریڈم '' میں تمام وکلاء کے اسماء گرامی کا تذکرہ کیا ہے جو صدر کشمیر کمیٹی نے اس مقصد کے حصول کے لئے کشمیر روانہ کئے ۔

(کتاب مذکورہ صفحہ 460)

ان وکلاء میں سر محمد ظفر اللہ خان ، شیخ بشیر احمد (لاہور ہائی کورٹ کے سابق جج) ، چوہدری عزیز احمد باجوہ ، میر محمد بخش ، چوہدری محمد اسد اللہ خان ، شیخ محمد احمد مظہر ، قاضی عبد الحمید ایڈوکیٹس صاحبان کا ذکر کیا گیا ہے ۔

ڈاکٹر سلام الدین نیاز سابق وزیر قانون حکومت آزاد کشمیر '' اَن کہی داستانِ کشمیر '' میں لکھتے ہیں :۔

صدر کمیٹی (حضرت امام جماعت احمدیہ) نے اپنے وسیع وسائل اور ذرائع کو کام میں لاتے ہوئے نہ صرف ریاست اور ہندوستان میں بلکہ سمندر پار ملکوں میں بھی کچھ ایسے انداز سے تشہیر واشاعت کرائی جس سے جرائد ، عمائد اور حکمران بھی متاثر ہوئے بغیر نہ رہ سکے ۔ اور کشمیریوں کی مظلومیت زبان زد عام ہوگئی ۔ برطانوی پارلیمنٹ میں سوال ہونے شروع ہو گئے ...... بعض ممبروں نے ہر طرح امداد کا وعدہ بھی کیا ۔

(ماہنامہ شام سحر لاہور مارچ 1982ء صفحہ 31)

'' اقبال کا سیاسی کارنامہ '' کے مصنف جناب محمد احمد خان کے مطابق

کشمیر کمیٹی کے اصل کام کرنے والے حضرات (یعنی احمدی) تھے ۔

(صفحہ 184)

داستانِ فراق

چاندنی، پھول، کلیاں، معطر فضاء، ہر طرف نور ہی نور پھیلا ہوا
اے مرے ہمنشیں ! یہ گماں میں نہ تھا، اتنی جلدی یہ موسم بدل جائے گے
ہو کے مجبور اک دن اکیلے چلے، آنکھ میں آنسوؤں کا سمندر لئے
یہ غریب الوطن عزم پختہ لئے، ہر کوئی سوچتا تھا کہاں جائیں گے
اس سے پہلے کبھی ہم نے سوچا نہ تھا، دور فرقت کا اتنا طویل آئیگا
ہر گھڑی جم کے رہ جائے گی دفعتہً، لمحے فرقت کے بن بن کے سال آئیں گے
روز یہ ہجر کی شب نہ کاٹے کٹے، دور فرقت کا بھی ہم کو ہر دم ڈسے
شب گذاری کی خاطر دیوانے ترے، اپنے دکھ درد لیکر کہاں جائیں گے
ہم کو احساس ہے آپ کی ذات بھی، آپ کے دن سبھی، راب بھی آپ کی
اپنے پیاروں کی خاطر ہے بے چین سی، رنگ الفت کے یہ سلسلے لائیں گے
پھر یہی آس ہر دم بنے، وہ ندیم آ کے اک دن لگائیں گے
ختم ہو جائیں گے درد کے سلسلے، انکی شفقت کے نیچے جئے جائیں گے

(انور ندیم علوی)

'' ذکر اقبال '' کے مصنف مولانا عبد المجید سالک لکھتے ہیں

'' مرزا صاحب کے احباب اور مریدین ہی کمیٹی کے اصل کارکن تھے ...... اور کوئی کارکن تھے ہی نہیں ۔

(صفحہ 174)

'' مسئلہ کشمیر '' کے مصنف ممتاز احمد رقم طراز ہیں

'' قادیانی ہی کشمیر کمیٹی کے روح رواح تھے ۔ (صفحہ 68)

مرزا شفیق حسین اپنی کتاب '' کشمیری مسلمانوں کی سیاسی جدوجہد 30-1931ء میں لکھتے ہیں

'' احمدیوں کے علاوہ یہاں دوسرا کارکن ہی نہ تھا ۔ (صفحہ 18)

آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی آئینی جدوجہد کے شیریں ثمرات

'' پنجاب کی سیاسی تحریکیں '' کے مصنف جناب عبد اللہ ملک لکھتے ہیں

آئینی جدوجہد کے خاطر خواہ نتائج برآمد ہوئے آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخلصانہ مساعی کے نتیجہ میں آہالیان کشمیر کو جو حقوق ملے اُن کے مختصر ذکر دلچسپی سے خالی نہ ہوگا ۔ کیونکہ یہ نعمت بڑی جدوجہد اور قربانیوں کے بعد حاصل ہوئی تھی ۔

(تخلیص صفحہ 78-179)

مرزا خلیل احمد قمر

مولوی حسین احمد مدنی نے اس باب میں یہ اصولی بات کہی ہے

''اگر کسی ملک کا اقتدار اعلیٰ کسی غیر مسلم جماعت کے ہاتھوں میں ہو لیکن مسلمان بھی بہر حال اس اقتدار میں شریک ہوں اور ان کے مذہبی اور دینی شعائر کا احترام کیا جاتا ہو تو وہ ملک حضرت شاہ صاحب (حضرت شاہ عبدالعزیز صاحب محدث قدس سرہٗ۔ ناقل) کے نزدیک بلاشبہ دارالاسلام ہوگا اور از روئے شرع مسلمانوں کا فرض ہوگا کہ وہ اس ملک کو اپنا ملک سمجھ کر اس کے لئے ہر نوع کی خیر خواہی اور خیر اندیشی کا معاملہ کریں۔'' (نقش حیات از مولوی حسین احمد مدنی جلد 2 صفحہ 11)

جمیعت العلماء اسلام کے انگریز حکومت سے مالی روابط کے بارے میں لکھا ہے

'' کلکتہ میں جمیعت العلماء اسلام کی حکومت کی مالی امداد اور اسکی ایما سے قائم ہوئی''

(ہفت روزہ طوفان ملتان 7 نومبر 1962ء بحوالہ مکالمۃ الصدرین صفحہ 7)

دیوبند کی پالیسی:۔

ہفت روزہ سواد اعظم لاہور نے بحوالہ مولوی بشیر احمد صاحب عثمانی لکھا ہے کہ:۔

''دیوبندی ٹولہ انگریزوں نے اپنی ضرورت کے تحت تنخواہیں دیکر کھڑا کیا تھا اور اس انگریزی محکمہ کے انچارج مولوی اشرف تھانوی تھے۔ جو کہ چھ سو روپیہ ماہوار (سات ہزار دو سو روپے سالانہ) انگریز سے تنخواہ پا کر مسلمانوں کو مشرک اور بدعتی کہتے تھے۔''

(ہفت روزہ سواد اعظم لاہور مورخہ 21 نومبر 1962ء بحوالہ مکالمۃ الصدرین صفحہ 16)

ارباب دیوبند کے بارے میں مزید لکھا ہے:۔

''تھے خانہ زاد لارڈ کلائیو کے چار یار
نانوتوی و قاسمی، گنگوہی، تھانوی
ارباب دیوبندی تھے برٹش کے فضلہ خوار
پاتے تھے ماہوار وہ رقمیں بڑی بڑی''

(سواد اعظم لاہور 28 نومبر 1962ء)

جمیعت اہل حدیث کی پالیسی:۔

اہل حدیث حضرات کے بزرگوں کا انگریزوں سے نیاز مندانہ تعلق کا تفصیلی ذکر ہم گذشتہ صفحات میں کر چکے ہیں [illegible] دور میں بھی ان کا طرز عمل ایسا ہی رہا۔ چنانچہ لکھا ہے۔ دسمبر 1906ء میں بمقام آرہ (بہار) آل انڈیا اہل حدیث کانفرنس وجود [illegible] جس کے سب سے فعال کارکن مولانا ابوالوفا ثناء اللہ امرتسری تھے۔ اہل حدیث کانفرنس کی پالیسی بھی کم وبیش مولوی محمد حسین بٹالوی کے انداز پر رہی۔ (حیات سید احمد شہید از مولانا جعفر تھانیسری صفحہ 28)

شیعہ علماء کا اظہار حقیقت

''فی الحقیقت آپ بہت ہی ناشکر گذار ہونگے اگر آپ اس کا اعتراف نہ کریں کہ ہم کو ایسی سلطنت کے زیر سایہ ہونے کا فخر حاصل ہے جس کی عدالت اور انصاف پسندی کی مثال اور نظیر دنیا کی کسی اور سلطنت میں نہیں مل سکتی۔ ضرورت ہے کہ حضور کی تائید میں مسلمان اس مبارک مہربان، منصف اور عدل پسند برطانیہ عظمیٰ کی دعا گوئی اور ثناء جوئی کریں اور اس کے احسانوں کے شکر گذار رہیں۔...... اس سلطنت (برطانیہ عظمیٰ) کے وجود و بقا اور قیام کے لئے تمام احباب دعا کریں اور اس کے ایثار کا جو وہ اہل اسلام اور خاص کر شیعوں کی تربیت میں بے دریغ مرعی رکھتی ہے۔ ہمیشہ صدق دل سے شکر گذار ہوں اور اس کے ساتھ دل سے وفادار رہنا اپنا شعار بنالیں اور ان کے خلاف جلسوں اور مظاہروں میں شریک اور معین ہونے سے قطعاً احتراز کریں۔''

(موعظہ تقیہ از علامہ علی الحائری صفحہ 72-76۔ کتاب خانہ حسینیہ حلقہ نمبر 72 لاہور طبع سوم)

مولانا ظفر علی خان

چند ارشادات ملاحظہ ہوں:۔

''بحیثیت جمیعتہ الاسلام کے آقا ہونے کے اس گھٹاٹوپ تاریکی میں امید کی کوئی روشن کرن نظر آتی ہے تو وہ حضور جارج خامس شہنشاہ خلد اللہ ملکھم کی ذات برکات ہے جو دس کروڑ مسلمانوں کے آقا ہونے کے لحاظ سے ہماری دستگیری پر منجانب اللہ مامور کئے گئے ہیں۔'' (زمیندار 28 جولائی 1911ء)

خدایا یہ بے شک اسلامی حکومت ہے اس حکومت کا سایہ ہمارے سروں پر ابدالاباد تک قائم رکھ خدا ہمارے شہنشاہ جارج خامس قیصر ہند کے عمر اقبال سے ہمیں مستفیض ہونے کا موقع دے۔'' (زمیندار 12 اکتوبر 1911ء)

ہمارا پاک مذہب بادشاہ وقت کی اطاعت کا حکم دیتا ہے ہم کو سرکار انگلشیہ کے سایہ عاطفت میں ہر قسم کی دینی و دنیوی برکتیں حاصل ہیں۔ ہم پر از روئے مذہب گورنمنٹ کی اطاعت فرض ہے ہم انگریزوں کے پسینے کی جگہ خون بہانے کیلئے تیار ہیں۔ زبانی نہیں بلکہ جب وقت آیگا تو اس پر عمل کر کے بھی دکھا دیں گے۔''

(زمیندار لاہور یکم نومبر 1911ء بحوالہ ظفر علی کی گرفتاری از خان کابلی)

''زمیندار اور اسکے ناظرین گورنمنٹ برطانیہ کو سایہ خدا سمجھتے ہیں اور اس کی عنایات شاہانہ اور انصاف خسروانہ کو اپنی دلی ارادت اور قلبی عقیدت کا کفیل سمجھتے ہوئے اپنے بادشاہ عالم پناہ کی پیشانی کے ایک قطرہ کی بجائے اپنے جسم کا خون بہانے کیلئے تیار ہیں اور یہی حالت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی ہے۔'' (زمیندار لاہور 9 نومبر 1911ء)

مسلمانوں میں...... اپنے بادشاہ کی اطاعت، حکومت وقت کی جانثاری سلطنت ابد مدت برطانیہ کے ساتھ محبت کے وہ ضروری اوصاف بھی بدرجہ اتم موجود ہو جائیں جن کے بغیر ہندوستان کا مسلمان اطاعت اولی الامر کے الہامی ارشاد کے معیار میں پورا اترنے کے باعث کامل مسلمان نہیں کہلا سکتا۔'' (اخبار زمیندار لاہور 9 نومبر 1911ء)

ہندوستان دارالسلام اور دارالسلام ہے جہاں دھڑلے سے مسجدوں میں اذانیں دی جاتی ہیں۔ جہاں پادریوں کے پہلو بہ پہلو اسلامی مناد اور واعظ تبلیغ دین مبین کا فرض انجام دے رہے ہیں۔ جہاں پریس ایکٹ کے موجود ہونے پر لوگوں کو تحریر و تقریر کی وہ آزادی حاصل ہے جس نے ایک عالم کو متحیر بنا رکھا ہے جہاں تمام وہ اقتصادی و تمدنی و سیاسی برکتیں جو کسی آزاد قوم کو حاصل ہونی چاہئیں۔ اعتدال آمیز حریت کے ساتھ انہیں حاصل ہیں۔ مسلمان ایسی جگہ ایک لمحہ کیلئے بھی ایسی حکومت سے بدظن ہونے کا خیال نہیں کر سکتے۔ اس مذہبی آزادی اور امن و امان کی موجودگی میں بھی اگر کوئی بدبخت مسلمان گورنمنٹ سے سرکشی کی جرات کرے تو ہم ڈنکے کی چوٹ سے کہتے ہیں کہ وہ مسلمان نہیں۔ (اخبار زمیندار لاہور 11 نومبر 1911ء)

اگر خدانخواستہ گورنمنٹ انگلشیہ کی کسی مسلمان طاقت سے ان بن ہو جائے تو مسلمانان ہند اول تو آخر تک گورنمنٹ سے یہی التجا کریں گے کہ وہ اس جنگ سے محترز رہے اگر ان کی استدعا شرف پذیرائی حاصل نہ کرے اور گورنمنٹ کو لڑائی کے بغیر اپنی مصلحتوں کی بنا پر چارہ نہ رہے تو ایسی حالت میں مسلمانوں کو اسی طرح سرکار کی طرف سے جلتی آگ میں کود کر اپنی عقیدت مندی ثابت کرنی چاہیئے جس طرح سرحدی علاقہ اور سمالی لینڈ کی لڑائیوں میں مسلمان فوجی سپاہیوں نے اپنی مذہبی اور قومی بھائیوں کے خلاف جنگ کر کے اس بات کا بارہا ثبوت دیا ہے کہ اطاعت اولی الامر کے اصول کے وہ کس درجہ پابند ہیں۔

(اخبار زمیندار لاہور 11 نومبر 1911ء)

گاڈ سیو دی کنگ

قریب جشن شہ جارج کا ہے دہلی میں — شکوہ بکرمی و اکبری وقار بھی دیکھ
سنا ہے تو نے سلیمان کے تخت کا قصہ — تو ہند میں شاہ انگلشیہ کا گذار بھی دیکھ
حدیث عاشق و معشوق تو سنی برسوں — تعلقات رعایا و شہریار بھی دیکھ
کہا جو لاکھوں نے ملکر گاڈ سیو دی کنگ — ملک کہیں گے فلک پہ گاڈ سیو دی کنگ

(اخبار زمیندار لاہور 29 اکتوبر 1911ء)

دعائیں

عالم میں شاہ جارج کا اونچا علم رہے
قائم ہر ایک ملک میں جاہ و حشم رہے

(اخبار زمیندار 9 دسمبر 1911ء)

ہند میں آپ صد وسی سال رہیں
خوف ہو آپ کی سطوت کو نہ کچھ لینن سے

(بہارستان از مولوی ظفر علیخان صفحہ 586)

مولانا ظفر علی خان اپنے اخبار زمیندار لاہور کی پیشانی پر محروف جلی یہ شعر بھی لکھواتے رہے ہیں۔

تم خیر خواہ دولت برطانیہ رہو
سمجھیں جناب قیصر ہند اپنا جانثار

شاعر مشرق علامہ محمد اقبال

شاہی دربار تاجپوشی ہز امپریل میجسٹی جارج پنجم بمقام دہلی 1911ء میں علامہ نے درج ذیل نظم کہی:

ہمارا تاجدار

ہمائے اوج سعادت ہو آشکار اپنا
کہ تاجپوش ہوا آج تاجدار اپنا
اسی کے دم سے ہے عزت ہماری قوموں میں
اسی کے نام سے قائم ہے اعتبار اپنا
اسی سے عہد وفا ہندیوں نے باندھا ہے
اسی کے خاک قدم پر ہے دل نثار اپنا

(زمانہ کانپور۔ دربار شاہی نمبر دسمبر 1911ء نیز باقیات اقبال صفحہ 206 انارکلی لاہور طبع دوم 1966ء مخزن لاہور جنوری 1912ء)

پہلی جنگ عظیم کے دوران سر مائیکل اوڈوائر گورنر پنجاب کی فرمائش پر علامہ اقبال نے ایک نظم لکھی جو جنگی تنظیمات کے سلسلے میں ہونے والے 1918ء کے ایک مشاعرے میں پڑھی گئی

ڈاکٹر محمد اقبال کے متعلق لکھا ہے:۔

''خود سالک لاہوری کا یہ مصرع ڈاکٹر اقبال صاحب کے متعلق زبان زد ہے کہ

سرکار دہلیز پر سر ہو گئے اقبال'' (سواد اعظم لاہور 28 نومبر 1962ء)

مجلس احرار

''یہ بھی مشہور ہے کہ مجلس احرار نے جب مسجد شہید گنج کے مسئلے پر تمام مسلمانوں کی مخالفت میں حکومت انگریزی سے گٹھ جوڑ کیا تو بغیر معاوضہ کے نہ کیا تھا۔ اس لئے کسی شاعر نے کہا ہے

احرار کا اسلام ہے سرکار کا اسلام (اخبار سیاست لاہور 16 اگست 1935ء)

تبلیغی جماعت

تبلیغی جماعت کو انگریز حکومت کی طرف سے ملنے والی امداد کے بارے میں لکھا ہے:۔

''مولانا الیاس صاحب کی تبلیغی تحریک کو بھی ابتداً حکومت کی جانب سے بذریعہ حاجی رشید احمد کچھ روپیہ ملتا تھا''

(ہفت روزہ طوفان ملتان 7 نومبر 1962ء بحوالہ مکالمۃ الصدرین صفحہ 8)

میرانی صاحب اب آپ کا کیا خیال ہے ان سب کے بارے میں کیا یہ سب انگریز کے ایجنٹ تھے اُن کے تنخواہ دار تھے۔ ذرا ان کی شان میں بھی کچھ فرمایئے تا کہ عوام الناس آپ کو اپنی اوقات یاد دلا دیں صرف ایک کمزور اور دنیا کی نگاہ میں بے حیثیت جماعت اور اس کے بانی کو اپنی دشنام دہی کا نشانہ بنانا اور ان پر بے بنیاد الزامات عائد کرنا آسان ہے مگر حقائق کی نظر میں حقائق کا سامنا کرنا خاصا دشوار اور مشکل ہے جس کی آپ میں ہمت نہیں اگر یہ سب حوالہ جات آپ کے علم میں ہوتے تو شاید آپ ان بے جا الزامات سے احتراز برتتے۔ آپ کا جماعت احمدیہ کے بارے میں ذاتی مطالعہ بالکل نہیں ہے۔ آپ نے صرف ادھر اُدھر سے منہ مارا ہے اور مخالفین احمدیت کے پس خوردہ کو اپنی پیٹ کا ایندھن بنایا ہے خدا آپ کو سمجھ دے اور اگر آپ حقائق کا اعتراف نہیں کر سکتے تو کم از کم اپنی زبان کو ہی بند رکھیں اور بڑھ بڑھ کر اپنے اندر کا تعفن باہر نہ پھیلائیں۔

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب اور ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب آج میرے دل میں آیا ہے کہ آپ کو قرآن کے مطالعہ کی طرف توجہ دلائی جائے یہ خدا تعالیٰ کا کلام ہے۔ اور بنی نوع انسان کے لیے آخری شریعت ہے اور نوع انسان کے لیے تمام ضرورتوں کو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں بیان فرمایا ہے بعض گذشتہ نبیاء اور اقوام کے واقعات کے بیان میں مستقبل کی پیشگوئیاں ہیں اسلئے امید ہے کہ آپ قرآن مجید کا بغور مطالعہ فرمائیں گے۔ قرآن مجید سے طبعی محبت کی وجہ سے اس میں احکام ورواقعات پر بھی کماحقہ غور فرمائیں گے آیئے ذرا درج ذیل آیات پر غور کریں کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کن لوگوں کا ذکر ہے۔

فَمَثَلُهُ كَمَثَلِ الْكَلْبِ (اعراف آیت 177)

كَمَثَلِ الْحِمَارِ (جمعہ آیت 6)

جَعَلَ مِنْهُمُ الْقِرَدَةَ وَ الخنازير (مائدہ آیت 61)

کتا کہہ کر گدھا سؤر اور بندر قرار دیا ہے حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے اپنے مخالفوں کو جن الفاظ میں مخاطب کیا ہے ان کو بھی ذرا ذہن میں مستحضر کریں۔

پس یہ الفاظ برمحل اور عند الضرورت اظہار حق کی خاطر اللہ تعالیٰ کے نبیوں نے بولے ہیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے۔

ان الذین کفرو من اھل الکتب والمشرکین فی النار جھنم خلدین فیھا اولئک ھم شرُّ البریہ ۔ (البینہ آیت نمبر 7)

جو لوگ کافر ہیں مشرک ہوں یا اہل کتاب جہنم کی آگ میں رہیں گے اور سب مخلوقات سے (جن میں سؤر بندر اور کتے بھی شامل ہیں) بدتر ہیں۔

یہ الفاظ یقیناً گالی نہیں بلکہ ان بڑے لوگوں کی روحانی بُری حالت کا بیان ہے اس کے مقابلہ میں دشمنان حق کو ''خنازیر الفلا'' قرار دینا درحقیقت ''شر البریہ'' کی نرم سی تفسیر ہے لہٰذا حضرت مرزا صاحب کے الفاظ پر اعتراض کرنا غلطی ہے۔

میرانی صاحب آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ صاحب کے درج ذیل شعر کو موضوع بحث بنا کر اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔

ان العدی ما رو اخنا زیر الفلا

و نساء ھم من دو نھن الا کلب

''میرے مخالف جنگلوں کے سور ہیں اور ان کی عورتیں کتیوں سے بڑھ کر ہیں۔''

یہ الفاظ ان اعداء اسلام معاندین حق اور فتنہ پردازوں کے حق میں ہیں جنھوں نے اپنی بدخصلتوں سے اپنے آپ کو ان کا اہل ثابت کیا۔ یہ عام خطاب نہیں ہے بلکہ صرف ان دشمنوں کو جو گندی گالیاں دیتے تھے خواہ مرد ہوں خواہ عورتیں۔

میرانی صاحب آپ ذرا اس وقت کا اندازہ کریں جب حضرت مرزا صاحب اسلام کے دفاع میں میدان میں کھڑے ہو کر اور جارحانہ طور پر دشمنان اسلام پر تابڑ توڑ حملے کر رہے ہوں اور دشمنوں کو سوائے شکست کے کچھ نظر نہ آ رہا ہو اس نازک وقت میں جو شخص ان مرد میدان کی پشت میں خنجر گھونپے گا وہ اس کے دشمنوں کا ہی ساتھی ہو گا یہی حال ان چند مسلمانوں علماء کا تھا جو مرزا صاحب کی اسقدر مخالفت کرتے تھے کبھی وہ عیسائیوں کی حمایتی بن کر کے مقابل پر آ جاتے اور کبھی ہندو، آریوؤں کی حمایت میں ان کی پشت پر کھڑے ان کی مدد و حمایت کر رہے ہوتے کیا ان میں غیرت اور بے دیدہ پن، شرم و حیا کی بھی کوئی بات رہ جاتی ہے۔ جیسے خنزیر میں غیرت نام کا مادہ عنقا ہے ایسے میں ان دشمنان اور نام نہاد علماء میں غیرت اسلام کب کی رخصت ہو چکی تھی۔ یہ دشمنان اسلام ان بے غیرت نام نہاد علماء کی مالی معاونت بھی کرتے رہتے تھے۔ ایسے لوگ جن کا شیوہ نجاست اور گندہ دہنی ہو گیا تھا۔

میرانی صاحب جب کہ آغاز میں تحریر کیا جا چکا ہے کہ یہ عام خطاب نہیں ہے بلکہ صرف ان دشمنوں کو ہے جو گندی گالیاں دیتے ہیں مگر آپ نے اس سے اگلا شعر نہیں پڑھا۔ جس سے ساری صورت حال واضح ہو جاتی ہے کہ اس شعر کا مخاطب کون ہے۔

سبو وما اوری لایی جریمہ

کہ وہ مجھ کو گالیاں دیتے ہیں اور میں نہیں جانتا کہ وہ کیوں اور کس جرم کے بدلے گالیاں دیتے ہیں

حضرت مرزا صاحب خود فرماتے ہیں۔

دشنام دہی اور چیز ہے اور بیان واقعہ کا گو وہ کیسا ہی تلخ اور سخت ہو دوسری شے ہے ہر ایک محقق اور حق گو کا فرض ہوتا ہے کہ سچی بات کو پورے پورے طور پر مخالف گم گشتہ کے کانوں تک پہنچا دیوے۔ پھر اگر وہ سچ کو سن کر برافروختہ ہوتو ہوا کرے۔

بطور مثالی صرف ایک واقعہ بیان کر کے اس کو ختم کرتا ہوں۔

صلح حدیبیہ کے موقع پر کفار مکہ کا سفیر عروہ بن مسعود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے گفتگو کر رہا تھا جب اس نے کج بحثی کا رویہ اپنایا تو حضرت ابو بکر صدیق جیسے ٹھنڈے مزاج کے صحابی کو بھی غصہ آ گیا۔ حضرت ابو بکر صدیقؓ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں عروہ بن مسعود کو جو کہا وہ بخاری کتاب الشروط فی الجہاد و المصالحتہ سے پڑھ سکتے ہیں۔

میرانی صاحب جسقدر گالیاں اور سخت الفاظ حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کہے گئے ہیں ان کو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب ''کتاب البریہ'' میں درج فرمایا ہے آپ ذرا اس کا مطالعہ فرمالیں۔ تاکہ آپ پر حقیقت حال واضح ہو جائے۔

دوسرے محمد حسین بٹالوی کے دو شاگردوں ملا محمد بخش اور جعفر زٹلی نے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں اشتہارات شائع کیے۔ جن میں اخلاق سوز اور حیا سوز الفاظ کا بھرپور استعمال کیا گیا آپ کے خلاف توہین آمیز اور گالیوں کی زبان استعمال ہوئی ہے نہ صرف مرزا صاحب کے بارے میں بلکہ ان کی عورتوں کے بارے میں بھی حیا سوز اور اخلاق سے گرتے ہوئے الفاظ استعمال کیے گئے ہیں ان کو احاطہ تحریر میں لانا مشکل ہے کیا ان سب کے ہوتے ہوئے اگر ان شرم و حیا اور اخلاق سے عاری لوگوں کے بارے میں مندرجہ بالا الفاظ استعمال فرماتے ہیں تو اس سے مشتعل ہونے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ یہ امر واقعہ کا اظہار ہے۔ حضرت مرزا صاحب کو گالیوں سے بھرے ہوئے اسقدر خطوط آتے تھے کہ آپ نے ان گالیوں بھرے خطوط کو ایک بوری میں بھرا ہوا تھا۔ جب ایک موقعہ پر ان کے مکان کی تلاشی کے دوران تھانیدار صاحب نے اس بوری کو کھولنا چاہا تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ اس کو رہنے دیں تو تھانیدار اس بوری کو کھولنے پر مصر رہا۔ جب بوری کھولی گئی تو ان کاغذات کے پڑھنے پر پوری حقیقت حال واضح ہو گئی۔ تو مرزا صاحب نے فرمایا کہ لوگ تو مجھے گالیوں بھرے بیرنگ خطوط بھیجتے ہیں میں پیسے دے کر خطوط کو حاصل کرتا ہوں۔

مجھے تعجب ہوتا ہے کہ معاندین احمدیت ان الفاظ کو جو خاص بدزبان علماء کیلئے جوابی طور پر کہے گئے اپنے اوپر چسپاں کرنے کی خواہ مخواہ کوشش کرتے ہیں اور عوام کو اشتعال دلانے کی کوشش کرتے ہیں یا یہ حقیقت حال ہی ہو ان کو اس آئینہ میں اپنا چہرہ نظر آتا ہو کسی نے خوب کہا ہے۔

پسند اپنی اپنی خیال اپنا اپنا

مرزا خلیل احمد قمر

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

جناب میرانی صاحب!

آپ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ پر جہاد کے منسوخ کرنے کا الزام عائد کیا ہے۔ یہ الزام بلا سوچے سمجھے اور حضرت مرزا صاحب کی تحریرات کو پڑھے بغیر عائد کیا ہے اگر آپ نے مرزا صاحب کی اصل تحریرات پڑھی ہوتیں تو شاید آپ ایسا نہ کرتے مگر آپ نے تو معاندین احمدیت کی تحریرات سے اپنے مضمون کا پیٹ بھرا ہے اگر آپ مرزا صاحب کی کتب پڑھتے تو آپ کو یہ تحریر بھی پڑھنے کو ملتی۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

''سو جاننا چاہیئے کہ قرآن شریف یونہی لڑائی کے لئے حکم نہیں فرماتا بلکہ صرف ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو خدا تعالیٰ کے بندوں کو ایمان لانے سے روکیں اور اس بات سے روکیں کہ وہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر کار بند ہوں اور اس کی عبادت کریں اور ان لوگوں کے ساتھ لڑنے کے لئے حکم فرماتا ہے جو مسلمانوں سے بے وجہ لڑتے ہیں اور مومنوں کو ان کے گھروں اور وطنوں سے نکالتے ہیں اور خلق اللہ کو جبراً اپنے دین میں داخل کرتے ہیں اور دین اسلام کو نابود کرنا چاہتے ہیں اور لوگوں کو مسلمان ہونے سے روکتے ہیں یہ وہ لوگ ہیں جن پر خدا تعالیٰ کا غضب ہے اور مومنوں پر واجب ہے کہ ان سے لڑیں اگر وہ باز نہ آویں۔''

(نور الحق حصہ اوّل روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 62)

میرانی صاحب یہ تحریر بھی حضرت مرزا صاحب ہی کی ہے اس کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے جو دین اسلام قبول کرنے سے روکے اس سے لڑنا ہی جہاد ہے۔ اس سے حضرت مرزا صاحب نے ہرگز نہیں روکا۔ ہاں حضرت مرزا صاحب نے جس لڑائی سے روکا ہے وہ کسی کو پکڑ لیا کہ پڑھ کلمہ اگر وہ کلمہ نہ پڑھے تو قتل کر دیا جائے یا کسی انگریز کو بازار میں دیکھ لیا تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ اس قسم کی قتل و غارت کو حضرت مرزا صاحب نے جہاد تسلیم نہیں کیا۔ آج کل جو کچھ جہاد کے نام پر پاکستان میں ہو رہا ہے۔ مسلمان مسلمان کا خون بہا رہا ہے۔ دہشت گردی کا بازار گرم ہے۔ کیا یہ سب جہاد ہے۔ اس کی ہر کوئی مذمت کر رہا ہے۔ کہتے ہیں ایک ہندو کہیں جا رہا تھا ایک پٹھان کی اس پر نظر پڑ گئی پٹھان کو خیال آیا کہ اس کافر کو مسلمان بنا کر جنت حاصل کی جا سکتی ہے۔ چنانچہ پٹھان نے ہندو کو نیچے گرا لیا اور اس کے سینے پر بیٹھ کر کہنے لگا تو کافر ہے تو کلمہ پڑھ، ہندو نے ادھر اُدھر دیکھا اس کو کوئی حمایتی نظر نہ آیا تو ہندو نے مجبور ہو کر کہا اچھا خان صاحب پڑھاؤ کلمہ۔ مگر خان صاحب خاموش تھے ہندو نے کچھ انتظار کے بعد پھر کہا خان صاحب پڑھاؤ کلمہ خان صاحب تھوڑی دیر چپ رہے پھر کہا خو تھارا قسمت اچھا ہے کلمہ تو مجھے بھی نہیں آتا یہ حال ہے آجکل جہاد کرنے والوں کا۔ آپ جیسے لوگ میں جو جہاد کی آڑ میں ملک میں بدامنی اور فتنہ فساد پھیلا کر غیر ملکی ایجنڈے پر کام کر رہے ہیں جماعت اسلامی یا دوہ جماعتیں ہیں جو قیام پاکستان کے ہی مخالف تھیں۔

میرانی صاحب آپ تو پاکستان میں پیدا ہوئے ہیں نہ آپ کا مطالعہ ہے کہ نہ آپ تاریخ سے واقف ہیں نہ آپ پنجاب پر سکھوں کے مظالم سے آگاہ ہیں۔ سکھوں کے عہد میں بے شمار مساجد درس گاہیں گوردواروں میں تبدیل ہو گئی تھیں۔ لاہور کی بادشاہی مسجد رنجیت سنگھ کی فوج کے گھوڑوں کا اصطبل تھی۔ کسی کی جرات نہیں تھی کہ اذان تک دے سکے۔ جو اذان دیتا تھا اس کا جو حشر ہوتا تھا اس کو زمانہ جانتا تھا۔ لاہور کے معززین نے انگریز حکومت میں مسجد کی واگزاری کی درخواست کی تھی۔ جس پر مسجد کی حیثیت بحال کر دی گئی۔ یہ سارے حالات حضرت مرزا صاحب اور ان کے ہم عصروں کی نظروں کے سامنے گذرے تھے اس لئے انہوں نے انگریزوں کی آمد کو خوش آمدید کہا اور ان سے وفاداری کا اقرار کیا۔ انگریز نے ہندوستان میں امن و امان اس حد تک قائم کیا کہ لاہور سے زیور سے لدھی پھندی عورت کلکتہ بلا خوف و خطر پہنچ جاتی تھی۔ اب تو بچے سکول جاتے ہیں تو فکر دامنگیر ہو جاتی ہے۔ خدا خدا کر جب گھر واپس آتے ہیں تو دل کو چین ملتا ہے۔

جن دنوں حضرت مرزا صاحب نے انگریزوں سے بلا وجہ لڑنے سے منع کر رہے تھے ان دنوں صوبہ سرحد کے علاقہ غیر کے ایک بڑے خانصاحب نے حضرت مرزا صاحب سے سوال کیا کہ ہمیں آئے دن انگریزوں کی فوجوں سے لڑنا پڑتا ہے۔ ہم کیا کریں اگر انگریزی فوجیں ہم پر حملہ آور ہوں تو کیا چپ چاپ اپنا سر کٹوا دیں یا ذلیل اور مغلوب ہو کر صلح کر لیں؟

حضرت مرزا صاحب نے اس کا جواب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث کے الفاظ میں فرمایا کہ

''انتم اعلم بامور دنیا''

کہ اپنے دنیا کے کاموں کو تم مجھ سے بہتر جانتے بوجھتے ہو۔ جیسا وقت ہو ویسا کام کرو۔''

گویا حضرت مرزا صاحب کا جو فتویٰ تھا وہ دین کے متعلق تھا کہ دین کو بزور تلوار پھیلانا کافر کو ناحق قتل کرتے پھرنا۔ یہ اسلام کی رو سے جائز نہیں۔ دنیوی جنگوں کے متعلق مخالفت کا کوئی فتویٰ آپ نے نہیں دیا۔

حضرت مرزا صاحب نے جہاں مسئلہ جہاد کے بارے میں غلط فہمی کو دور کیا اور جہاد کی اصل حقیقت کو وضاحت سے بیان فرمایا وہاں آپ نے یہ بھی فرمایا:

''لاشک ان وجوہ الجہاد معدومۃ فی ھذا الزمن و ھذہ البلاد''

(ضمیمہ تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 82)

یعنی جہاد کی شرائط اس ملک میں اور اس زمانہ میں نہیں پائی جاتیں آپ نے یہاں یہ نہیں فرمایا کہ جہاد کا حکم اب منسوخ ہے بلکہ یہ فرمایا جہاد بالسیف کی شرائط اس ملک میں اور اس زمانہ میں پائی نہیں جاتیں۔ حضرت مرزا صاحب نے اگر جہاد کو روکا ہے تو بلا وجہ نہیں روکا۔ اس سلسلہ میں جو وجوہات اپنی کتب میں درج فرمائیں میں اختصار کے ساتھ درج ذیل کرتا ہوں۔

مذہبی آزادی:

انگریزی حکومت نے ہم کو امن اور سکون اور مذہبی آزادی دے رکھی ہے ہم مذہبی احکام پر پوری آزادی کے ساتھ عمل کرتے ہیں اپنے مذہب کی اشاعت کرتے ہیں۔ خود انگریزوں کے مذہب یعنی عیسائیت کی تردید کرتے ہیں۔ اور ہمیں حکومت کی طرف سے اس امر میں کوئی ممانعت اور مزاحمت نہیں ہوئی۔

حصول اسباب

انگریزی حکومت سے نہ لڑنے کی یہ وجہ بتلائی کہ مسلمانوں کے پاس نہ کوئی جمعیت ہے نہ فوج نہ روپیہ نہ جدید اسلحہ آخر ان چیزوں کے بغیر لڑنا محض خودکشی ہے جو اسلام میں جائز نہیں۔ قرآن کریم تو فرماتا ہے۔

لاتلقو بایدیکم الی لتھلکہ

کہ اپنے ہاتھوں سے اپنے آپ کو ہلاکت میں مت ڈالو۔

چنانچہ حضرت مرزا صاحب نے جہاد کو منسوخ نہیں بلکہ اس فتوے میں جنگ کے التوا کا اعلان فرمایا ہے۔

3۔ حدیثوں میں حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی مسیح موعود کی نسبت ہے

''یضع الحرب''

کہ وہ آکر جنگوں کو روک دے گا۔ اس کے یہ معنے تو ہو ہی نہیں سکتے کہ وہ جنگ کے حکم کو منسوخ کر دے گا کیونکہ ایسا ہو نہیں سکتا کہ شریعت میں کمی بیشی کرے کیوں اس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یُقِیمُوا الشَّرِیعَۃَ

وہ شریعت کو قائم کرے گا نہ کہ منسوخ۔

حضرت مرزا صاحب کا یہ اعلان بار بار اپنی تحریرات میں فرمایا ہے۔

"قرآن کریم کا ایک شعشہ یا نقطہ منسوخ نہیں ہوگا"

(نشان آسمانی روحانی خزائن جلد 4، صفحہ 390)

جبکہ آپ کے علماء جو حضرت مرزا صاحب کے مقابلے میں حمایت اسلام میں بڑھ چڑھ کر دعوے کرتے چلے آ رہے ہیں۔ وہ قرآن مجید کی پانچ سو آیات تک کو منسوخ مانتے ہیں۔ ان کو تو آپ سر آنکھوں پر بٹھاتے ہیں جس نے بانگ دہل اعلان فرمایا کہ قرآن مجید کا ایک شعشہ تک منسوخ نہیں ہے اس کو آپ سب وشتم کا نشانہ بناتے ہیں۔

میرانی صاحب آپ کو یہ اعتراض ہے کہ انگریزی گورنمنٹ کے امن و امان اور مذہبی آزادی کی تعریف خوشامد ہے یہ تعریف تو سرسید احمد خان، مولانا شبلی نعمانی، دیوبند، دارالندوۃ، علامہ اقبال، مولانا ظفر علی خان سب نے کی ہے۔ جس کا ذکر گذشتہ مضمون میں گزر چکا ہے تو مرزا صاحب پر ہی اعتراض کیوں۔ مرزا صاحب نے از خود اس کا جواب دیا ہے۔ آپ فرماتے ہیں:

"محسن کے احسانات کی شکرگزاری کے اصول سے ناواقف جاہل ہمارے اس قسم کے بیانات اور تحریروں کو خوشامد کہتے ہیں مگر ہمارا خدا سب جانتا ہے کہ ہم دنیا میں کسی انسان کی خوشامد کر سکتے ہی نہیں۔ یہ قوت ہی ہم میں نہیں ہے۔ ہاں احسان کی قدر کرنا ہماری شرشت میں ہے اور محسن کشی اور غداری کا ناپاک مادہ۔ اس نے اپنے فضل سے ہم میں نہیں رکھا۔ ہم گورنمنٹ انگلشیہ کے احسانات کی قدر کرتے ہیں اور اس کو خدا کا فضل سمجھتے ہیں کہ اس نے ایک عادل گورنمنٹ کو سکھوں کے پر جفا زمانہ سے نجات دلانے کے لئے ہم پر حکومت کرنے کو کئی ہزار کوس سے بھیج دیا۔ اگر اس سلطنت کا وجود نہ ہوتا تو میں سچ سچ کہتا ہوں کہ ہم مخالفین اسلام کے اعتراضوں کی بابت ذرا بھی نہ سوچ سکتے چہ جائیکہ ہم ان کا جواب دے سکتے پھر اگر ہم اللہ تعالیٰ کے اس فضل کی قدر نہ کریں تو یقیناً سمجھو کہ بڑے ناقدر شناس اور ناشکرگزار ہوں گے۔......... مختصر یہ کہ یہ مقام دارالحرب سے پادریوں کے مقابلہ میں۔"

(ملفوظات جلد اول صفحہ 151)

منافقت سے نفرت

حضرت مرزا اپنے بعض مخالفین مولوی محمد حسین بٹالوی وغیرہ مولویوں کے طرز عمل کے بارے میں کہ ان کے سامنے تو خوشامد کرتے تھے اور در پردہ انگریزوں سے جہاد بالسیف کو جائز سمجھتے تھے۔ آپ فرماتے ہیں۔

"یہ لوگ جب حکام وقت کو ملتے ہیں تو اس قدر سلام کے لئے جھکتے ہیں گویا سجدہ کرنے کے لئے تیار ہیں اور جب اپنے ہم جنسوں کی مجلسوں میں بیٹھتے ہیں تو بار بار اصرار ان کا اس بات پر ہوتا ہے کہ یہ ملک دارالحرب ہے اور اپنے دلوں میں جہاد کرنا فرض سمجھتے ہیں اور تھوڑے ہیں جو اس خیال کے انسان نہیں ہیں یہ لوگ اپنے اس عقیدہ جہاد پر جو سراسر غلط اور قرآن اور حدیث کے برخلاف ہے اس قدر جمے ہوتے ہیں جو شخص اس عقیدہ کو نہ مانتا ہو اور اس کے برخلاف ہو۔ اس کا نام دجال رکھتے ہیں اور واجب القتل قرار دیتے ہیں۔"

(گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، روحانی خزائن جلد 17، صفحہ 7)

آپ کا جہاد انگریزوں کے مذہب سے تھا انگریزوں کی حکومت سے نہیں تھا۔

آپ نے متعدد بار اعلان فرمایا کہ میری لڑائی میرا جہاد انگریزوں کے مذہب سے ہے انگریزوں کی حکومت سے نہیں ہیں۔ انگریزوں کی حکومت میں چونکہ امن اور مذہبی آزادی بدرجہ نمایاں پاتا ہوں۔ اس لئے ان حالات کے ہوتے ہوئے انگریزی حکومت کے ساتھ لڑنا میں شریعت اسلام کے خلاف سمجھتا ہوں۔ البتہ ان کا مذہب چونکہ اسلام کے خلاف نبرد آزما ہے اس لئے اس سے لڑنا اس سے جہاد کرنا انہی ہتھیاروں سے جن سے وہ حملہ آور ہے اور اس کو مٹانا اور نیست و نابود کرنا اپنا اور سب مسلمانوں کا فرض سمجھتا ہوں جبکہ مرزا صاحب کے مخالفین جن میں مسلمان علماء، عیسائی پادری اور ہندو آریہ سب شامل تھے در پردہ حکومت کو مرزا صاحب کے خلاف بھڑکاتے تھے کہ یہ مہدی سوڈانی سے بڑھ کر خطرناک ثابت ہوگا۔ ابھی یہ کمزور ہے جب یہ طاقت حاصل کرے گا تو پھر انگریزوں کو پتہ چلے گا۔ جب کہ مرزا صاحب برابر اس امر کا اعلان کرتے رہے میرا جہاد انگریزوں کے مذہب عیسائیت کے خلاف ہے۔

"لیکن ہم گورنمنٹ کو بلند آواز اطلاع دیتے ہیں کہ اس زمانہ میں جنگ اور جہاد سے دین اسلام کو پھیلانا ہمارا عقیدہ نہیں ہے اور نہ یہ عقیدہ ہے کہ جس گورنمنٹ کے زیر سایہ رہیں۔........... اس سے باغیوں کی طرح لڑنا شروع کر دیں۔ سو اگرچہ ہم مذہب کے لحاظ سے اس گورنمنٹ کو بڑی غلطی پر سمجھتے اور ایک شرمناک عقیدہ میں گرفتار دیکھ رہے ہیں۔.........

انسان کی پرستش کرنا سخت ظلم ہے حضرت مسیح علیہ السلام کیا ہیں صرف ایک عاجز انسان اور اگر خدا تعالیٰ چاہے تو ایک دم میں کروڑہا ایسے بلکہ ہزار ہا درجہ ان سے بہتر پیدا کر دے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ جو چاہتا ہے کرتا ہے اور کر رہا ہے.........

اے مردوں کے پرستارو زندہ خدا موجود ہے اگر اس کو ڈھونڈو گے تو پاؤ گے اگر صدق کے پیروں کے ساتھ چلو گے تو ضرور پہنچو گے یہ نامردوں اور مخنثوں کا کام ہے کہ انسان ہو کر اپنے جیسے انسان کی پرستش کرنا.........

وہ انسان جو سب سے زیادہ کامل اور انسان کامل تھا۔ اور کامل نبی تھا اور کامل برکتوں کے ساتھ آیا۔ جس سے روحانی بعثت اور حشر کی وجہ سے دنیا کی پہلی قیامت ظاہر ہوئی اور ایک عالم کا عالم مرا ہوا اس کے آنے سے زندہ ہو گیا وہ مبارک نبی حضرت خاتم الانبیاء امام الاصفیاء ختم المرسلین فخر النبیین جناب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے پیارے خدا اس پیارے نبی پر وہ رحمت اور درود بھیج جو ابتداء دنیا سے تو نے کسی پر نہ بھیجا ہو۔"

(اتمام الحجۃ روحانی خزائن جلد 8 صفحہ 307،308)

میرانی صاحب ملاحظہ فرمایا کس طرح اس قوم کو مردوں کی پرستار اور انسان کی پرستش کرنے کی وجہ سے مخنث اور نامرد تک کہہ دیا۔ کیا کسی نام کے مولوی یا لیڈر میں اتنی جرات تھی جو اس وقت انگریزوں کی فولادی حکومت کے ہوتے ہوئے ان کے مذہب کو اس طرح لتاڑتا اس مذہب کی تقلید کرنے کی وجہ سے اس طرح ہدف ملامت بناتا۔ یہ اس بات کا ثبوت ہے کہ مرزا صاحب کس کی خوشامد نہیں کرتے تھے۔ اور کسی منافقت کو برا گردانتے تھے اور انگریزوں سے ڈرتے نہیں تھے۔ یہ کسی دنیوی لیڈر کے بس کی بات نہیں تھی۔ یہ اسی کو زیبا تھی جس کی حفاظت کا خدا تعالیٰ نے ذمہ لیا تھا۔ وہ اکیلا تھا۔ ہندو، سکھ، عیسائی، انگریز حکومت سب آپ کے خلاف تھے بلکہ خفیہ تدبیریں آزماتے رہتے تھے مگر وہ ایک شخص پوری قوت اور طاقت سے اپنے دعویٰ پر ایک مضبوط چٹان کی طرح ڈٹا رہا۔ مخالفت کے طوفان اور آندھیاں دشمنوں کے بد ارادے اور تدبیریں اس کے راستے کا پتھر نہ بن سکیں۔ آج ایک سو سال سے زائد عرصہ میں وہ کمزور اور ناتواں اور دنیوی لحاظ سے بے سہارا پودا اب دنیا کے 194 ممالک میں اپنے پاؤں مضبوطی سے گاڑ چکا ہے۔ بھٹو اور ضیاء کا زمانہ گزرے زیادہ عرصہ نہیں گزرا یہ توکل کی باتیں ہیں کس طرح خدا تعالیٰ نے ان کو اپنے انتقام کا نشان بنایا اور وہ خدا آج بھی زندہ ہے اور ہمیشہ اپنے پیاروں کی حفاظت کے لئے اپنی فوجوں کے ساتھ دوڑتا چلا آتا ہے۔

یہ جو گندی زبان آپ نے استعمال کی ہے صرف آپ نے ہی اس کا نشانہ حضرت مرزا صاحب کی ذات کو نہیں بنایا ہر زمانہ میں خدا تعالیٰ کے ماموروں کو آپ ایسے معاندین کی گندہ دہنی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ بلکہ ہر ایک مامور پر ایک جیسے ہی الزامات عائد کئے جاتے رہے ہیں۔ اگر یقین نہیں آتا تو قرآن مجید کا مطالعہ کر کے دیکھ لیں۔ اور پھر یہ بھی دیکھ لیں کہ ان مخالفین کا کیا انجام ہوتا چلا آیا ہے۔ جس کا ذکر قرآن مجید نے بار بار کیا ہے۔ حضرت مرزا صاحب نے اس حقیقت کو اپنے ایک شعر میں یوں بیان فرمایا ہے۔

یہ گماں مت کر کہ یہ سب بدگمانی ہے معاف
قرض ہے واپس ملے گا تجھ کو یہ سارا ادھار

ایک مکتوب اور ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

جناب میرانی صاحب

آپ نے ''قادیانیت کو بہ کو پھیل گئی بات تیری رسوائی کی۔'' کی قسط نمبر 5 میں حضرت مرزا صاحب کے ایک شعر کو موضوع سخن بنایا تھا۔ خاکسار کو بڑا تعجب تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے عربی فارسی اردو کلام میں سے آپ نے خنزیروں اور کتیوں والے شعر کو ہی کیوں منتخب کیا ہے۔ گندگی پر منہ مارنے والے خبیث جانور اور راہ چلتے مسافروں پر بھونکنے والوں سے آپ کو کیا دلچسپی ہو سکتی ہے۔ جبکہ حضرت مرزا صاحب کا سارا کلام حمد باری تعالیٰ، مدح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مدح صحابہ رسولؓ اور شان قرآن مجید اور موازنہ مذاہب سے بھرا پڑا ہے آخر اس شعر کو منتخب کرنے کا کیا مطلب؟ مگر آپ کے مضمون کی قسط نمبر 8 پڑھ کر جو شک تھا وہ یقین میں بدل گیا۔

آپ نے الیاس برنی کے فضلہ پر منہ مارا ہے وہاں سے نامکمل اور قطع برید اور تحریف شدہ حوالوں کو نقل کر کے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں عوام الناس میں اشتعال پیدا کرنے کی کوشش کی ہے۔ آپ کو شاید اس بات کا علم نہ ہو الیاس برنی نے 1935ء میں ایک چھوٹے سائز پر سو صفحات پر مشتمل کتاب ''قادیانی مذہب'' شائع کی تھی۔ پھر قطع برید اور تحریف کے فن میں ماہر ہونے کے بعد اس کی ضخامت بڑھتے بڑھتے پانچ سو صفحات سے بھی تجاوز کر گئی اور الیاس برنی نے اس کتاب سے قبل یہ دعویٰ کیا تھا کہ میرے ذہن میں قادیانیت کے بارے میں ایسے طریق سے کتاب لکھنے کی سکیم ہے۔ اگر یہ کتاب شائع ہو گئی تو بہت جلد قادیانیت اپنی موت آپ مر جائے گی۔ الیاس برنی اس حسرت کو دل میں لئے حسرت و یاس کی تصویر بنے دنیا کو چھوڑ گیا مگر احمدیت آج بھی قائم دائم ہے اور دنیا کے 194 ممالک میں پھیل چکی ہے۔

کہتے ہیں 'نقل را عقل باشد'۔ نقل کرنے کے لئے بھی عقل کی ضرورت ہوتی ہے۔ جیسے خنزیر بلا سوچے سمجھے جو سامنے آئے اس پر اپنی تھوتھنی سے وار کر دیتا ہے۔ خواہ کوئی پتھر کی دیوار ہی کیوں نہ ہو۔ جس سے اس کی تھوتھنی نہ صرف زخمی ہو جاتی ہے بلکہ سر پھٹ کر اس کی موت کا سبب بن جاتا ہے۔ اس طرح آپ نے اتنا بھی عقل سے کام نہیں لیا کہ ان حوالہ جات کو اصل کتب سے موازنہ تو کر لیتے مگر آپ نے تو ان حوالہ جات کو من وعن تحریر کر دیا۔ ذیل میں حضرت مرزا صاحب کی اور آپ کی تحریریں دی جا رہی ہیں آپ دونوں کا خود ہی موازنہ کریں کہ آپ نے کس قدر بد دیانتی اور تحریف سے کام لیا ہے۔ ہم نے کچھ کہا تو بُرا مانو گے۔

1- حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر

''ہم بارہا لکھ چکے ہیں کہ حضرت مسیح کو اتنی بڑی خصوصیت آسمان پر زندہ چڑھنے اور اتنی مدت تک زندہ رہنے اور پھر دوبارہ اترنے کی جو دی گئی ہے اس کے ہر ایک پہلو سے ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین ہوتی ہے اور خدا تعالیٰ کا ایک بڑا تعلق ہے جس کا کچھ حد و حساب نہیں حضرت مسیح سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ مثلاً آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سو برس تک بھی عمر نہ پہنچی مگر حضرت مسیح اب قریباً دو ہزار برس سے زندہ موجود ہیں اور خدا تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو چھپانے کے لئے ایک ایسی ذلیل جگہ تجویز کی جو نہایت متعفن اور تنگ اور تاریک اور حشرات الارض کی نجاست کی جگہ تھی مگر حضرت مسیح کو آسمان پر جو بہشت کی جگہ اور فرشتوں کی ہمسائیگی کا مکان ہے بلا لیا۔ اب بتلاؤ محبت کس سے زیادہ کی؟ عزت کس کی زیادہ کی؟ قرب کا مکان کس کو دیا اور پھر دوبارہ آنے کا شرف کس کو بخشا؟''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 205 حاشیہ)

میرانی صاحب اب اپنی عبارت کو پڑھیں۔

''روضہ اطہر نہایت متعفن اور حشرات الارض کی جگہ ہے۔''

(نوائے وقت سنڈے میگزین 15 نومبر 2009ء صفحہ 12 کالم 5)

خود ہی انصاف کریں کیا یہ تحریف نہیں تو اور کیا ہے؟ حضرت مرزا صاحب تو مسلمانوں کو یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ تم جس قدر حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا مرتبہ بلند کر رہے ہو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی توہین رسالت کے مرتکب ہو رہے ہو جبکہ آنحضرت ﷺ کا وجود وجہ تخلیق کائنات ہے۔ تو سب سے بلند ترین مرتبہ تو آنحضرت ﷺ کا ہے۔ اس سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب آنحضرت ﷺ کی ہجرت کا واقعہ بیان کر رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر جب ہجرت فرمائی تو کفار کی نظروں سے بچنے کے لئے آپ غار ثور میں تین دن تک پناہ گزین ہوئے۔ اب اس میں ''روضہ اطہر'' کا ذکر کہاں سے آ گیا۔

2۔ حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر:

''چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا دوسرا فرض منصبی جو تکمیل اشاعت ہدایت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں بوجہ عدم وسائل اشاعت غیر ممکن تھا۔ اس لئے قرآن شریف کی آیت ''و اخرین منھم لما یلحقو'' الجمعہ 4 میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی آمد ثانی کا وعدہ دیا گیا ہے۔ اس وعدہ کی ضرورت اس وجہ سے پیدا ہوئی کہ وہ دوسرا فرض منصبی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یعنی تکمیل اشاعت ہدایت دین جو آپ کے ہاتھ سے پورا ہونا چاہیئے تھا اس وقت بباعث عدم وسائل پورا نہیں ہوا سو اس فرض کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آمد ثانی سے جو بروزی رنگ میں تھی ایسے زمانہ میں پورا کیا جبکہ زمین کی تمام قوموں تک اسلام پہنچانے کے لئے وسائل پیدا ہو گئے۔''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 263 حاشیہ)

میرانی صاحب کی تحریر:

نبیؐ سے دین کی اشاعت مکمل نہ ہو سکی میں نے پوری کی۔ (معاذ اللہ)

(حاشیہ تحفہ گولڑویہ مرزا قادیانی)

تف ہے آپ کی تخلیق پر اور آپ کے علمیت پر نوائے وقت کے سنڈے میگزین کے انچارج پر جو اتنا جھوٹ شائع کر رہے ہیں اور ملک میں اشتعال، فتنہ فساد اور انتشار اور افتراق کو ہوا دے رہے ہیں۔

3۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ کو کشف میں دیکھنا:

حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر

ا۔ اس کشف میں اشارہ ہے جو آج سے تیس برس پہلے براہین احمدیہ میں شائع کیا گیا۔ جس میں دیکھا تھا کہ حضرات پنجتن سید الکونین حسنین فاطمۃ الزہرا اور علی رضی اللہ عنہ عین بیداری میں آئے اور حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا نے کمال محبت اور مادرانہ عطوفت کے رنگ میں اس خاکسار کا سر اپنی ران پر رکھ لیا اور عالم خاموشی میں ایک غمگین صورت بنا کر بیٹھے رہے۔ اسی روز سے مجھ کو اس خونی آمیزش کے تعلق پر یقین کلی ہوا فالحمد للہ علیٰ ذالک۔ غرض میرے وجود میں ایک حصہ اسرائیلی ہے اور ایک حصہ فاطمی''

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 118)

گویا حضرت مرزا صاحب یہ ثابت فرما رہے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت فاطمہ الزہرا کی اولاد سے ہیں اور عبارت میں ''مادرانہ عطوفت'' کا لفظ موجود ہے۔

۲۔ دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں۔

"ایک کشف میں.......... میرا سر بیٹوں کی طرح حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کی ران پر ہے۔"

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 426 حاشیہ)

۳۔ ایک مرتبہ نماز مغرب کے بعد عین بیداری میں.......... حضرت فاطمہ زہرا رضی اللہ عنہا نے نہایت محبت اور شفقت سے مادر مہربان کی طرح اس عاجز کا سر اپنی ران پر رکھ لیا۔

(براہین احمدیہ روحانی خزائن جلد 1 صفحہ 599 حاشیہ در حاشیہ)

میرانی صاحب حضرت فاطمہ الزہرا والے کشف کو حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتب میں تین جگہ بیان فرمایا ہے خاکسار نے من عن درج بالا کر دیا ہے۔

میرانی صاحب کی تحریر

"اس کے علاوہ اس قادیانی جنم مکانی۔ صحابہ کرامؓ اور حضرت فاطمہ زہراؓ کی ذات مقدس کے بارے میں جو بکواس کی ہے کوئی باغیرت مسلمان لکھ نہیں سکتا اور نہ ہی متذکرہ بالا بکواس کوئی مسلمان لکھ سکتا ہے مگر ہماری مجبوری یہ ہے۔ ہم نے قادیانیت کا پردہ چاک کرنا اور کروڑوں مسلمانوں کو آگاہ کرنا تھا۔ اسلئے کچھ چیدہ چیدہ جملے یہاں نقل کرنا پڑے۔"

(نوائے وقت سنڈے میگزین 15 نومبر 2009 صفحہ 12 کالم 5)

میرانی صاحب اب آپ خود ہی بتائیں کہ بکواس کون کر رہا ہے اور یہ بکواس لکھ کر اور اس کو چھپوا کر عوام کو اشتعال دلا کر کون مسلمان ہونے کا انکار کر رہا ہے۔ حضرت مرزا صاحب یا میرانی جیسا تحریف اور قطع برید کرنے والا؟

حضرت مرزا صاحب کو آنحضرت ﷺ اور اہل بیت سے اس قدر محبت تھی کہ اپنے ایک شعر میں فرماتے ہیں

جان و دلم فدائے جمال محمدؐ است
خاکم نثار کوچہ آل محمدؐ است

میں جان اور دل سے حضرت محمد ﷺ کے حسن پر فدا ہوں اور میں تو آلِ محمد ﷺ کی گلیوں کی خاک پر اپنی جان نثار کرتا ہوں۔

میرانی صاحب حضرت مرزا صاحب نے تو حضرت فاطمہ الزہرا رضی اللہ عنہا کو مادر مہربان کہہ کر سر ران پر رکھنے کی بات لکھی ہے۔

اب ذرا حضرت سید عبدالقادر جیلانی رحمۃ اللہ علیہ کے اس کشف کی تعبیر بھی کر دینا۔ فرمایا

حضرت سید عبدالقادر جیلانی نے خواب میں دیکھا کہ

میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی گود میں ہوں اور اُن کے دائیں پستان کو چوس رہا ہوں پھر میں نے بایاں پستان باہر نکالا اور اس کو چوسا پس اس وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اندر تشریف لے آئے"

(قائد الجواہر فی مناقب الشیخ عبدالقادر صاحب جیلانیؒ مطبوعہ مصر صفحہ 57)

میرانی صاحب حضرت شیخ عبدالقادر جیلانی کے بارے میں آپ کا کیا خیال ہے۔ کیا اس کشف سے حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کی توہین نہیں ہوتی۔

یہ رویا کشوف اہل اللہ کو ہوتے ہیں آپ جیسے خبیث باطن لوگوں کے کہاں ایسے نصیب۔

4۔ میرانی صاحب آپ نے تحریر کیا:

آپ عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ اس میں سؤر کی چربی ہے۔

معاذ اللہ اب اصل تحریر یوں ہے۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنے مکتوب محررہ 25 نومبر 1903ء میں صحابہؓ کے متعلق لکھا ہے کہ "وہ کپڑے پر منی گرتی تو خشک ہونے کے بعد اس کو جھاڑ دیتے تھے ایسے کنویں سے پانی پیتے تھے۔ جس میں حیض کے لتے پڑے تھے۔.......... عیسائیوں کے ہاتھ کا پنیر کھا لیتے تھے۔ حالانکہ مشہور تھا کہ سور کی چربی اس میں پڑتی ہے۔"

(اخبار الفضل 22 فروری 1924ء)

یہ سب امور حضرت مرزا صاحب نے یہ ثابت کرنے کے لئے تحریر کئے ہیں کہ محض شک اور بیم کی وجہ سے آدمی کو ہر وقت اپنی صفائی کا خیال نہیں ہونا چاہئیے اس خط میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں:

"اس طرح شک وشبہ میں پڑنا بہت منع ہے، شیطان کا کام ہے جو ایسے وسوسے ڈالتا ہے۔ ہرگز وسوسہ میں نہیں پڑنا چاہئیے گناہ ہے۔ اور یاد رہے کہ شک کے ساتھ غسل واجب نہیں ہوتا اور نہ صرف شک سے کوئی چیز پلید ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور آپ کے اصحاب وہمیوں کی طرح ہر وقت کپڑا صاف نہیں کرتے تھے۔

(الفضل 22 فروری 1924ء صفحہ 9)

ابھی حال میں ہی Lays Chips کے بارے میں مشہور ہو گیا کہ اس میں سور کی چربی استعمال ہوتی ہے۔ اس کے ازالہ کے لئے سابق پاپ گلوکار اور حال نعت خواں جنید صاحب نے جواب ماشاء اللہ بڑی سی داڑھی بھی رکھ کر مولانا نظر آتے ہیں۔ چنانچہ جنید صاحب سے اس افواہ کی تردید کروائی گئی کہ میں پوری دیانتداری اور یقین سے کہتا ہوں کہ اس میں سؤر کی چربی استعمال نہیں ہوتی یہ چپس حلال آئل سے تیار کئے جاتے ہیں۔

دو تین سال ہوئے برڈ فلو کی وجہ سے مرغی کے گوشت کی قیمت یکدم گر کر 25، 30 روپے فی کلو تک آ گئی تھی حکومت نے اس سلسلہ میں اعلان کروائے تب جا کر لوگوں کو اعتماد ہوا!

محض شک شبہ کی بنا پر کسی چیز کو کھانے سے انکار کرنا ہی مراد تھا۔ جس کو میرانی صاحب نے کیا سے کیا بنا دیا

۵۔ انبیاء سے اجتہادی غلطی ہو سکتی ہے:

حضرت مرزا صاحب کی اصل تحریر

"جو وحی کشف یا خواب کے ذریعہ سے کسی نبی کو ہو دے اس کی تعبیر کرنے میں غلطی بھی ہو سکتی ہے۔ ایک دوسری حدیث میں ایسی ہی غلطی کے بارہ میں خود آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔

قال ابو موسیٰ عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم رایت فی المنام انی اھاجر من مکتہ الیٰ ارض بھا نخل فذھب وھلیٰ انی انما الیمامۃ او ھجر فاذا ھی المدینۃ یثرب

(بخاری باب ہجرۃ النبی وا صحابہ الیٰ المدینۃ صفحہ 204)

یعنی ابو موسیٰ سے روایت ہے کہ جو پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں مکہ سے ایسی زمین کی طرف ہجرت کرتا ہوں جس میں کھجوریں ہیں پس میرا وہم اس طرف گیا کہ وہ یمامہ یا ہجر ہو گا مگر آخر وہ مدینہ نکلا جس کو یثرب بھی کہتے ہیں۔

اس حدیث میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صاف طور پر فرما دیا کہ کشفی امور کی تعبیر میں انبیاء سے بھی غلطی ہو سکتی ہے۔

(ازالہ اوہام روحانی خزائن جلد 3 صفحہ 205-204)

میرانی صاحب کی تحریر

نعوذ باللہ نبی سے کئی غلطیاں ہوئیں کئی الہام سمجھ میں نہ آئے۔

(سنڈے میگزین نوائے وقت 15 نومبر 2009 صفحہ 12 کالم صفحہ 5)

میرانی صاحب یہ حدیث کی بات ہے۔ خود رسول اللہ صلی اللہ علیہ نے بیان فرمائی ہے۔ آپ نے مرزا صاحب کے نام لگا دی۔ اس سے یہی معلوم ہوتا ہے کہ آپ کا ذاتی مطالعہ صفر ہے اور صرف ادھر اُدھر سے منہ مار کر۔ کسی کے فضلے کو نگلنے کی کوشش کر کے آپ نے جو کچھ تحریر کیا ہے۔ اس پر سوائے اس کے اور کیا کہا جا سکتا ہے۔ لعنت اللہ علی الکاذبین

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

محمد نواز میرانی صاحب کے نام

جناب میرانی صاحب! آپ نے اپنی قسط 3 میں لکھا ہے کہ "اسرائیل میں 600 قادیانی باقاعدہ فوج میں بھرتی ہیں اور ان ظالم قادیانیوں نے فلسطین کے مظلوم مسلمانوں کے خون ناحق کے دریا بہادیئے ہیں۔ اب وہی اسرائیل وقادیانی کشمیر میں بھی داخل ہوکر بھارت کی آشیر بادو تعاون سے تحریک آزادی کشمیر کو کچلنے کے لئے سرگرم ہیں۔

(نوائے وقت سنڈے میگزین 11 اکتوبر 2009ء صفحہ 19)

اس کے علاوہ بھی آپ اسرائیل بھارت برطانیہ اور امریکہ کا ذکر کررہے ہیں کہ جماعت احمدیہ کا ان ممالک کے ساتھ تعلقات ہیں ان کے ساتھ ملاکر سازشیں کررہے ہیں۔ یہ سارے باتیں پڑھ کر مجھے ایک چور کا واقعہ یاد آرہا ہے۔ جو پکڑے جانے کے خوف سے خود ہی چور چور کا شور مچا کررہا تھا۔ تاکہ لوگوں کی توجہ اس کی طرف نہ ہوسکے یہی حال میرانی صاحب آپ کا ہے۔

مجھے حیرانی تو "نوائے وقت" جیسے اخبار کے ایڈیٹر مجید نظامی پر ہوئی ہے جن کو نہ جانے آج کل کن کن القابات سے نوازا جارہا ہے۔ نوائے وقت میں ہر روز کسی نہ کسی کالم میں ان کی تعریف کی جارہی ہوتی ہے مگر ان کی ادارے کا یہ حال ہے کہ ان کو پتہ ہی نہیں کہ اخبار میں کس قدر جھوٹ لکھا جارہا ہے۔ وہ "نوائے وقت" جو حمید نظامی کی ادارت میں اپنی غیر جانبداری اور ذمہ دارانہ صحافت کی وجہ سے معروف تھا۔ مگر آج کل "نوائے وقت" 180 درجے مخالف سمت میں جارہا ہے۔

اگرچہ نوائے وقت کی پیشانی پر تو یہ لکھا ہوا ہے۔

"بہترین جہاد جابر سلطان کے سامنے کلمہ حق کہنا ہے۔"

یہ تو اس وقت ممکن ہے جب جہاد کرنے والا سچ بولے پورا تولے۔ حقیقت یہ ہے کہ 1974ء میں اینٹی احمدیہ موومنٹ جس کے منتظم اعلیٰ ذوالفقار علی بھٹو تھے نے اس ادارہ (نوائے وقت) کو اس موومنٹ کی راہ ہموار کرنے کے معاوضہ میں وافر مراعات دیں جو کہ سرکاری طور پر آن ریکارڈ ہیں۔

اسرائیل فوج میں 600 قادیانیوں کے بھرتی ہونے کی پہلی خبر نوائے وقت لاہور کی 29 ستمبر 1975ء کی اشاعت میں لندن سے شائع ہونے والی کتاب "اسرائیل اے پروفائل" کے حوالے سے شائع کی گئی۔ اس خبر کو مولوی محمد یوسف بنوری نے "ربوہ سے تل ابیب" نامی کتابچہ میں بھی شائع کیا۔ نوائے وقت کے اس انکشاف کو جماعت اسلامی کے ہفت روزہ "طاہر" لاہور نے "مولوی ظفر احمد انصاری کے انٹرویو کے حوالے سے دوہرایا۔

نوائے وقت اس مصدقہ کتاب کی طرف یہ بیان منسوب کرتا ہے کہ 1972 تک اسرائیلی فوج میں چھ سو قادیانی شامل ہوچکے تھے۔ جبکہ انصاری صاحب اپنی کتاب میں حسب ذیل الفاظ میں پیش کرتے ہیں "1972ء میں اسرائیل میں موجود احمدیوں کی تعداد چھ سو تھی جن پر اسرائیل کی فوج میں خدمت کے دروازے کھول دیئے گئے۔"

پہلے بیان کی رو سے چھ سو پاکستانی احمدی 1972ء تک اسرائیلی فوج میں شمولیت اختیار کرچکے تھے۔ اور دوسرے بیان کی رو سے اس تاریخ تک کل احمدیوں کی تعداد چھ سو تھی۔ جس میں یہ ذکر نہیں ملتا کہ وہ فوج میں داخل ہوئے کہ نہیں اور یہ بھی یہ نہیں بتایا گیا کہ وہ کس قوم سے تعلق رکھتے تھے اور ان دونوں بیانات کا تضاد یہ ظاہر کرتا ہے کہ یہ جھوٹ ہے اور محض شرارت پر مبنی ہے۔

اس حقیقت سے بھی انکار نہیں کہ یہودیوں اور عیسائیوں کا دنیا کے بڑے بڑے اخبارات اور خبر رساں ایجنسیوں پر قبضہ ہے اور ان کے ذریعے خبروں کو ایسا رنگ دیتے ہیں۔ اسی کو میڈیا وار کہتے ہیں جیسی صدام حسین کے خلاف ماضی قریب میں کھیلی گئی۔ اس میڈیا وار کا ایک مقصد یہ بھی ہوتا ہے کہ اسلامی ملکوں میں نئے نئے فتنے اٹھ کھڑے ہوں پہلے کسی ملک کے بارے میں ایک فیصلہ کرتے ہیں اور پھر اس فیصلہ کے لئے خبر رساں ایجنٹوں کے ذریعہ راستہ ہموار کرتے ہیں پھر خبریں مسلسل اس انداز کی دی جاتی ہیں جن سے ان نعروں کو تقویت ملتی ہے۔ الغرض اس وقت ملکوں میں پُراسرار خدمات سرانجام دینے والی سی آئی اے کے ایجنٹوں اور رائل ڈپلومیسی کے پروپیگنڈہ باز ارا فراد کی وافر تعداد میں ہمارے معاشرے میں موجود ہے۔ پاکستان میں اس کا جھنڈا سید ابوالاعلیٰ مودودی کی زیر قیادت جماعت اسلامی نے اٹھا رکھا ہے انہوں نے یہودی خبر رساں ایجنسیوں کی فراہم کردہ معلومات کو نہایت ڈرامائی انداز میں پیش کرنے کے لئے وہی تیکنک اختیار کی ہے جس کی اصل تربیت دی گئی۔

(بحوالہ اسرائیل اور جماعت اسلامی صفحہ 105)

جس طرح ماضی قریب میں مصر کے صدر کے خلاف جماعت اسلامی نے مسٹر مصباح الاسلام فاروقی سے انگریزی زبان میں ایک کتاب "یہودی سازش اور عالم اسلام" کے نام سے شائع کرکے پاکستان اور دیگر ممالک میں وسیع پیمانے پر تقسیم کی گئی جب اس کتاب کو عالم اسلام کے خلاف مواد ہونے کی وجہ سے حکومت نے ضبط کرلیا تو مولانا مودودی نے اس کے خلاف احتجاج کیا۔

جن قارئین کو اس واقعہ کی تفاصیل میں دلچسپی ہو وہ روزنامہ جنگ کراچی 19 جولائی 1967ء کے علاوہ مولانا کوثر نیازی کی مشہور کتاب "جماعت اسلامی عوامی عدالت میں" کے صفحہ 190 کا مطالعہ فرمالیں۔

نوائے وقت کی باسی کڑھی میں اُبال

اب اس خبر کو کم وبیش 36 سال بعد 5 اکتوبر 2008ء میں شائع کیا گیا۔ پھر 6 اکتوبر، اور 7 اکتوبر میں روزنامہ نوائے وقت میں مختلف انداز میں تبصرہ بھی کیا۔ 6 اکتوبر کو ایڈیٹوریل بھی لکھا گیا۔

اب پھر ماہ اکتوبر 2009ء میں بھی میرانی صاحب جماعت احمدیہ کے خلاف اپنی خرافات کے ساتھ میدان میں اترے ہیں وہ 35، 36 سال پرانی خبر کو نئے انداز میں پیش کرکے جماعت احمدیہ کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کی کوشش میں ہیں۔

میرانی صاحب نوائے وقت کی ان خرافات پر نہ پہلے عوام نے کان دھرا اور نہ ہی آپ کی خرافات کو کوئی اہمیت دیں گے۔ جن کے سامنے منزل ہو کہ ساری دنیا میں خدائے واحد ویگانہ کی توحید کو قائم کرنا ہے اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے جھنڈے تلے رہا کرتا ہے۔ وہ بھلا میرانی صاحب جیسے گند اچھالنے والوں کی کیا پرواکرتے ہیں ان جیسے بہت سے گذشتہ ایک سوسال سے زائد عرصہ میں پیدا ہوئے اور اپنی بساط کے مطابق زور لگا کر دیکھ لیا کیا فرق پڑا یہی کہ جماعت احمدیہ ہر دور ابتلا میں پہلے سے بڑھ کر ابھری ہے اور اس کی ترقی کی رفتار میں کئی گنا اضافہ ہی ہوا ہے۔ یہ راستے کے پتھر اور رکاوٹیں اس کا کچھ نہیں بگاڑ سکیں۔ جھوٹ بولنا آپ کا شیوہ ہے اور آپ کے جو پہلے تھے ان کا بھی یہ شیوہ تھا کیونکہ ان کے عقیدہ ہے

"جھوٹ کا استعمال بعض اوقات شرعاً واجب ہوتا ہے۔"

(ترجمان القرآن مئی 1958ء)

جماعت احمدیہ کے خلاف یہ لوگ جتنا جھوٹ بولیں ان کے نزدیک وہ ایک

مذہبی فریضہ سرانجام دے رہے ہیں۔

میرانمیرانی صاحب کو اس بات کا علم ہونا چاہئیے کہ فلسطین میں جماعت احمدیہ کا مشن 1928ء میں گویا اسرائیل کے قیام سے بیس سال قبل قائم ہوا تھا جبکہ جماعت احمدیہ کے افراد اس سے پہلے بھی فلسطین میں موجود تھے۔ قیام اسرائیل کے خلاف سب سے پہلے جماعت احمدیہ نے ہی آغاز کیا تھا۔ حضرت مرزا بشیر الدین محمود احمد صاحب نے الکفر ملّۃ واحدۃ" کے نام سے ایک مضمون لکھا جسکی اردو اور انگریزی اور عربی میں وسیع پیمانے پر اشاعت ہوئی۔ عرب ممالک کے اخبارات و رسائل نے اس مضمون کو نمایاں طور پر شائع کیا۔ فلسطین کے حقوق کے سلسلہ میں چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی خدمات کو فراموش نہیں کیا جا سکتا۔ ان کی تقاریر کا اقوام متحدہ کا ریکارڈ گواہ ہے۔ اسرائیل کے بارے میں لکھی گئی کتب میں اسرائیل کی مخالفت کرنے والوں میں ظفر اللہ خان صاحب کا نام سرفہرست ہوتا ہے۔

اسرائیل کا پہلا دوست جنرل ضیاء الحق

میرانمیرانی صاحب کو شاید علم نہیں کہ پاکستان کے پاسپورٹ پر اسرائیل جانے کی اجازت بھی نہیں ہے پھر یہ جاننے کیلئے بعض پاکستانی علماء بیت المقدس اور دیگر مقامات کی زیارت کر آتے ہیں۔ کوئی تو خفیہ راستہ اور رابطہ انہوں نے اسرائیل کی حکومت سے رکھا ہوا ہوگا۔ جس کے ذریعہ یہ اسرائیل آتے جاتے رہتے ہیں ذرا اس طرف بھی قلم چلانے کی ضرورت ہے۔

اسرائیل کا اصل دوست تو جنرل ضیاء الحق تھا۔ جب حکومت پاکستان کے اسرائیل سے تعلقات کا سلسلہ افغان جہاد کے دوران شروع ہوا جس کا حوالہ خود جماعت اسلامی کے مرد حق مرد مومن جنرل ضیاء الحق نے ڈالا تھا۔ جھوٹ کا پرچار کرنے والی یہ جماعت اسلامی ہی تھی جو مصر سے چھپ کر اسرائیل کے روسی اسلحہ کو حاصل کرتی تھی اسے خود ہی تقسیم کرتی تھی اور پھر اس میں سے عمدہ اسلحہ چھانٹ کر ننگا پور کی مارکیٹ میں پہنچایا کرتی تھی کروڑوں اربوں روپے اس جماعت نے اس اسرائیلی اسلحے سے کمائے۔ افغان عورتیں دبئی کی مارکیٹ میں فروخت کی گئیں۔ پشاور اور صوبہ سرحد میں اسرائیلی ٹریننگ کیمپ کھولے گئے۔ پس اسرائیل سے اصل دوستی تو جماعت اسلامی کے شفیق سرپرست جنرل ضیاء الحق نے قائم کی تھی۔ ڈاکٹر فرخ ملک جو افغان جہاد کے دوران اسلحہ کی سپلائی کے منتظم رہے اور جہادی گروپ بھیجتے رہے۔ انہوں نے اپنے ذاتی مشاہدات اور تجربات اپنی کتاب "جھروکے" میں بیان کر دیئے ہیں۔

اسرائیلی جہادی ٹرینر پاکستان میں

ڈاکٹر فرخ ملک اپنی کتاب "جھروکے" میں لکھتے ہیں کہ

اسی دوران اسرائیل کی خفیہ ایجنسی "موساد" کا دفتر کسی اور نام سے پشاور میں کھل جاتا ہے اور وہاں پر ان کے فوجی سفید کپڑوں میں آجاتے ہیں کیپٹن رینک سے لے کر جنرل رینک تک کے لوگ پشاور میں آئے وہ سب اسرائیلی تھے۔ ہمارے حاکموں کو پتہ تھا کہ یہ اسرائیلی ہیں۔ وہ لوگ آئے جن کو عربی زبان پر عبور تھا انہوں نے یہاں آ کر عرب مجاہدین کی ٹریننگ کا بیڑا اٹھایا......

مرد افغان رہا ہے ...... گر ہم رہے ہیں ...... ہمارا پیٹ اس کا بیٹا رہا ہے اور یار لوگ اس میں سے چن چن کر کبھو کبھار کھا رہے ہیں ...... فائدہ اٹھا رہے ہیں اور اپنے یہودیوں کو وہاں پہ مراعات دلوا دیں اور یہاں بیٹھے رہے۔

(280-279 صفحہ)

یہودی "موساد" کا کالی ضیاء الحق کا آشیرواد

"موساد" کا ایک بہت پرانا چیف ڈائریکٹر جس کا نام کالی تھا۔ یہ کالی وہ شخص تھا کہ دنیا میں جتنا بھی کالا دھندا ہے جو کہ 3، 4 سو ملین ہوتا ہے اس میں کالی کا Cartel شامل ہے......

اب وہ کالی صاحب جو تھے وہ تین دفعہ پاکستان آئے، صدر صاحب (جنرل ضیاء الحق) سے ملاقات ہوئی اور پھر ایسوسی ایشن کے اس بڑے آدمی سے ملاقات ہوئی جو اس وقت اسلحہ کی ڈیل میں شامل تھا۔ وہ کالی کے نام سے یہاں آیا لیکن ہمارے اخبارات نے کبھی خبر تک نہ دی۔

(صفحہ 280)

یہودی عرب جہادی ٹریننگ کیمپ میں

اب ان یہودیوں نے جو یہاں پہ آئے تمام عرب لڑکوں کو ٹریننگ دینا شروع کر دی۔ یہ وہ لڑکے تھے جو عرب ممالک سے آئے ہوئے تھے۔ اور افغانستان کی حمایت میں جہاد کرنے کے خواہش مند تھے۔ ان کو ٹریننگ موساد کے وہ فوجی آفیسرز دے رہے تھے جن کا پشاور میں ہیڈکوارٹر بنا ہوا تھا۔

(صفحہ 681)

اسرائیلی اسلحے کے خریدار عرب

ہمارا جہاد اس راہ پر چل پڑا ہے...... اسرائیل نے کیا کیا اس نے خفیہ طور پر "کلاشنکوف" اور "عوضی" تیار کرنا شروع کر دیں۔ اور یہاں بھجوانی شروع کر دیں۔ اخبارات کی خبروں کی رو سے ہمیں یہ بتایا جاتا تھا کہ وہ کلاشنکوفیں روسی چھوڑ کر بھاگ گئے ہیں۔ دراصل یہ مڈل ایسٹ اسرائیل سے آرہی تھی۔

(صفحہ 285)

قلم کی حرمت کے بارے میں ہم نویس کو اپنے پیدا کرنے والے کے آگے جوابدہ ہونا ہے۔ کیونکہ ارض و سماء کے خالق کی آخری الہامی کتاب قرآن مجید میں اصولی ہدایت فرمائی گئی ہے کہ

اے ایماندارو تم انصاف کے ساتھ گواہی دیتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے لئے فرستادہ ہو جاؤ اور کسی قوم کی دشمنی تمہیں ہرگز اس بات پر آمادہ نہ کرے کہ تم انصاف نہ کرو، تم انصاف کرو وہ تقویٰ کے زیادہ قریب ہے اللہ تعالیٰ کا تقویٰ اختیار کرو۔ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے یقیناً آگاہ ہے۔ (سورۃ مائدہ آیت 9)

مرزا خلیل احمد قمر

التجاء

بچشم گریاں خدایا تیری جناب میں میری التجاء ہے
رحیم و رحمان ہے تیری ذات ہر اک کو تیرا ہی آسرا ہے
نہ سن سکوں گا میں لن ترانی دکھادے اب مجھ کو اپنا جلوہ
نہیں ہے تاب قرار دل کی کہ وقت ایسا ہی آپڑا ہے

شبیر احمد سلمان

ایک مکتوب ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب آپ نے لکھا ہے:

"اب تو قادیانی سربراہ مرزا طاہر احمد نے اپنا سالانہ جلسہ قادیان میں منعقد کرنے کا بھی اعلان کر دیا ہے اور شورش زدہ علاقے میں کسی پاکستانی کو نہیں جانے دیا جاتا کہ وہاں سکھوں کی وجہ سے پاکستان سے 6 ہزار قادیانیوں کی بڑی پذیرائی کی گئی اور مرزا کی تقریر کو خاص طور پر دوردرشن اور تمام دیگر ٹی وی کے پروگرام میں دکھایا گیا......
ان کو حج وعمرہ ادا کرتے وقت موت آتی ہے کیوں نہیں ادا کرتے اور حج کی بجائے اپنا جلسہ منعقد کر کے اس کو حج کا متبادل کیوں کہتے ہیں۔"

(نوائے وقت سنڈے میگزین 11 اکتوبر 2009ء)

میرانی صاحب لگتا ہے کہ آپ میں مطالعہ کی کمی کے ساتھ ساتھ آپ کے کانوں میں بھی خرابی ہے۔ 1991ء کے جلسہ سالانہ قادیان کی خبر اب آپ کے کانوں تک پہنچی ہے جبکہ یہ بیس سال پرانی بات ہے۔ جس کا ذکر آپ نوائے وقت اکتوبر 2009ء میں کر رہے ہیں۔ یہ بات تو اس زمانے میں کرنے والی تھی جبکہ پاکستان میں آپ کی حامی حکومت تھی۔ آپ کو 6 ہزار احمدیوں کے قادیان جانے پر بہت تکلیف ہو رہی ہے یہ تو حکومتوں کی بات ہے اگر حکومت پاکستان نہ جانے دے بارڈر بند کر دے تو آپ کیا کر سکتے ہیں۔ ویزے بے شک لگے ہوں۔ پاکستان میں سکھ سال میں کئی دفعہ ہزاروں کی تعداد میں آتے ہیں۔ کبھی بے ساکھی کے موقعہ پر کبھی گورونانک کے یوم پیدائش پر کبھی کسی موقعہ پر آتے رہتے ہیں اسی طرح مسلمان بھی ہندوستان میں کئی بزرگان اسلام کے عرس کے موقعہ پر جاتے ہیں ہندو بھی پاکستان میں بعض مندروں میں عبادت کے لئے آتے ہیں اگر احمدی ہندوستان چلے گئے تو کون سی اچنبھے کی بات ہے۔

میرانی صاحب 1991ء کا جلسہ سالانہ قادیان جماعت احمدیہ کا صد سالہ جلسہ سالانہ تھا۔ اس جلسہ کا آغاز 1891ء میں بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی نے فرمایا تھا۔ پہلے جلسہ پر صرف 75 افراد شامل ہوئے تھے۔ اس کے بعد ہر سال یہ جلسہ سالانہ باقاعدہ منعقد ہوتا رہا۔ قیام پاکستان کے بعد امام جماعت احمدیہ پاکستان تشریف لے آئے تو پاکستان میں ربوہ کے مقام پر یہ جلسہ سالانہ 1983ء تک باقاعدہ منعقد ہوتا رہا۔ اس سال اڑھائی لاکھ سے زیادہ لوگ شامل جلسہ ہوئے تھے۔ اپریل 1984ء میں ضیاء الحق کے ظالمانہ آرڈیننس کے بعد حکومت پاکستان نے جلسہ کے انعقاد کی اجازت نہیں دی۔ اس وقت جلسہ سالانہ لندن میں باقاعدہ منعقد ہوتا ہے۔ جبکہ قادیان میں باقاعدہ جلسہ سالانہ منعقد ہوتا رہا ہے۔ دنیا کے کئی ممالک سے لوگ آ کر دونوں مقامات کے جلسوں میں شامل ہوتے تھے۔ اس لئے ہندوستان حکومت کے لئے کوئی انوکھی بات نہ تھی۔ اب تو جہاں جہاں احمدی ہیں وہ اپنے اپنے ملک میں جلسہ سالانہ منعقد کر رہے ہیں اور ایم ٹی اے کے ذریعہ ساری دنیا کے احمدی اس میں شامل ہوتے ہیں۔

البتہ صد سالہ جلسہ سالانہ کی تقریبات کا انعقاد اہم تھا اور تقسیم ہندوستان کے بعد کسی امام جماعت احمدیہ کی جلسہ سالانہ میں شمولیت تھی۔ اس لئے جہاں ہندوستان کی احمدی جماعتوں کا ذوق وشوق دیدنی تھی وہاں پاکستان کے احمدیوں کو 1983ء کے بعد اپنے محبوب امام کو اپنے درمیان پا کر ایک خوشی کا موقعہ تھا۔ چنانچہ دنیا بھر سے احمدی اس صد سالہ جلسہ میں شامل ہوئے جو اس بات کا نشان تھا کہ سو سال پہلے وہ جو ایک آواز قادیان سے بلند ہوئی تھی وہ دنیا بھر میں پھیل چکی ہے۔ اس آواز پر لبیک کہتے ہوئے دنیا بھر سے احمدی اس نشان کے گواہ کے طور پر قادیان پہنچے تاکہ خدا تعالیٰ کی حمد اور تشکر بجا لائیں۔ یہ نظارہ نہ صرف قادیان ہندوستان بلکہ دنیا بھر کے لوگوں نے اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کیا۔

جس بات کو کہے کہ کروں گا یہ میں ضرور
ٹلتی نہیں وہ بات خدائی یہی تو ہے

میرانی صاحب اب رہی بات احمدیوں کی حج اور عمرہ کرنے والی۔ تو میرانی صاحب مجھے پھر یہ کہنا پڑ رہا ہے کہ آپ کسی دنیا میں رہتے ہیں آپ نے جماعت احمدیہ پر اعتراضات کرنے تھے تو اس کے لٹریچر کا بھی مطالعہ کر لیا ہوتا۔ تاکہ آپ اعتراض بھی ڈھنگ سے کر سکتے۔ مگر یہاں تو یہی صورت حال ہے جو بات کہی الٹی جو چال چلی ٹیڑھی والی ہے۔ آپ نے صرف معاندین اور مخالفین احمدیت کی تحریروں کو کہیں کہیں سے دیکھا ہے۔ پڑھا نہیں وہاں سے اعتراضات اٹھانے کی کوشش کی ہے۔ وہ بھی نامکمل۔

میرانی صاحب جماعت احمدیہ اس طرح حج کرنا اپنا فرض سمجھتی ہے۔ جس طرح دوسرے مسلمان۔ پاکستان میں سینکڑوں ہزاروں احمدی ہیں جو حج کی سعادت حاصل کر چکے ہیں اور دنیا بھر سے سینکڑوں ہزاروں احمدی ہر سال حج بیت اللہ کی سعادت حاصل کر رہے ہیں اور کبھی کبھی یہ خبر اخبارات میں شہ سرخیوں کے ساتھ شائع کی جاتی ہے کہ اتنے قادیانی حج کرتے ہوئے مکہ یا مدینہ میں پکڑے گئے ان کو سزا کے لئے عدالتوں میں پیش کیا۔ یہ خبریں نوائے وقت نمایاں طور پر شائع کرتا ہے۔ جس کے آپ خود گواہ ہیں۔

حضرت بانی سلسلہ بعض وجوہات کی بناء پر خود تو حج پر نہیں جا سکے تھے۔ ان کی طرف سے حج بدل کروایا گیا تھا۔ جماعت احمدیہ کے پہلے خلیفہ حضرت حافظ حکیم نورالدین صاحب نے نہ صرف حج کیا بلکہ دو سال تک حرمین شریف میں قیام کر کے دینی علوم حاصل کئے تھے۔ جماعت احمدیہ کے دوسرے خلیفہ حضرت مرزا بشیرالدین محمود احمد نے بھی حج کیا تھا۔ تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا حج بدل ہوا تھا۔

اب تو بعض ممالک کے امیر حجاج کرام بھی احمدی ہوتے ہیں۔ صرف حکومت پاکستان آپ جیسے لوگوں کے فریب اور دباؤ میں آ کر احمدیوں کو حج پر جانے کی اجازت نہیں دیتی اس لئے مجبوری ہے اگر حکومت پاکستان آج احمدیوں کو اجازت دے تو احمدی دیوانہ وار حج بیت اللہ اور عمرہ کے فریضہ کی ادائیگی کے لئے روانہ ہو جائیں۔

جہاں تک قادیان کے جلسہ سالانہ کو حج کا متبادل کہنے والی بات ہے۔ تو جماعت احمدیہ جلسہ قادیان کو حج کا متبادل ہرگز نہیں کہتی۔ حج بیت اللہ اور عمرہ کی اہمیت اور فرضیت مسلمہ ہے۔ جماعت احمدیہ کا یہی عقیدہ ہے۔

حضرت بانی سلسلہ کے اقتباسات۔

حضرت مرزا صاحب حج کے بارے میں فرماتے ہیں:

"ایسا ہی حج بھی ہے۔ حج سے صرف اتنا ہی مطلب نہیں کہ ایک شخص گھر سے نکلے اور سمندر چیر کر چلا جاوے اور رسمی طور پر کچھ لفظ منہ سے بول کر ایک رسم ادا کر کے چلا آوے۔ اصل بات یہ ہے کہ حج ایک اعلیٰ درجہ کی چیز ہے جو کمال سلوک کا آخری مرحلہ ہے۔ سمجھنا چاہیئے کہ انسان کا اپنے نفس سے انقطاع کا یہ حق ہے کہ وہ اللہ تعالیٰ ہی کی محبت میں کھویا جاوے اور تعشق باللہ اور محبت الٰہی ایسی پیدا ہو جاوے کہ اس کے مقابلہ میں نہ اسے کسی سفر کی تکلیف ہو اور نہ جان و مال کی پروا ہو نہ عزیز و اقارب سے جدائی کا فکر ہو جیسے عاشق اور محب اپنے محبوب پر جان قربان کرنے کو تیار ہوتا ہے۔ اسی طرح یہ بھی کرنے سے دریغ نہ کرے۔ اس کا نمونہ حج میں رکھا ہے۔ جیسے عاشق اپنے محبوب کے گرد طواف کرتا ہے اسی طرح حج میں بھی طواف رکھا ہے یہ ایک باریک نکتہ ہے۔ جیسا بیت اللہ ہے ایک اس سے بھی اوپر ہے۔ جب تک اس کا طواف نہ کرو یہ طواف مفید نہیں اور ثواب نہیں۔ اس

کا طواف کرنے والوں کی بھی یہی حالت ہونی چاہیئے جو یہاں دیکھتے ہو کہ ایک مختصر سا کپڑا رکھ لیتے ہیں۔ اسی طرح اس کا طواف کرنے والوں کو چاہیئے کہ دنیا کے کپڑے اتار کر فروتنی اور انکساری اختیار کرے اور عاشقانہ رنگ میں پھر طواف کرے۔ طواف عشق الٰہی کی نشانی ہے اور اس کے معنے یہ ہیں کہ گویا مرضات اللہ ہی کے گرد طواف کرنا چاہیئے اور کوئی غرض باقی نہیں۔'' (ملفوظات جلد پنجم صفحہ 103)

حضرت مرزا صاحب حج کی اغراض بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

وحدت جمہوری

''اللہ تعالیٰ کا یہ منشاء ہے کہ تمام انسانوں کو ایک نفسِ واحد کی طرح بناوے۔ اس کا نام وحدتِ جمہوری ہے جس سے بہت سے انسان بحالتِ مجموعی ایک انسان کے حکم میں سمجھا جاتا ہے۔ مذہب سے بھی یہی منشاء ہوتا ہے کہ تسبیح کے دانوں کی طرح وحدتِ جمہوری کے ایک دھاگہ میں سب پروئے جائیں۔ یہ نمازیں با جماعت جو کہ ادا کی جاتی ہیں وہ بھی اسی وحدت کے لیے ہیں تا کہ کل نمازیوں کا ایک وجود شمار کیا جاوے اور آپس میں مل کر کھڑے ہونے کا حکم اس لیے ہے کہ جس کے پاس زیادہ نور ہے وہ دوسرے کمزور میں سرایت کر کے اُسے قوت دیوے۔ حتیٰ کہ حج بھی اسی لیے ہے۔ اس وحدتِ جمہوری کو پیدا کرنے اور قائم رکھنے کی ابتدا اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے کی ہے کہ اول یہ حکم دیا کہ ہر ایک محلہ والے پانچ وقت نمازوں کو با جماعت محلّہ کی مسجد میں ادا کریں تا کہ اخلاق کا تبادلہ آپس میں ہو اور انوار مل ملا کر کمزوری کو دور کر دیں اور آپس میں تعارف ہو کر اُنس پیدا ہو جاوے۔ تعارف بہت عمدہ شئے ہے کیونکہ اس سے اُنس بڑھتا ہے جو کہ وحدت کی بنیاد ہے۔ حتیٰ کہ تعارف والا دشمن ایک ناآشنا دوست سے بہت اچھا ہوتا ہے کیونکہ جب غیر ملک میں ملاقات ہو تو تعارف کی وجہ سے دلوں میں اُنس پیدا ہو جاتا ہے۔............

پھر دوسرا حکم یہ ہے کہ جمعہ کے دن جامع مسجد میں جمع ہوں کیونکہ ایک شہر کے لوگوں کا ہر روز جمع ہونا تو مشکل ہے۔ اس لیے یہ تجویز کی کہ شہر کے سب لوگ ہفتہ میں ایک دفعہ مل کر تعارف اور وحدت پیدا کریں۔ آخر کبھی نہ کبھی تو سب ایک ہو جائیں گے۔ پھر سال کے بعد عیدین میں یہ تجویز کی کہ دیہات اور شہر کے لوگ مل کر نماز ادا کریں تا کہ تعارف اور اُنس بڑھ کر وحدت جمہوری پیدا ہو۔ پھر اسی طرح تمام دنیا کے اجتماع کے لیے ایک دن عمر بھر میں مقرر کر دیا کہ مکہ کے میدان میں سب جمع ہوں۔ غرضیکہ اس طرح سے اللہ تعالیٰ نے چاہا ہے کہ آپس میں اُلفت اور اُنس ترقی پکڑے۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 100-101)

''اس میں کچھ شک نہیں کہ خانہ کعبہ انوار و برکات کی تجلی گاہ ہے اور اس کی بزرگی میں کوئی کلام اور شبہ نہیں۔ پہلی کتابوں میں بھی اس کی بزرگی کا ذکر ہے۔ مگر یہ تجلیات اور انوار و برکات اس ظاہری آنکھ سے نظر نہیں آسکتے۔ اس کے لیے دوسری آنکھ کی حاجت ہے۔ اگر وہ آنکھ کھلی ہو تو یقیناً انسان دیکھ لے گا کہ خانہ کعبہ میں کس قسم کے برکات نازل ہو رہے ہیں۔''

(ملفوظات جلد چہارم صفحہ 416)

ایسے لوگ جو رسماً حج کرتے ہیں ان کے بارے میں حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں۔

''آج کل عبادات کی اصل غرض اور مقصد کو ہرگز مدنظر نہیں رکھا جاتا بلکہ عبادات کو رسوم کے رنگ میں ادا کیا جاتا ہے اور وہ نری رسمیں ہی رہ گئی ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ لوگوں میں حاجیوں کے متعلق بدظنیاں پیدا ہوئی ہوئی ہیں۔ کہتے ہیں ایک اندھی عورت بیٹھی تھی۔ کوئی شخص آیا تو اس کی چادر چھین کر لے گیا۔ وہ عورت چلائی کہ بچہ حاجیا! میری چادر دے جا۔ اس نے پوچھا کہ مائی تو یہ تو بتا کہ یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا کہ میں حاجی ہوں۔ اس نے کہا تجربہ سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں۔ پس اگر ایسی ہی حالت ہو تو پھر ایسے حج سے کیا فائدہ؟'' (ملفوظات جلد چہارم صفحہ 370)

بعض افراد حج اور عمرہ کو بھی یافت کا ذریعہ بنا لیتے ہیں۔

اس لئے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرمایا۔ بہت سے لوگوں کو اس کے ذریعہ گمراہ قرار دیتا ہے اور بہت سے لوگوں کو ہدایت دیتا ہے اور وہ اس کے ذریعہ صرف فاسقوں کے سوا کسی کو گمراہ قرار نہیں دیتا۔'' (بقرہ: آیت 27)

اس سلسلہ میں حضرت بانی سلسلہ فرماتے ہیں

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل کو جو دھووے وہی ہے پاک نزد کردگار

پاکستان میں احمدیوں کو تو نماز کے لئے اذان تک کی اجازت نہیں بلکہ اذان دینا موجب سزا ہے کئی احمدیوں نے اس الزام میں سزا پائی ہے احمدیوں کی اذان دینے پر پابندی کا آرڈیننس جنرل ضیاء الحق نے 26 اپریل 1984ء کو جاری کیا تھا۔ اس قسم کی رکاوٹیں ڈالنے والوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔

(ترجمہ) اور اس شخص سے بڑھ کر کون ظالم ہو سکتا ہے جس نے اللہ کی مساجد سے لوگوں کو روکا کہ ان میں اس کا نام لیا جائے اور ان کی ویرانی کے درپے ہو گیا۔ ان لوگوں کے لئے مناسب نہ تھا کہ ان مساجد کے اندر داخل ہوتے مگر خدا سے ڈرتے ڈرتے ان کے لئے اس دنیا میں رسوائی ہے اور آخرت میں بھی ان کے لئے بڑا عذاب مقدر ہے۔

(بقرہ: آیت 115)

میرانی صاحب آپ ایک صحافی ہیں پاکستان کے تمام اخبارات آپ کی نظر سے گذرتے ہوں گے ہر اخبار میں جنرل ضیاء الحق کو برا بھلا کہا جا رہا ہے کوئی گالی ایسی نہیں جو جنرل ضیاء کو نہ دی جا رہی ہو۔ پاکستان کے موجودہ تمام مسائل کی وجہ جنرل ضیاء الحق کو قرار دیا جا رہا ہے۔ یہ دہشت گردی، کلاشنکوف کلچر۔ جہادی مافیا، کرپشن، عوامی نمائندوں کی خرید و فروخت، سیاسی اور حکومتی اداروں کی تباہی جنرل ضیاء الحق کے دیئے ہوئے تحفے ہیں جو پاکستانی قوم بھگت رہی ہے۔ جنرل ضیاء الحق کو دنیا میں بھی رسوائی ہی رسوائی مل رہی ہے جل مرنے کا عذاب الگ پھر آخرت کا بڑا عذاب

ہے کوئی جو عبرت حاصل کرے۔

مرزا خلیل احمد قمر

ایفاءِ عہد

حشر کے دن ہم سے ہر اک عہد پوچھا جائے گا
عہد شکنی کرنے والا شخص پکڑا جائے گا
خیر ہے اس میں کہ وعدہ جلد ہو جائے وفا
سابق الخیرات کا رتبہ بڑھایا جائے گا

شبیر احمد سلمان

ایک مکتوب ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب آپ نے لکھا ہے:

"قرآن پاک اور حدیث شریف میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے آخری زمانے میں نازل ہونے کی خبر دی گئی ہے اور ان کا یہ نزول مسلمانوں کے نزدیک دوبارہ دنیا میں آنا ہے کیونکہ وہ پہلے اس دنیا میں تشریف لا چکے ہیں مگر مرزا اور اس کے چاہنے والے بدبخت اس عقیدے سے بھی باغی ہیں۔"

(نوائے وقت سنڈے میگزین 11 / اکتوبر 2009ء صفحہ 19)

میرانی صاحب آپ کو کیا ہو گیا ہے۔ آپ کی عقل کہاں ٹکریں کرنے چلی گئی ہے۔ جو آپ کو احساس ہی نہیں کہ کس قدر احمقانہ اعتراض کر رہا ہوں۔ حضرت مرزا غلام احمد قادیانی کا دعویٰ ہی مسیحیت کا ہے کہ وہ آنے والا مسیح موعود میں ہوں۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اپنی طبعی عمر گزار کر وفات پا چکے ہیں۔ اور ان کی قبر محلہ خانیار سرینگر کشمیر میں ہے۔ جس پر ایک بین الاقوامی کانفرنس جون 1978ء میں منعقد ہو چکی ہے۔ ایک کثیر لٹریچر بھی شائع ہو چکا ہے۔ جس میں تاریخی طور پر ثابت کیا گیا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام واقعہ صلیب کے بعد ہجرت کر کے بنی اسرائیل کے دس قبائل کی کھوج میں افغانستان سے ہوتے ہوئے کشمیر تشریف لے گئے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے 120 سال کی عمر میں وفات پائی۔ جس کو حضرت مرزا صاحب نے عقلی، نقلی اور تاریخی شہادتوں سے روز روشن کی طرح ثابت کیا ہے۔ اور خود ان کا دعویٰ مسیح موعود ہونے کا ہے۔

میرانی صاحب بتائیں کہ احمدی کس طرح بدبخت ہوئے احمدی تو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خدا کا ایک نبی سمجھتے ہوئے ان کو دیگر انبیاء کی طرح وفات یافتہ مانتے ہیں۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کے مطابق آنے والے مسیح موعود کو بھی مانتے ہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحیح بخاری میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور آنے والے مسیح کے حلیے الگ الگ بیان فرمائے ہیں۔

(۱) معراج کی رات میں دیکھا عیسیٰ تو سرخ رنگ گھونگھریالے بال والے چوڑا سینہ رکھتے تھے۔

(۲) میں رات کو خواب میں اپنے تئیں دیکھتا ہوں جیسے ہی کعبے کے پاس ہوں ایک شخص بہت اچھا گندمی رنگ والا جس کے بال کاندھوں تک (کنگھی کی وجہ سے) صاف سیدھے اس کے سر سے پانی ٹپک رہا تھا۔ وہ اپنے دونوں ہاتھ دو شخصوں کے کندھوں پر رکھے ہوئے کعبے کا طواف کر رہا ہے۔ میں نے پوچھا یہ کون ہے کسی نے کہا یہ مسیح ابن مریم ہیں۔

(صحیح بخاری کتاب بدء الخلق باب حضرت عیسیٰ حضرت مریم کا بیان)

اب بتائیں بدبخت کون ہوا؟ جو غلط اعتراض کرتا ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث کا انکار کرتا ہے۔

میرانی صاحب! آپ نے جماعت احمدیہ کی مخالفت میں علامہ اقبال کا بار بار ذکر کیا ہے۔ کیا آپ کو معلوم ہے کہ علامہ اقبال مسیح اور مہدی کے آمد کے منکر تھے۔ اس وقت کے اہل سنت اور اہل حدیث علماء نے علامہ اقبال کی سخت مخالفت کی تھی کہ علامہ امت مسلمہ کے ایک متفقہ عقیدہ سے انکار کر رہے ہیں۔

علامہ اقبال وفات مسیح کے قائل اور مسیح و مہدی کی آمد کے منکر تھے

میرانی صاحب! آپ کو بہت دور کھوج لگانے کی ضرورت نہیں۔ ادارہ تحقیقات اسلامی بین الاقوامی اسلامی یونیورسٹی اسلام کا ترجمان ماہنامہ فکر و نظر ماہ اپریل تا جون 2009ء کا صفحہ 93 کا مطالعہ فرمالیں۔ آپ کی آنکھیں کھل جائیں گی اور اس کا بھی فیصلہ ہو جائے گا بدبخت ہونے کا کون حقدار ہے۔

"قرآن کے مسیح کے بارے میں الفاظ (انی متوفیک ورافعک الی) میں متوفی کا لفظ فوت کرنے والے موت دینے والے کے معنوں میں استعمال ہوا ہے جبکہ رافع کا لفظ قدر و منزلت بلند کرنے والا اور شان بڑھانے کے مفہوم میں آیا ہے۔ سابق شیخ الازہر محمود شلتوت کی استقرائی تحقیق کے مطابق قرآن میں "توفی" کا لفظ خدا کی طرف منسوب ہو کر صرف اور صرف وفات دینے کے معنی میں استعمال ہوا ہے۔

اقبال کی درخواست پر بخاری میں مذکور نزول مسیح سے متعلق روایات پڑھا کہ تمنا عمادی نے "روایت" کے لحاظ سے نیز عقل و قرائن یا درایت کے اعتبار سے تنقیدی نظر ڈالی اور انہیں بے اصل ثابت کیا۔

قادیانیوں کے بارے میں اقبال کے کسی بیان میں پائے جانے والے اشتباہ کے پیش نظر فرقہ اہل حدیث کے کچھ علماء اقبال کے پاس آنے اور شبہے والی بات کو واضح کرنے کے لئے کہا

اقبال نے مطلب کی بات لکھ دی۔ مگر ان کا تقاضا تھا کہ اس کے ساتھ یہ بھی لکھ دیا جائے کہ حدیث صحیح کی رو سے اقبال نزول مسیح کے قائل ہیں۔ اقبال نے اس سے انکار کیا اس پر وہ برافروختہ ہو گئے اور کہا حدیثوں پر اعتبار نہیں کیا جائے گا تو نماز تک کے مسائل کیسے واضح ہوں گے۔

احادیث کے بارے میں علامہ کا یہ ارشاد ہے

اقبال نے خاصا سخت جواب دیا کہ میں اعتقادی امور میں قرآن پر اعتماد کرتا ہوں حدیثوں کے متعلق سب کو معلوم ہے کہ وہ کن ذرائع سے ہم تک پہنچی ہیں۔ خود محدثین کے نزدیک ان کی حیثیت ظنی یعنی شک اور گمان کی حامل ہے اور جہاں تک نماز کا تعلق ہے تو مجھے قرآن میں آپ لوگوں کی فرقہ جاتی نمازوں کا سرے سے وجود ہی نظر نہیں آتا تھا۔"

میرانی صاحب اب بتائیں کہ نزول مسیح کا کون منکر ہے اور کون آپ کے کہے ہوئے الفاظ کا حقدار ہے۔ جرات ہے تو تحریر فرمائیں۔

میرانی صاحب کی تسلی کے لئے ایک اور اقتباس پیش ہے۔ شاید میرانی صاحب کی کچھ تسلی ہو جائے۔

"منکرین ظہور مہدی میں علامہ اقبال کا نام بھی آتا ہے کہ اس پر اقبال کا وہ شعر دلالت کرتا ہے جس میں وہ کہتے تھے۔

مینار دل پہ اپنے خدا کا نزول دیکھ
اب انتظار مہدی و عیسیٰ بھی چھوڑ دے

اقبال کے اس شعر کا اگرچہ یہ مطلب بھی ہو سکتا ہے کہ امام مہدی اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے نزول و ظہور کا انتظار کئے بغیر اعمال صالحہ کی فکر میں لگو اور اپنی آخرت کی تیاری کرو۔ مہدی و عیسیٰ اپنے وقت موعود پر آ جائیں گے لیکن اس مطلب کی نفی خود علامہ اقبال کے خطوط اور مضامین کر دیتے ہیں۔ اور یوں یہ شعر ظہور مہدی و نزول مسیح کے انکار کا صاف اور واضح مظہر بن جاتا ہے۔

علامہ اقبال اگرچہ کوئی باضابطہ اور عالم نہیں جن کے نظریئے کی تجزیہ نگاری کی جائے لیکن چونکہ انہیں عوامی حلقوں اور تعلیمی طبقوں میں ایک نمایاں مقام حاصل ہے جس کی وجہ سے ان کی بات کو اہمیت دی جاتی ہے اس لئے ان کے اس نظریہ کا تجزیہ کرنا ضروری ہے۔

کتاب انتظار مہدی و مسیح صفحہ 11 پر مفتی محمد طاہر مکی کی یہ تحریر درج ہے۔

چوہدری محمد احسن صاحب نے (جن کے بھائی احمدیوں کی لاہوری جماعت سے تعلق

رکھتے تھے اور چوہدری صاحب کو بھی اس میں شامل کرنا چاہتے تھے۔ اس بارے میں رہنمائی چاہیں تو اس کے جواب میں علامہ نے تحریر فرمایا۔

''ہاں یہ ٹھیک ہے کہ آپ کو کسی عالم سے یہ سوالات کرنے چاہئیں جو آپ نے مجھ سے کئے ہیں۔ زیادہ سے زیادہ آپ کو صرف اپنا عقیدہ بتا سکتا ہوں اور بس۔ میرے نزدیک مہدی و مسیحیت اور مجددیت کے متعلق جو احادیث ہیں وہ ایرانی اور عجمی تخیلات کا نتیجہ ہیں۔ عربی تخیلات اور قرآن کی صحیح اسپرٹ سے ان کا کوئی سروکار نہیں۔''

(اقبال نامہ حصہ دوم خط 87 صفحہ 231)

یہی بات علامہ نے اپنے خطبات تشکیل جدید الٰہیات اسلامیہ کے پانچویں خطبہ کے آخر میں کہی ہے۔ صفحہ 221-222۔ شائع کردہ بزم اقبال کلب روڈ لاہور''

(اسلام میں امام مہدی کا تصور از مولانا حافظ محمد ظفر اقبال فاضل جامعہ اشرفیہ صفحہ 249-250)

علامہ اقبال کی اس تحریر کے بارے میں لکھتے ہیں

''یہ مسلمہ اصول اور طے شدہ بات ہے کہ جب انسان کسی چیز میں افراط و تفریط کا شکار ہو جائے۔ اور غلو کی بیماری میں مبتلا ہو جائے تو وہ اس میں بلاوجہ شدت اختیار کر لیتا ہے۔ چنانچہ اس زمانے کے متجددین بھی جب رد قادیانیت کی طرف متوجہ ہوئے تو مرزا غلام احمد قادیانی.......... کے اس عقیدے کہ میں ہی مسیح ابن مریم ہوں کی تردید کرتے کرتے اپنے ہی عقیدے سے دستبردار ہو گئے اور یوں نزول مسیح کا جو عقیدہ قرآن و سنت سے ثابت اور اہل سنت والجماعت کے عقائد کا حصہ تھا اس کے منکر ہو گئے۔

(اسلام میں امام مہدی کا تصور صفحہ 254)

کیا فرماتے ہیں علمائے دین اس کے مسئلہ کے بارے میں آخر پر مولانا سعید احمد عفی عنہ مفتی دارالافتاء دارالعلوم کراچی کا فتویٰ تحریر خدمت ہے۔

''علامہ اقبال مرحوم عقائد و اعمال اہل السنۃ والجماعۃ کے سلسلہ میں قدوہ اور کسوٹی نہیں ہیں نہ وہ احادیث کی تصحیح و تضعیف کے میدان میں قابل استناد ہیں۔ بالخصوص امت کے جمہور محدثین و علماء نے جن احادیث کو صحیح مانا ہے علامہ کا ان کو رد کرنا کوئی حیثیت اور وزن نہیں رکھتا بلکہ محض اپنے خیال و وہم سے اس طرح احادیث کو رد کر دینا نہایت جسارت اور خطرناک ہے۔''

(اسلام میں امام مہدی کا تصور صفحہ 298-299)

میرانی صاحب! ہوگئی آپ کی تسلی۔ کون منکر ہے اور کون اقراری؟ اور جو لوگ علامہ کو مفکر اسلام۔ مجدد اسلام۔ وغیرہ کے القابات سے نوازتے ہیں۔ ان کا کیا بنے گا وہ تو اندھیرے میں مارے گئے جبکہ ان کا ممدوح تو ان باتوں کا سرے سے ہی انکاری ہے۔ جو علامہ کی شاعری کو قرآن مجید کی تفسیر کہتے ہیں وہ کس کو اپنا منہ دکھائیں۔

علامہ اقبال کی دینی معلومات

علامہ اقبال اپنے مکتوب بنام پروفیسر صوفی غلام مصطفیٰ صاحب تبسم میں لکھتے ہیں:

''میری مذہبی معلومات کا دائرہ نہایت محدود ہے۔۔۔۔۔۔۔ میری عمر زیادہ تر مغربی فلسفہ کے مطالعہ میں گزری ہے اور یہ نقطہ خیال ایک حد تک طبیعت ثانیہ بن گیا ہے۔ دانستہ یا نادانستہ میں اسی نقطہ خیال سے حقائق اسلام کا مطالعہ کرتا ہوں۔''

اقبال نامہ حصہ اول صفحہ 47-48 ناشر شیخ محمد اشرف تاجر کتب کشمیری بازار لاہور

جس مفکر اسلام کا یہ اعتراف ہو کہ مغربی مفکرین اور مغربی فلسفہ کے تابع رہ کر وہ قران کا مطالعہ کرتا ہے اور پھر مذہبی معلومات بھی نہایت محدود ہیں اس کے متعلق یہ سوچنا کہ وہ امت مسلمہ کے سامنے ایک سند کے طور پر پیش کیا جائے۔ آپ جیسے لوگوں کو ہی زیب دیتا

ہے کوئی معقول آدمی ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔

میرانی صاحب! آپ نے اپنے مضمون میں کئی جگہ مجلس احرار کے لیڈروں سید عطا اللہ بخاری وغیرہ کی خدمات کا بار بار ذکر کیا ہے۔ آپ کو علم ہے کہ یہ جماعت کیسے معرض وجود میں آئی تھی۔ تو سنئیے یہ ہندوؤں کی جماعت کانگریس کی کوکھ سے جنم لینے والے اور ہندو سرمائے کی چھاتیوں کا دودھ پی کر اور گاندھی نہرو پٹیل اور مالوی کے سایہ عاطفت میں پل کر جواں ہونے والے کب مسلمانوں کے ہمدرد ہو سکتے ہیں۔ وہ کب مسلمانوں کو پھیلتا پھولتا دیکھ سکتے ہیں۔ یہ مجلس احرار کبھی آل انڈیا کشمیر کمیٹی کی مخالفت میں مہاراجہ جموں کشمیر کی شہہ پر آن کودے اور شاہی مہمان خانہ کی رہائش کے مزے لوٹے۔ کبھی گورنر پنجاب ایمرسن کی پس پردہ حمایت میں قادیان کی اینٹ سے اینٹ بجانے کے لئے قادیان جا پہنچے کبھی مسجد شہید گنج کی تحریک کو سبوتاژ کرنے کے لئے میدان میں آ موجود ہوئے اور مسجد کی رجسٹری تک سکھوں کے ہاتھ فروخت کر کے خوب مال بنایا جس کا مولانا ظفر علی خان کا اخبار ''زمیندار'' گواہ ہے۔

ہندوؤں کے مشہور اخبار بندے ماترم نے مجلس احرار کے کام سے خوش ہو کر ان کی مسلمان دشمن سرگرمیوں کو خراج تحسین پیش کرتے ہوئے لکھا

''میں مجلس احرار کے کام سے بہت خوش ہوں اور انہیں مبارکباد دیتا ہوں کہ انہوں نے نہایت جرأت اور استقلال سے اپنے ہم مذہبوں سے بھی قوم اور ملک کے مفاد کی خاطر ٹکر لے لی۔ اور یہ سب سے بھاری قربانی ہے جو ہمارے احراری دوستوں نے سرانجام دی ہے اور مجلس احرار یقیناً ملک کے شکریہ کی مستحق ہے۔

(بندے ماترم 13/اکتوبر 1935ء)

سید عطاء اللہ بخاری نے قیام پاکستان کے بارے میں کہا تھا۔

کسی ماں نے وہ بچہ نہیں جنا جو پاکستان کی ''پ'' بنا سکے۔

پاکستان ایک بازاری عورت ہے جس کو احرار نے مجبوراً قبول کیا ہے۔

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت صفحہ 274)

سید عطاء اللہ بخاری نے ایک موقعہ پر کہا میں نے قائداعظم کے بوٹوں پر داڑھی رکھی مگر وہ نہ پسیجے۔ آخر کوئی بات تھی کہ قائداعظم ان کے فریب میں نہ آئے۔ کیونکہ وہ جانتے تھے کہ یہ ہندوؤں کے سدھائے ہوئے پرندے ہیں جو انہوں نے مسلمانوں میں چھوڑ رکھے ہیں۔ تاکہ مسلمانوں میں انشقاق و افتراق پیدا کریں کیونکہ یہ ہندوؤں کا پانچواں کالم ہیں یہی ہیں آپ کے ممدوح جن کے بار بار آپ حوالے دے رہے ہیں مولانا ظفر علی خان نے کیا خوب کہا ہے۔

کانگرس نے پال رکھے ہیں مدینہ کے کچھ اونٹ
عالم اسلام ہے ان بے مہاروں کے خلاف

میرانی صاحب آخر پر خاکسار ایک بار پھر آپ کی قرآن مجید کی طرف توجہ دلاتا ہے کہ آپ اس کا بغور مطالعہ کریں کہ انبیاء کی آمد پر کس طرح مخالفت کا آغاز ہوتا ہے۔

اس کے ماننے والوں کو طرح طرح سے ستایا جاتا ہے؟ نبی کی ذات تمام اعتراضات کا نشانہ بن جاتی ہے۔ مخالف حالات کے ہوتے ہوئے نبی کی جماعت میں اضافہ ہوتا جاتا ہے جبکہ مخالفین بھی ان کو وطن سے نکالنے ان پر پابندیاں عائد کرنے بائیکاٹ کرنے کے منصوبے تیار کر کے اس چھوٹی سی جماعت کا ناطقہ بند کرنے میں کوشاں ہوتے ہیں مگر اللہ تعالیٰ کی تائید و حمایت اس جماعت کو حاصل ہوتی ہے وہ ان کے سامنے بڑھتی ہے اور پھیلتی پھولتی ہے۔ ان مخالفین کے سینے بغض حسد اور کینہ کی آگ میں جل رہے ہوتے ہیں کچھ اندر

حسد کی آگ ان کو جھلسا رہی ہوتی ہے اور دنیا میں ان کا بڑھتے پھولتے ہوئے دیکھنا ان کا جینا دوبھر کر دیتا ہے۔ میرانی صاحب آج کل آپ کا یہی حال ہے آپ بڑی عجیب عجیب عقل اور سمجھ سے عاری باتیں تحریر کر رہے ہیں۔ دراصل آپ اس بغض حسد کینہ کی آگ اپنے اندر سے باہر نکالنے کی ناکام کوشش کر رہے ہیں۔ یہ آگ آپ کو اندر ہی اندر جلا کر بھسم کر دے گی۔ آخر کار انبیاء کے مخالفین کا یہی انجام ہوتا آیا ہے۔

ہر نبی کی تکذیب ہوتی ہے۔

پھر ہم نے اپنے رسول متواتر بھیجے جب کبھی کسی قوم کے پاس اس کا رسول آتا ہے وہ اس کو جھٹلاتے تھے۔

(المومنون آیت 45

ہر نبی کی مخالفت ہوتی ہے اس طرح سرکشوں کو ہر نبی کا دشمن بنا دیا۔

(الانعام آیت نمبر 113

اور ہم نے اس طرح مجرموں میں سے سب نبیوں کے دشمن بنائے ہیں۔

(الفرقان آیت نمبر 32

ہر نبی پر رشوت لے کر ایجنٹ ہونے کا الزام لگایا گیا۔ اس پر وہ کافر بولے تجھ کو صرف کھانا دیا جاتا ہے۔ (الشعراء آیت 154)

ہر نبی جو اس دنیا میں آیا اسے کہا گیا کہ تو مُسَحَّر یا مسحور ہے یعنی کچھ لوگ تجھے رشوت دے کر اپنے کام میں لا رہے ہیں تو نہیں بول رہا۔ بلکہ ترے پیچھے کوئی طاقت بول رہی ہے۔ جو مال اور دولت سے تجھے تقویت پہنچا رہے ہیں۔ پس تو تو ایک ایجنٹ ہے۔

میرانی صاحب یہی اعتراض آپ اور آپ کے لگے بندھے۔ حضرت مرزا صاحب پر کر رہے ہیں۔ ہر نبی سے استہزاء کیا گیا

اور تجھ سے پہلے جو رسول گذرے ہیں ان سے بھی ہنسی کی گئی تھی لیکن نتیجہ یہ ہوا کہ جنہوں نے ان رسولوں سے ہنسی کی تھی ان کو انہی باتوں نے آ کر گھیر لیا جن کے ذریعہ سے وہ ان نبیوں کی ہنسی اڑاتے تھے۔ (الانبیاء آیت نمبر 42)

ہائے افسوس بندوں پر کہ جب کبھی بھی ان کے پاس کوئی رسول آتا ہے۔ وہ اس کو حقارت کی نگاہ سے دیکھنے لگ جاتے ہیں۔ (اور تمسخر کرنے لگتے ہیں)

(یٰسین آیت 31

اور ان کے پاس کوئی نبی نہ آتا تھا کہ وہ اس سے ہنسی نہ کرتے ہوں۔

(الزخرف آیت 8

ہر نبی پر ایک ہی قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں:

میرانی صاحب آپ سارا قرآن مجید پڑھ جائیں آپ انبیاء کے حالات پر نظر دوڑائیں آپ کو نظر آئے گا کہ ہر نبی پر ایک ہی قسم کے اعتراضات کئے جاتے ہیں اللہ تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتا ہے۔ تجھ سے صرف وہی باتیں کہی جاتی ہیں جو تجھ سے پہلے رسولوں سے کہی گئی تھیں۔

(حٰم السجدۃ آیت 44

اسی طرح ان سے پہلے جو رسول آتے رہے ان کو لوگوں نے یہی کہا کہ وہ دلفریب باتیں بنانے والے یا مجنون ہیں۔ کیا وہ اسی بات کے کہنے کی ایک دوسرے کو وصیت کر گئے تھے (ہرگز نہیں) بلکہ وہ سب کے سب سرکش لوگ ہیں۔

(الذٰریٰت آیت 53-54

جس طرح حضرت موسیٰ اور حضرت صالح کا لوگوں نے انکار کیا ان سے پہلے انکار کی ایک ہی قسم کی دلیلیں دیتے تھے گویا وہ ایک دوسرے کو لکھا سکھا گئے تھے کہ اسی طرح نبیوں کا انکار کرنا ہے۔

میرانی صاحب صرف آپ ہی حضرت مرزا صاحب کو اس قسم کے اعتراضات کا نشانہ نہیں بنا دے بلکہ ہر نبی کے مخالف اپنے زمانے میں اپنے نبی پر ایسے ہی اعتراضات کرتے رہے۔ آپ کوئی انوکھی بات نہیں کر رہے۔ انبیاء کی تاریخ تو یہی بتاتی ہے۔ جس کی تصدیق کلام الٰہی قرآن مجید میں متعدد آیات میں کرتا ہے۔ خدا اور اس کے رسول ہمیشہ غالب آتے ہیں

میرانی صاحب آخر پر اللہ تعالیٰ کا فیصلہ بھی سن لیں جو کبھی تبدیل نہیں ہوتا۔ کل کو یہ نہ کہہ سکیں کہ مجھے علم نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے فیصلہ کر چھوڑا ہے کہ میں اور میرے رسول غالب آئیں گے اللہ یقیناً طاقتور اور غالب ہے۔

(المجادلہ آیت 22

ہم اپنے رسولوں کی اور ان پر ایمان لانے والوں کی اس دنیا میں بھی صرف مدد کریں گے اور اس دن بھی جبکہ گواہ کھڑے ہوں گے۔ (المومن آیت 52

اور ہمارا فیصلہ ہمارے بندوں یعنی رسولوں کے لئے پہلے گزر چکا ہے۔ جو یہ ہے کہ ان کی مدد کی جائے گی۔ اور ہمارا لشکر ہی غالب رہے گا۔ (الصّٰفّٰت آیت 172 تا 174)

ہے کوئی جو اس سے عبرت حاصل کرے جو انبیاء کی منکر قوموں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے سلوک فرمایا ہے۔

میرانی صاحب مجھے تو لگتا ہے کہ آج کل آپ پر ہذیانی کیفیت طاری ہے آپ اُول فول لکھے جاتے ہیں جس کا نہ سر ہوتا ہے نہ پیر کچھ نہ سمجھے خدا کرے کوئی۔

مرزا خلیل احمد قمر

بارگاہ رسالتؐ میں

صدا بہ لب ہوں فقط رحمت و کرم کے لئے
درِ حضورؐ پہ آیا ہوں شرحِ غم کے لئے

کرم کا ایک سہارا۔ کرم کی ایک نظر
نہیں ہے زادِ سفر منزل عدم کے لئے

بتوں کی تنگدلی پر کبھی نظر نہ گئی
میں بے قرار ہوا وسعتِ حرم کے لئے

جو آستانِ محمدؐ پہ ڈال دے مجھ کو
ترس رہا ہوں اُس اک لغزشِ قدم کے لئے

دعائے نیم شبی کس کی رنگ لائی ہے
ستارے رقص میں ہیں کس کی چشمِ نم کے لئے

ملا ہے جیسا بھی جتنا بھی مطمئن ہوں میں
مجھے دماغ نہیں فکرِ بیش و کم کے لئے

بہت ہے بادۂ یثرب کا ایک پیمانہ
بڑھایا ہاتھ نہ ثاقب نے جامِ جم کے لئے

ثاقب زیروی

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب آپ نے لکھا کہ

''یہی وجہ ہے کہ میری طرح آپ لوگوں نے بھی اکثر عاشقان مصطفےٰ ﷺ کو عمرے پر اور سعودی عرب جاتے وقت مکہ مکرمہ سے پہلے مدینہ منورہ جاتے ہوئے دیکھا ہوگا

(نوائے وقت سنڈے ایڈیشن 6-دسمبر 2009ء صفحہ 4)

میرانی صاحب آخر وہ بلی تھیلے سے باہر آ ہی گئی ہے جس کے لئے آپ یہ سارا رطب دیا بس اکٹھا کر رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی جس نے ایک اچھی سی انگوٹھی بنوائی۔ مگر کسی نے اس پر غور نہ کیا اور نہ اس کی انگوٹھی کی تعریف کی نہ پوچھا کہ یہ کتنے کی ہے جس پر وہ عورت بہت پریشان ہوئی آخر اس نے اپنے مکان کو آگ لگا لی اور لوگ پوچھنے کو آئے تو وہ بتانے لگی سب کچھ جل گیا صرف یہ انگوٹھی بچی ہے۔ ایک عورت نے آخر پوچھ ہی لیا کہ اتنی خوبصورت انگوٹھی کہاں سے اور کتنے میں خریدی ہے۔ وہ عورت کہنے لگی کہ اگر تو پہلے ہی پوچھ لیتی تو میں گھر کو آگ کیوں لگاتی

آخر میرانی صاحب نے بتا ہی دیا کہ وہ ماشاء اللہ حج اور عمرہ کی سعادت حاصل کر چکے ہیں۔ جس کے لئے انہوں نے تیرہ قسطیں لکھیں جھوٹ اور غلط حوالے غلط عقائد منسوب کئے اور تا کہ وہ بتا سکیں میں حج اور عمرہ کی سعادت سے حاصل کر چکا ہوں۔ اس سے بہتر نہیں تھا کہ وہ اپنے گلے میں ایک تختی آویزاں کر لیتے حج اور عمرہ یافتہ تا کہ ہر آنے جانے والا جانتا تا کہ حاجی صاحب تشریف لا رہے ہیں ان سے بچ کے رہنا ہے۔ یا جماعت احمدیہ کو حرف تنقید اور اعتراضات کا نشانہ بنانا اپنی کتاب ''حج اور عمرہ کس طرح کیا جاتا ہے'' کا اشتہار ہو۔ کیونکہ حج اور عمرہ کی فلائٹس جا رہی تھیں اس لئے کتاب بھی خوب بک سکتی تھی دونوں ہاتھوں سے سمیٹنے والا محاورہ صادق آتا ہے اپنی کتاب کا اشتہار کا اشتہار اور لوگوں میں قادیانیت دشمن ہونے کا ثبوت۔ خاکسار تو پہلے ہی مثال درج کر چکا ہے کہ

''کہتے ہیں ایک اندھی عورت بیٹھی تھی کوئی شخص آیا تو اس کی چادر چھین کر لے گیا وہ عورت چلائی کہ بچہ حاجیا میری چادر دے جا۔ اس نے پوچھا کہ اماں تو یہ تو بتا کہ یہ کیونکر تجھے معلوم ہوا کہ میں حاجی ہوں اس نے کہا تیری حرکت سے معلوم ہوا ہے کہ ایسے کام حاجی ہی کرتے ہیں۔ پس اگر ایسی حالت ہو تو پھر ایسے حج کیا فائدہ؟

اگر حج اور عمرہ کرنے کے بعد اس قدر جھوٹ غلط الزامات تحریف شدہ حوالے دینے تھے۔ تو اس حج اور عمرہ کا کیا فائدہ ہے مگر حج اور عمرہ تو ان کو فائدہ د دیتا ہے۔ جن کی نیتیں نیک ہوں۔ جس کا مقصد کتاب لکھ کر شہرت حاصل کرنا اور ''اہل کتاب'' بننا ہو اور کتاب کی فروخت سے منافع کمانا مقصود ہوں ان کو ایسا حج کچھ فائدہ نہیں دے سکتا۔

تذکرہ اولیاء ایک واقعہ لکھا ہے کہ ایک بہت بڑے بزرگ حج کے لئے تشریف لے گئے تو انہوں نے کشف میں دیکھا کہ اور خانہ کعبہ کو وہاں نہ پایا پوچھنے پر معلوم ہوا کہ خانہ کعبہ کسی کو حج کروانے گیا ہے۔ انہوں نے ایسے آدمی کا نام و پتہ معلوم کیا اور پوچھتے پوچھتے وہاں جا پہنچے اور ایک سادہ غریب آدمی تھا۔ اس کو دیکھ کر وہ بہت حیران ہوئے۔ کونسی ایسی بات ہوسکتی ہے کہ اس کو یہ مقام مل جائے کہ انہوں نے پوچھا تو وہ غریب گھاس کاٹ کر بیچنے والا آدمی تھا۔ اس نے ساری عمر پائی پائی جمع کر کے حج کے لئے رقم جمع کی تھی۔ اور ابھی حج پر روانہ ہونا تھا کہ اس کے ہمسائے سے گوشت کی ہلکی خوشبو محسوس ہوئی۔ وہ بیوی کے کہنے پر کچھ سالن لینے گیا۔ تو اس گھر کی عورت نے کہا بھائی یہ گوشت ہمارے لئے حلال ہے آپ کیلئے حرام۔ اس شخص نے پوچھا ہمارے لئے حرام کیوں ہے اس عورت نے بتایا کہ میرے بچے کئی دن سے فاقہ سے تھے سامنے ایک جانور مرا پڑا تھا اس کا گوشت لیکر بچوں کی بھوک کا انتظام کیا ہے۔ وہ شخص گھر گیا وہ رقم جو اس نے پائی پائی کر کے جمع کی تھی اس عورت کے ہاتھ میں تھما دی کہ بہن لے یہ رقم اپنا اور بچوں کی بھوک کا انتظام کر۔ خدا تعالیٰ نے بغیر حج کئے اس کا حج قبول کر لیا۔ ایسے بھی حاجی ہوتے ہیں

چہ نسبت عالم پاک خاک راہ

آپ نے لکھا کہ

''یہاں میں وضاحت کر دوں کہ عاشق مصطفےٰ نہیں کہنا جانے بلکہ غلام مصطفےٰؐ کہنا چاہیے کہ عاشق تو خدا کی ذات ہے جبکہ ان سے محبت کرنے والے مسلمان عاشق نہیں بلکہ غلامی والا لفظ استعمال کیا کریں کہ دنیا و آخرت میں غلام مصطفےٰؐ سے بڑا درجہ نہیں''

(نوائے وقت سنڈے ایڈیشن 6 دسمبر 2009ء صفحہ 4)

میرانی صاحب اللہ تعالیٰ نے حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے والدین سے ان کا نام اسلئے ''غلام احمد'' رکھوایا تھا تا کہ کسی کو اعتراض کی گنجائش ہی نہ رہے وہ اپنے نام سے پہچانا جائے۔ اس نے کیا خوب فرمایا

وہ پیشوا ہمارا نام جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمد دلبر میرا یہی ہے
اس نور پر فدا ہوں اسی کا میں ہوا ہوں وہ ہے میں چیز کیا ہوں بس فیصلہ یہی ہے

آپ کا پورا نام غلام احمد قادیانی ہے جس سے علم جعفر کے لحاظ سے 1300 عدد بنتے ہیں جو آپ کی بعثت کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ آنحضرت ﷺ کے بارے میں حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں:

وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا۔ نجوم میں نہیں تھا۔ قمر میں نہیں تھا۔ آفتاب میں بھی نہیں تھا۔ وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا۔ وہ لعل اور یاقوت اور زمرد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی ارضی اور سماوی میں نہیں تھا۔ صرف انسان میں تھا۔ یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفےٰ ﷺ ہیں

......سو وہ نور اس انسان کو دیا گیا۔ اور حسب مراتب اس کے تمام ہم رنگوں کو بھی یعنی ان لوگوں کو بھی کسی قدر وہی رنگ رکھتے تھے......اور یہ شان اعلیٰ اور اکمل اور اتم طور پر ہمارے سید ہمارے مولیٰ ہمارے ہادی نبی اُمّی صادق مصدوق محمد مصطفےٰ ﷺ میں پائی جاتی تھی۔

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد نمبر 5 صفحہ 160-161)

''میں ہمیشہ تعجب کی نگاہ سے دیکھتا ہوں کہ یہ عربی نبی جس کا نام محمدؐ ہے (ہزار ہزار درود و سلام اس پر) یہ کس عالی مرتبہ کا نبی ہے اس کے عالی مقام کا انتہا معلوم نہیں ہو سکتا۔ اور اس کی تاثیر قدسی کا اندازہ کرنا انسان کا کام نہیں۔''

(حقیقۃ الوحی روحانی خزائن جلد نمبر 22 صفحہ 115-116)

ہم جب انصاف کی نظر سے دیکھتے ہیں تو تمام سلسلہ نبوت میں سے اعلیٰ درجہ کا جوانمرد نبی اور زندہ نبی اور خدا کا اعلیٰ درجہ کا پیارا نبی صرف ایک مرد کو جانتے ہیں یعنی وہی نبیوں کا سردار رسول کا فخر تمام مرسلوں کا سرتاج جس کا نام محمد مصطفےٰ و احمد مجتبیٰ ﷺ ہے جس کے زیر سایہ دس دن چلنے سے وہ روشنی ملتی ہے جو پہلے اس سے ہزار برس تک نہیں مل سکتی تھی

(سراج منیر روحانی خزائن جلد نمبر 12 صفحہ 82)

پس ہم نے ایک ایسے نبی کا دامن پکڑا ہے جو خدا نما ہے کسی نے یہ شعر بہت ہی اچھا کہا ہے

محمد عربی بادشاہ دوسرا کرے ہے روح قدس جس کے در کی دربانی
اسے خدا تو نہیں کہ سکوں یہ کہتا ہوں کہ اس کے مرتبہ دانی میں ہے خدا دانی

ہم کس زبان سے خدا کا شکر کریں جس نے ایسے نبی کی پیروی ہمیں نصیب کی جو سعیدوں کی ارواح کے لئے آفتاب ہے جیسے اجسام کے لئے سورج وہ اندھیرے کے وقت میں ظاہر ہوا اور دنیا کو اپنی روشنی روشن کر دیا وہ نہ تھکا نہ ماندہ ہوا۔ جب تک کہ عرب کے تمام حصہ کو شرک سے پاک نہ کر دیا وہ اپنی سچائی کی آپ دلیل ہے کیونکہ اس کا نور ہر ایک زمانہ میں موجود ہے اور اس کی سچی پیروی انسان کو یوں پاک کرتی ہے کہ جیسا ایک صاف اور شفاف دریا کا پانی میلے کپڑے کو۔

(چشمہ معرفت روحانی خزائن جلد نمبر 23 صفحہ 288)

میرا مذہب یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ کو الگ کیا جاتا اور کل نبی جو اس وقت تک گذر چکے ہیں سب کے سب اکٹھے ہو کر وہ کام اور وہ اصلاح کرنا چاہتے جو رسول اللہ ﷺ نے کی ہرگز نہ کر سکتے ان میں وہ دل وہ قوت نہ تھی جو ہمارے نبی کو ملی تھی۔ اگر کوئی کہے کہ یہ نبیوں کی معاذ اللہ سوء ادبی ہے تو وہ نادان مجھ پر افترا کرے گا۔ میں نبیوں کی عزت اور حرمت کرنا اپنے ایمان کا جزو سمجھتا ہوں۔ لیکن نبی کریم کی فضیلت کل انبیاء پر میرے ایمان کا جزو اعظم ہے اور آنکھ نہ رکھنے والا مخالف جو چاہے سو کہے ہمارے نبی کریم ﷺ نے وہ کام کیا ہے جو نہ الگ الگ اور نہ مل کر کسی سے ہو سکتا تھا۔ اور یہ اللہ تعالیٰ کا فضل ہے۔ ذالک فضل اللہ یو تیہ من یشاء۔

(ملفوظات جلد نمبر 1 صفحہ 420)

وہ جو عرب کے بیابانی ملک میں ایک عجیب ماجرہ گذرا کہ لاکھوں مردے تھوڑے دنوں میں زندہ ہوگئے اور پشتوں کے بگڑے ہوئے الٰہی رنگ پکڑ گئے اور آنکھوں کے اندھے بینا ہوئے ۔اور گونگوں کی زبان پر الٰہی معارف جاری ہوئے اور دنیا میں ایک دفعہ ایک ایسا انقلاب پیدا ہوا کہ نہ اس سے پہلے کسی آنکھ نے دیکھا اور نہ کسی کان نے سنا۔ کچھ جانتے ہو وہ کیا تھا؟ وہ ایک فانی فی اللہ کی اندھیری راتوں کی دعائیں ہی تھیں جنہوں نے دنیا میں شور مچا دیا۔ اور وہ عجائب باتیں دکھلائیں کہ جو اس اُمّی بے کس سے محالات کی طرح نظر آتی تھیں۔ اللھمہ صل وسلم و بارک علیہ واٰ لہ بعدد ھمہٖ وغمہٖ وحزنہٖ لِھٰذِہِ الامّۃ وانزلَ علیہ انوار ورحمتک الی الابد

(برکات الدعا روحانی خزائن جلد نمبر 6 صفحہ 10-11)

آپ نے اپنی کتب میں آنحضرت ﷺ کی جس قدر تعریف کی ہے کیا نثر، نظم اور اردو، فارسی عربی کلام میں۔ گذشتہ چودہ سو سال میں اس قدر تعریف اور شان کسی نے بیان نہیں کی۔ آپ ذرا مطالعہ کر کے دیکھیں ہاں اندھے کو سورج نظر نہیں آتا۔ اس کے لئے دن اور رات ایک جیسے ہوتے ہیں

میرانی صاحب عصمت انبیاء کے سلسلہ میں حضرت مرزا صاحب نے جو کام کیا ہے آپ کو اس کا احساس ہی نہیں آپ کے علماء تو نعوذ باللہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت ابراہیم علیہ السلام، اور حضرت لوط علیہ السلام اور حضرت یوسف علیہ السلام، حضرت موسیٰ علیہ السلام، حضرت داؤد علیہ السلام، حضرت سلیمان علیہ السلام وغیرہ انبیاء پر جس قسم کے الزامات عائد کرتے ہین ان کو پڑھ کر دل کھول اٹھتا ہے۔ ذرا اپنے گریباں میں منہ ڈال کر تو دیکھیں حضرت مرزا صاحب نے ان انبیاء کے بارے میں ان الزامات کا غلط ہونا ثابت کیا۔ بلکہ جہاں مفسرین نے الزامات لگائے ان آیات کی تفسیر ایسے انداز میں کی ہے کہ اپنے تو اپنے غیر بھی عش عش کر اٹھے۔

آپ نے آئین پاکستان کا حوالہ دیا۔ اس کی خلاف ورزی نہیں ہوسکتی تو جو خلاف ورزی کریگا اس کو سزا ملے گی۔ تو اللہ کے بنائے ہوئے قانون کی خلاف ورزی کیوں کی جارہی ہے

میرانی صاحب آپ تو ایسی جاہلوں جیسی بات کر رہے ہیں کیا خدا تعالیٰ اپنی اس قرآنی شریعت کے تحفظ کے لئے حکومتوں کا محتاج ہے نہیں ہرگز نہیں۔ وہ قادر و مالک۔ حیی و قیوم خدا جو تمام طاقتوں کا سرچشمہ ہے وہ خود اپنی شریعت آئین کی حفاظت کرنا جانتا ہے اور کرتا چلا آرہا ہے کسی حکومت کو جرات نہیں اس کی سرتابی کر سکے۔ اس کی سزا سے بچ سکے۔ جو اس کے بندوں کو تنگ کرتے ہیں اور ان پر مظالم کرتے ہیں خدا ان کو ملیا میٹ کر کے اپنی حمایت کا ثبوت مہیا کر دیتا ہے۔ اگر مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں جھوٹے ہوتے تو خدا تعالیٰ خود ہی ان کو نیست و نابود کرنے کے لئے کافی تھا۔ اس کو میرانی صاحب جیسوں کی ضرورت نہیں تھی۔

اس کی مثالیں آپ کی آنکھوں کے سامنے ہیں 1974ء، 1984ء میں جماعت احمدیہ پر مظالم کرنے والوں کو اللہ تعالیٰ نے کس طرح عبرت کا نشان بنا دیا۔ اب آپ اور کیا نشان چاہتے ہیں ایک مضبوط کرسی والا۔ اور ایک قادر مطلق کا دعویٰ کرنے والا کہاں گئے۔ مگر یہ نشان تو ان لوگوں کے لئے ہوتے ہیں تو آنکھیں اور عقل رکھتے ہیں آپ نے قسط نمبر 10۔ 28 نومبر میں کینیڈا ٹورنٹو کے قریب ربوہ کی طرز پر شہر بسانے کی اجازت کا ذکر کیا ہے

میرانی صاحب آپ صرف کینیڈا ٹورنٹو کے ایک ملک میں ربوہ کی طرز پر شہر بسانے سے جل اُٹھے ہیں اس طرح کے شہر اب جگہ جگہ بنیں گے یہ خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے اور انبیاء کی تاریخ یہی بتاتی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے

"پس کیا یہ نہیں دیکھتے کہ ہم ان کے ملک کی طرف بڑھ رہے ہیں اور کناروں کی طرف سے اس کو چھوٹا کرتے جارہے ہیں تو کیا اس سے یہی نتیجہ نکلتا ہے کہ وہ غالب آئیں گے۔
(الانبیاء آیت 45)

سو سال سے زائد عرصہ میں جماعت احمدیہ کے خلاف روکیں پیدا کی گئیں لیکن ایک کے بعد دوسری روک دوسری کے بعد تیسری روک ہزاروں روکیں جو سامنے آئیں ان سب کو اللہ تعالیٰ نے دور کر دیا اور سارے منصوبے جو جماعت احمدیہ کو ناکام کرنے کے لئے یا جماعت احمدیہ کو نابود کرنے کے لئے بنائے گئے ناکام ہوتے گئے۔ ابتدائی زندگی میں جب حضرت مرزا غلام احمد قادیانی بانی سلسلہ احمدیہ اکیلے تھے۔ دنیا میں ایک شخص آپ کو قتل کر کے جماعت احمدیہ کو نابود کر سکتا تھا۔

مگر خدا تعالیٰ نے وہ "ایک" نہیں پیدا کیا پھر جب آپ کے گرد ہزاروں ہوئے تو بیسیوں ہزاروں جو تھے وہ نابود کر سکتے تھے اگر ایک دس کی نسبت بھی رکھی جائے تو چار ہزار قرآن کریم کی بشارت کے مطابق چالیس ہزار سے اوپر بھاری تھا۔ لیکن ایک لاکھ تو ان کو نابود کر سکتا تھا۔ وہ لاکھ پیدا نہیں ہوا۔ وہ ایک آواز جو قادیان سے بلند ہوئی تھی وہ دنیا کے 194 ممالک میں پھیل چکی ہے ایک سے کروڑوں میں ڈھل چکی ہے وہ آواز قادیان سے نکل کر پنجاب پھر ہندوستان میں پھیلی پھر ساری دنیا میں پھیل گئی اور وعدہ یہ ہے کہ اگر ساری دنیا کے سارے عیسائی سارے یہودی سارے بدھ مذہب والے سارے بت پرست سارے دہریہ سارے اشترا کی اور دوسرے مذاہب والے اکٹھے ہو کر جماعت احمدیہ کو نابود کرنا چاہیں گے تو ناکام ہونگے۔ خدا تعالیٰ نے یہ بشارت دی ہے جس کو ہم گذشتہ 120 سال سے اپنی آنکھوں سے پورا ہوتے دیکھا ہے

میرانی صاحب ایک بار قرانی فیصلہ کو بھی پڑھ لیں شاید تیرے دل میں اتر جائے یہ بات۔

اللہ تعالیٰ فرمایا تا ہے

اگر اللہ کی یہ سنت ہوتی کہ وہ لوگوں کو ان کے ارتکاب ظلم پر فوراً پکڑ لیتا اور توبہ کے لئے مہلت نہ دیتا تو وہ اس زمین پر کسی جاندار کو زندہ نہ چھوڑتا مگر اس کی یہ سنت ہے وہ اصلاح کے لئے انہیں ایک معین وقت مہلت دیتا چلا جاتا ہے پھر جب ان کے سزا کا وقت آجاتا ہے تو وہ نہ تو ایک گھڑی پیچھے رہ کر بچ سکتے ہیں نہ اس سے آگے نکل کر بچ سکتے ہیں۔
(النحل آیت 62)

اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے کی تمام امتوں کی طرف رسول بھیجے تھے پھر انہیں شیطان نے ان کے بداعمال خوبصورت کر کے دکھائے سو آج وہی ان کا آقا بنا ہوا ہے اور وہ اس کے پیچھے جارہے ہیں ان کے لئے ایک دردناک عذاب مقدر ہے۔
(النحل آیت 64)

"جن لوگوں نے خود بھی کفر کا طریق اختیار کیا ہے اور دوسروں کو بھی اللہ کی راہ سے روکا ہے ان کو ہم اس عذاب سے بڑھ کر ایک اور عذاب دیں گے کیونکہ وہ ہمیشہ فساد کرتے تھے۔ (النحل آ

"اگر اللہ اپنی ہی مشیت نافذ کرتا تو وہ تم سب کو ایک جماعت بناتا لیکن وہ ایسا نہیں کرتا بلکہ جو شخص گمراہی کو چاہتا ہے اسے وہ گمراہ کرتا ہے جو ہدایت چاہتا ہے اسے وہ ہدایت دیتا ہے اور جو کچھ تم کرتے ہو۔ اس کے متعلق قیامت کے دن تم سے پوچھا جائے گا۔
(النحل آیت 94)

ایک مکتوب ایک مقالہ

•......محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب آپ نے تحریر کیا ہے

''شکر ہے قادیانی حضرت علامہ اقبال کو علامہ لکھتے ہیں ان کے پڑھا لکھا ہونے کی تصدیق تو کرتے ہیں کیونکہ ان کا جھوٹا نبی تو جاہل مطلق لوگوں کی طرح اردو بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا۔''

(نوائے وقت سنڈے میگزین 20 دسمبر 2009ء صفحہ 27)

میرانی صاحب آپ نے علامہ اقبال کو علامہ لکھنے پر شکر کیا ہے اس کو بھول گئے کہ علامہ کی باتیں ان کے نیاز مند ہی باقاعدہ انگریز کو پہنچاتے تھے۔اس بات کا ذکر گول کر گئے

علامہ اقبال جماعت احمدیہ کے خلاف علامہ اپنے مضمون احمد ازم میں لکھتے ہیں:

ترجمہ: جہاں تک اسلام کا تعلق ہے یہ کہنے میں مبالغہ نہیں حکومت برطانیہ کے ماتحت ہندوستان میں ملت اسلامیہ کا اتحاد اس سے بھی کم محفوظ ہے۔جس قدر یسوع (یعنی حضرت عیسیٰ علیہ السلام ناقل) کے زمانہ میں یہودیوں کا اتحاد رومی حکومت کے ماتحت محفوظ تھا ہندوستان میں ہر ''مذہبی چلتا پرزہ'' اپنی جلب منفعت کے لئے ایک نئی جماعت بنانے کی خاطر جو دعویٰ چاہے کر سکتا ہے یہ ہماری آزاد منش سرکار اصل جماعت Parant community کی وحدت کی قطعاً ذرہ بھر پرواہ نہیں کرتا۔

بشرطیکہ وہ ''مذہبی چلتا پرزہ'' حکومت کو اپنی وفاداری کا یقین دلا دے اور اس کے متبعین حکومت کے محصول ادا کرنے میں پابند ہوں ہمارے مشہور شاعر اکبر الہ آبادی نے حکومت کی اسلام کے متعلق اس پالیسی کا مفہوم نہایت صحیح طریق پر سمجھا ہے اگر اپنے مخصوص مزاحیہ انداز میں کہتا ہے

گورنمنٹ کی خیر یارو مناؤ — انا الحق کہو اور پھانسی نہ پاؤ

کہ اے دوستو انگریز کے نام کے گیت گاتے رہو بیشک انا الحق میں خدا ہوں) کہہ دو لیکن جس طرح ایران کے صوفی ولی اللہ کو بیڑیاں پہنائی گئیں اور صلیب پر لٹکایا گیا اور ہزار ندامت ہوئی تمہیں بیڑیاں اور ندامت سے دوچار نہ ہونا پڑے گا قادیان ازم انگریزی

میرانی صاحب یہی آپ کے علامہ ہیں جو یہ بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ گویا مسیح علیہ السلام ''چلتے پرزہ'' کو تو رومی حکومت نے کیفر کردار تک پہنچانے کی کوشش کی مگر مرزا صاحب ''چلتے پرزہ'' کو کیفر کردار تک پہنچانے میں حکومت برطانیہ نے کوتاہی کی۔مسیح علیہ السلام ایک راست باز پیغمبر بھی ہیں مگر ''چلتا پرزہ'' واجب القتل بھی ہیں اسی طرح ایران کا صوفی حسین بن منصور حلاج ولی اللہ بھی ہے اور واجب القتل بھی۔کیسی عجیب منطق کیسا انوکھا فلسفہ ہے علامہ اقبال کے ان افکار کا نام فلسفہ رکھئے یا شاعرانہ تخیلات رکھیے لیکن اس قدر بالکل واضح ہے کہ یہ ایک ''راسخ العقید'' مسلمان کے ارشادات نہیں ہو سکتے اور نہ ہی ان کا تعلق اسلامی تعلیمات سے ہو سکتا ہے

علامہ علماء سے ڈرتے بھی تھے

علامہ نے جب اپنے اس مضمون میں نزول مسیح کو مجوسی تصورات قرار دیا......تو علامہ اقبال کی مفکر اسلام کی حیثیت واضح ہو کر سامنے آگئی اور تاڑنے والوں نے اندازہ لگا لیا کہ علامہ کے ان بیانات میں درحقیقت تحریک احمدیت کی مخالفت کا تو نام ہے ورنہ عامۃ المسلمین کے مسلمہ معتقدات پر ضرب لگ رہی ہے تو مسلمان علماء نے علامہ پر چڑھائی کر دی تو متعدد وفود علامہ کے پاس پہنچے علامہ کو اس سے بڑی گھبراہٹ ہوئی کہ معاملہ بڑھ نہ جائے اور بعض علماء نے بیچ بچاؤ کا سلسلہ شروع کیا با آخر علامہ اقبال نے مولوی محمد حنیف صاحب ندوی خطیب مسجد مبارک ریلوے روڈ لاہور کو یہاں تک کہہ دیا کہ میرے نزدیک حضرت عیسےٰ علیہ السلام کا آسمان پر زندہ موجود ہونا عقلاً محال نہیں اور یہ بھی لکھ کر دیا کہ

''میں نے اپنے کسی مضمون میں حضرت مسیح کی آمد ثانی کے متعلق موافق یا مخالف خیال کا اظہار نہیں کیا نہ کہیں یہ لکھا ہے کہ یہ عقیدہ اپنی اصلیت میں مجوسی ہے جہاں تک مجھے علم ہے کہ یہ غلط فہمی لاہوری احمدیوں نے عملاً پھیلائی ہے جو پراپیگنڈہ کرنے میں دیانت سے قطعاً بے پرواہ ہیں

محمد اقبال لاہور 5 جولائی 1936ء

(اشتہار جماعت المسلمین چوہٹہ مفتی باقر لاہور)

کیا اسی کو کہتے ہیں

آئین جواں مرداں حق گوئی و بے باکی
اللہ کے شیروں کو آتی نہیں روباہی

میرانی صاحب آپ نے لکھا ہے کہ حضرت مرزا صاحب ''اردو بھی صحیح نہیں لکھ سکتا تھا

''میرانی صاحب آپ کس دنیا میں رہتے ہیں آپ نے ''اردو'' ذکر کیا ہے۔آپ کو کیا پتہ کس چڑیا کا نام ہے گند بک لینا اور غلط سلط باتیں کر لینا آسان ہے اردو ادب کو جاننا آپ کے لئے مشکل ہے مرزا صاحب نے صرف اردو میں 80 سے زائد کتب تحریر فرمائیں جس میں ہر قسم کے مضامین کو بیان فرمایا ہے آپ کا شعری کلام اردو، فارسی اور عربی میں موجود ہے اور آپ نے عربی میں اشعار اور نثر کے سلسلہ میں پاک وہند کے علماء کے علاوہ عربی ممالک کے علماء کو چیلنج دیا تھا جس کا جواب ان سے نہ بن پڑا۔اردو ادب کے مسند علماء نے حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو پڑھا۔اس سلسلہ میں برصغیر پاک وہند کے نامور عالم اور اردو زبان کے صاحب طرز ادیب مولانا ابوالکلام آزاد نے حضرت مرزا صاحب کے بارے میں لکھا

وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو۔وہ شخص دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا جو شور قیامت ہو کر خفتگان ہستی کو بیدار کرتا رہا''لیکن ان بدقسمتوں کو بیدار نہیں کر سکا۔

پھر لکھتے ہیں:۔

یہ تلخ موت یہ زہر کا پیالہ موت جس نے مرنے والے کی ہستی تہ خاک پنہاں کر دی۔ہزاروں لاکھوں زبانوں پر تلخ کامیاں بن کر رہے گی اور قضا کے حملے نے ایک جیتی جاگتی جان کے ساتھ جن آرزوؤں اور تمناؤں کا قتل عام کیا ہے صدائے ماتم مدتوں تک اس کی یادگار تازہ رکھے گی۔''

پھر فرماتے ہیں:۔

''ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہوا ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے۔یہ نازش فرزندان تاریخ بہت کم منظر عام پر آتے ہیں اور جب آتے ہیں تو دنیا میں انقلاب پیدا کر کے دکھا جاتے ہیں۔مرزا صاحب کی اس رحلت نے ان کے بعض دعاوی اور بعض معتقدات سے شدید اختلاف کے باوجود ہمیشہ کی مفارقت پر مسلمانوں کو،ان تعلیم یافتہ اور روشن خیال مسلمانوں کو محسوس کرا دیا کہ ان کا ایک بڑا شخص ان سے جدا ہو گیا''

پھر لکھتے ہیں

''ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے۔''

مخالفین کہتے ہیں کہ مرزا صاحب کی تحریروں میں جان ہی کوئی نہیں اور انہوں نے سوائے مخالفوں کی موت کی پیشگوئیوں کے لکھا ہی کچھ نہیں۔لیکن مولانا ابوالکلام آزاد صاحب حضرت مرزا صاحب سے متعلق مزید لکھتے ہیں کہ:۔

''ان کی یہ خصوصیت کہ وہ اسلام کے مخالفین کے برخلاف ایک فتح نصیب جرنیل کا فرض پورا کرتے رہے ہمیں مجبور کرتی ہے کہ اس احساس کا کھلم کھلا اعتراف کیا جائے تاکہ وہ مہتم بالشان تحریک جس نے ہمارے دشمنوں کو عرصہ تک پست اور پامال بنائے رکھا آئندہ بھی جاری رہے۔''

اے لکھنے والے خدا تیری زبان مبارک کرے۔یہ تحریک آج بھی جاری ہے اور آئندہ بھی جاری رہے گی۔پھر لکھتے ہیں:۔

''مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابلہ پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں۔اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جب کہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے اس لئے کہ وہ وقت ہرگز لوح قلب سے نسیاً منسیاً نہیں ہو سکتا جب کہ اسلام مخالفین کی یورشوں میں گھر چکا تھا اور مسلمان جو حافظ حقیقی کی طرف سے عالم اسباب و وسائط میں حفاظت کا واسطہ ہو کر اس کی حفاظت

پر مامور تھے اپنے قصوروں کی پاداش میں پڑے سسک رہے تھے اور اسلام کے لئے کچھ نہ کرتے تھے یا نہ کر سکتے تھے۔"

آپ جیسے نہ کرتے تھے نہ کرنے کی طاقت تھی اپنے زخموں سے چور پڑے سسک رہے تھے اس وقت حضرت مرزا صاحب نے عالم اسلام پر یہ "ظلم" کیا۔ پھر لکھتے ہیں کہ:۔

ضعف مدافعت کا یہ عالم تھا کہ توپوں کے مقابلہ میں تیر بھی نہ تھے اور حملہ اور مدافعت دونوں کا قطعی وجود ہی نہ تھا۔ اس مدافعت نے نہ صرف عیسائیت کے اس ابتدائی اثر کے پرخچے اڑائے جو سلطنت کے سایہ میں ہونے کی وجہ سے حقیقت میں اس کی جان تھا اور ہزاروں لاکھوں مسلمان اس کے اس زیادہ خطرناک اور مستحق کامیابی حملہ کی زد سے بچ گئے بلکہ خود عیسائیت کا طلسم دھواں ہو کر اڑنے لگا۔ انہوں نے مدافعت کا پہلو بدل کر مغلوب کو غالب بنا کے دکھا دیا ہے۔"

کتنا بڑا خطرہ ہے عالم اسلام کو کہ حضرت مرزا صاحب نے اپنی جان، اپنی آن کی قربانی دے کر اور دن رات اپنی ساری طاقتیں اسلام کے دفاع میں خرچ کر کے نہتے، مظلوم اور مغلوب اور سسکتے ہوئے مسلمانوں کو غالب بنا دیا۔ معاندین کہتے ہیں کہ اس کو ہم معاف نہیں کر سکتے۔ اور صرف ایک نہیں اسلام کے ہر دشمن کو بجت پامال کر کے دکھایا۔ یہ ہے تکلیف آج کے علماء کو کہ ایسا کرنے کی ان کو جرات کیسے ہوئی۔ اسی آگ میں میرانی صاحب جل رہے ہیں۔

مولانا ابوالکلام صاحب پھر لکھتے ہیں:۔

"اس کے علاوہ آریہ سماج کی زہریلی کچلیاں توڑنے میں مرزا صاحب نے اسلام کی خاص خدمت سرانجام دی ہے ان آریہ سماج کے مقابلہ کی تحریروں سے اس دعویٰ پر نہایت صاف روشنی پڑتی ہے کہ آئندہ ہماری مدافعت کا سلسلہ خواہ کس درجہ تک وسیع ہو جائے ناممکن ہے کہ یہ تحریریں نظر انداز کی جا سکیں۔"

اب بیٹھے قیامت تک زور لگاتے رہو۔ اب سارے مل کر قیامت تک جو چاہو لکھو حضرت مرزا صاحب کی تحریروں کو اب تم نظر انداز نہیں کر سکو گے۔

پھر لکھتے ہیں:۔

آئندہ امید نہیں (کتنا سچ کہا ہے۔ ناقل) کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو تو جو اپنی اعلیٰ خواہش محض اس طرح مذہب کے مطالعہ میں صرف کر دے۔"

پرشوکت تحریرات کا انقلاب انگیز اثر

یہ مسلمان مشاہیر اور چوٹی کے علماء جو تقویٰ کا نام جانتے تھے' جو انصاف پسند' جن کا مذاق بہت اعلیٰ تھا' جن کی تحریریں آج بھی سند ہیں یہ ان کے تاثرات حضرت مرزا صاحب کی تحریرات اور ان کے اثرات کے متعلق حیرت دہلوی ایڈیٹر اخبار "کرزن گزٹ" یکم جون 1908ء کو اپنے پرچہ میں لکھتے ہیں:۔

"مرحوم کی وہ اعلیٰ خدمات جو اس نے آریوں اور عیسائیوں کے مقابلہ میں اسلام کی ہیں وہ واقعی بہت ہی تعریف کی مستحق ہیں اس نے مناظرہ کا بالکل رنگ ہی بدل دیا اور جدید لٹریچر کی بنیاد ہندوستان میں قائم کر دی۔ نہ بحیثیت ایک مسلمان ہونے کے بلکہ ایک محقق ہونے کے ہم اس بات کا اعتراف کرتے ہیں کہ کسی بڑے سے بڑے آریہ اور بڑے سے بڑے پادری کو یہ مجال نہ تھی کہ وہ مرحوم کے مقابلہ میں زبان کھول سکتا۔ جو بے نظیر کتابیں آریوں اور عیسائیوں کے مذاہب کی رد میں لکھی گئی ہیں اور جیسے دندان شکن جواب مخالفین اسلام کو دیئے گئے آج تک معقولیت سے ان کا جواب الجواب ہم نے تو نہیں دیکھا۔"

اسلام کی مدافعت کرنے والے اس بطل جلیل کے بارے میں مرزا حیرت دہلوی کہتے ہیں:۔

اس کے قلم میں اس قدر قوت تھی کہ آج سارے پنجاب بلکہ سارے ہند میں بھی اس قوت کا کوئی لکھنے والا نہیں کہ ایک پر جذبہ اور قوی الفاظ کا انبار اس کے دماغ میں بھر رہتا تھا اور جب وہ لکھنے بیٹھتا تو جچے تلے الفاظ کی ایسی آمد ہوتی کہ بیان سے باہر ہے۔...... اگرچہ مرحوم کے اردو علم و ادب میں بعض بعض مقامات پر پنجابی رنگ اپنا جلوہ دکھا دیتا ہے تو بھی اس کا پرزور لٹریچر اپنی شان میں بالکل نرالہ ہے اور واقعی اس کی بعض بعض عبارتیں پڑھنے سے ایک وجد کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔"

سید ممتاز علی صاحب "تہذیب نسواں" (لاہور) میں لکھتے ہیں:۔

"مرزا صاحب مرحوم نہایت مقدس اور برگزیدہ بزرگ تھے اور نیکی کی ایسی قوت رکھتے تھے جو سخت سے سخت دلوں کو تسخیر کر لیتی تھی۔ وہ نہایت باخبر عالم بلند ہمت مصلح اور پاک زندگی کا نمونہ تھے ہم انہیں مذہبا مسیح موعود تو نہیں مانتے تھے لیکن ان کی ہدایت اور راہنمائی مردہ روحوں کے لئے واقعی مسیحائی تھی۔"

میرانی صاحب آپ ذرا آنحضرت ﷺ کی مکی زندگی کے تیرہ سال کے دکھ تکالیف کا تصور تو کریں خانہ کعبہ میں نماز ادا کر رہے تھے سجدہ کی حالت میں کسی کافر نے اونٹ کی اوجڑی لا کر آپ کے اوپر رکھ دی بوجھ کی وجہ سے آپ سے اٹھا نہیں جاتا تھا۔ حضرت فاطمہ الزہراؓ کو اطلاع ملی آپ بھی کم عمر تھیں حضرت ابوبکر اور حضرت عبداللہ بن مسعود کی مدد سے وہ اوجڑی اتاری گئی۔

ابوجہل نے آپ کو برا بھلا کہا گالیاں دیں آپ خاموش رہے اس کی تادیب کیلئے اللہ تعالیٰ نے حضرت حمزہؓ کو بھیجا۔ طائف کے واقعات سے کون آگاہ نہیں ہے شعیب ابی طالب کے تین سال کس قدر تکالیف مصائب بھوک پیاس فاقہ سے گزرے جس کی تاب نہ لاتے ہوئے جلد ہی ام المومنین حضرت خدیجہ الکبریٰؓ اور حضرت ابوطالب وفات پا گئے کفار مکہ بچوں کو آپ کے پیچھے لگا دیتے وہ آپ پر آوازے کستے پتھر مارتے آپ ان سے بچنے کے لئے ابوسفیان کے گھر میں چلے جاتے جب لڑکے چلے جاتے پھر آپ باہر نکلتے۔ وہ بوا ایک عورت آنحضرت ﷺ پر گھر کا کوڑا کرکٹ ڈالتی تھی۔ وہ تو کسی نہ ڈرتی تھی۔ آنحضرت ﷺ کی کمزور جماعت جانتے ہوئے ہر قسم کے ظلم و ستم کا نشانہ بنایا جاتا تھا۔ اور یہ ہمیشہ سے ہوتا چلا آیا ہے کفار مکہ کے مظالم سے تنگ آ کر آنحضرت ﷺ نے صحابہ کو ملک حبشہ ہجرت کر جانے کی اجازت فرمائی تھی اگر کفار مکہ آنحضرت ﷺ کے سامنے تھر تھر کانپتے تھے تو یہ مظالم کون کر رہا تھا۔ صحابہ ملک حبشہ میں سیر و سیاحت کرنے تو نہیں گئے تھے لگتا ہے آپ تو آنحضرت ﷺ کے حالات تک سے واقف نہیں ہیں۔ میرانی صاحب یہی سب کچھ آپ اور آپکے لگے بندھے جماعت احمدیہ کے ساتھ کر رہے ہیں

ایک مجلس کا ذکر ہے ایک صحابی تشریف لائے وہ کہنے لگے یارسول اللہ مجھے آپ کا چہرہ پرنور نظر آتا ہے آپ نے فرمایا تم ٹھیک کہتے ہو اتنے میں ایک کافر آیا اس نے کہا محمدؐ مجھے تمہارا چہرہ نعوذ باللہ سیاہ نظر آتا ہے آپ نے فرمایا تو ٹھیک کہتا ہے ایک صحابی نے عرض کیا یارسول اللہ یہ دونوں ٹھیک کیسے ہو سکتے ہیں تو آنحضرت ﷺ نے فرمایا انبیاء کا وجود آئینہ ہوتا ہے اس میں ہر کوئی اپنا اپنا چہرہ دیکھ رہا ہوتا ہے میرانی صاحب آپ نے حضرت مرزا صاحب کے خلاف جس قدر گندہ دہانی اور گالیاں بکی ہیں دراصل یہ آپ کا اندرونہ ہے جو ظاہر ہو رہا ہے آنحضرت ﷺ کے ساتھ حضرت مرزا صاحب کو جس قدر عشق و محبت ہے اور آل محمد ﷺ کے واسطے "خاکم نثار کوچہ آل محمد است" کا مختصر ذکر پہلی قسط میں گذر چکا ہے صرف ایک اقتباس دے کر اس ذکر کو ختم کرتا ہوں۔

ہماری کوئی کتاب بجز قرآن شریف نہیں ہے اور ہمارا کوئی رسول بجز محمد مصطفےٰ ﷺ کے نہیں ہے اور ہمارا کوئی دین بجز اسلام کے نہیں ہے اور ہم اس بات پر ایمان رکھتے ہیں کہ ہمارا نبی ﷺ خاتم الانبیاء اور قرآن شریف خاتم الکتاب ہے سو دین کو بچوں کا کھیل نہیں بنانا چاہیے اور یاد رکھنا چاہیے کہ ہمیں بجز خادم اسلام ہونے کے اور کوئی دعویٰ بالمقابل نہیں ہے اور جو شخص ہماری طرف یہ منسوب کرے وہ ہم پر افتراء کرتا ہے ہم اپنے نبی کریم ﷺ کے ذریعہ فیض برکات پاتے ہیں اور قرآن کریم کے ذریعہ سے ہمیں فیض معارف ملتا ہے سو مناسب ہے کہ کوئی شخص اس ہدایت کے خلاف کچھ بھی دل میں نہ رکھے ورنہ خدا تعالیٰ کے نزدیک اس کا جواب دہ ہوگا۔ (مکتوبات جلد دوم جدید صفحہ 249)

میرانی صاحب آپ نے ہفت روزہ "لاہور" کی پیشانی پر جس شعر کا ذکر کیا ہے

بعد از خدا بعشق محمد مخمرم
گر کفر ایں بود بخدا سخت کافرم

یہ شعر بھی بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا صاحب کا ہے جو ساری عمر اس پر کاربند رہے۔

آپ جیسے کئی اس حب رسول اللہ ﷺ کے بدلہ میں حضرت مرزا صاحب کو طعن و تشنیع اور گالیاں دے رہے ہیں کیا کوئی گالی باقی رہ گئی ہے جو آپ نے حضرت مرزا صاحب کو نہ دی ہو

کافر و ملحد و دجال ہمیں کہتے ہیں
نام کیا کیا غم ملت میں رکھایا ہم نے
گالیاں سن کے دعا دیتا ہوں ان لوگوں کو
رحم ہے جوش میں اور غیظ گھٹایا ہم نے

تیرے منہ کی ہی قسم میرے پیارے احمد
تیری خاطر سے یہ سب بار اٹھایا ہم نے

میرانی صاحب آپ نے آخر میں لکھا ہے

''میں مرزے غلام احمد اور اس کے باپ کی خوشامد جو وہ انگریزوں یعنی اپنے آقاؤں کے حضور کرتے رہے ہیں قارئین کو انشاء اللہ تفصیل سے بتادوں گا۔ فیصلہ وہ خود کریں کہ اس قدر خوشامدی خاندان کسی منصب کے قابل ہے یا اس کا سارا عمل قابل مذمت تھا''

(نوائے وقت سنڈے میگزین 20 دسمبر صفحہ 27)

میرانی صاحب آپ ذرا ان حالات کا تصور تو کریں جب ایک طرف مسلمان علماء آپ کے خلاف خفیہ طور سازشیں میں مصروف تھے اور کہتے تھے کہ یہ انتہائی خطرناک آدمی ہے یہ مہدی سوڈانی سے زیادہ خطرناک ثابت ہوگا یہ طاقت حاصل کرنے کی فکر میں ہے جب طاقت اس کے ہاتھ آگئی تو آپ کو پتہ لگ جائے گا ہندو الگ سے آپ کے خلاف پروپیگنڈا کر رہے اور عیسائی پادریوں کی فوج ظفر موج آپ کی شدید مخالفت تھی۔ اور آپ کو حکومت کا باغی ہونے کا الزام لگایا جا رہا تھا کہ اس کے پاس سرحد پار سے لوگ آتے ہیں مقامی پولیس آپ کی مخالف تھی جو برملا کہہ رہے تھے کہ ان کو سزا دلا کر رہیں گے یہ ایک دن کی بات نہیں یہ سلسلہ آپ کی وفات تک جاری رہا حکومت کا آدمی قادیان میں متعین تھا جو قادیان آنے والے مہمانوں کے پتہ جات حاصل کر کے بٹالہ پہنچاتا تھا۔ پھر ان مہمانوں کے بارے میں تفتیش و تحقیق کی جاتی کہ ان کا رویہ کیسا ہے کیا یہ حکومت کے مخالف یا نہیں۔ اور جو مہمان آپ کے ہاں آتے تھے ان کے متعلق بھی بہت پوچھ گچھ کی جاتی تھی۔ اور اگر معززین اور روسا میں سے کوئی احمدی ہو جاتا تھا تو انگریزی حکام اسے اشارۃً کہہ دیتے تھے کہ گورنمنٹ تو اس سلسلہ کو مشتبہ نظروں سے دیکھتی ہے۔ ادھر مولوی محمد حسین صاحب بٹالوی وغیرہ کی آپ کے خلاف جھوٹی مخبری جلتی پر تیل کا کام کر رہی تھی۔ اس لئے اس کے ردعمل میں حضرت اقدس کے لئے از بس ضروری ہو گیا کہ آپ اس خطرناک پراپیگنڈہ کا قلع قمع کریں۔ جس کے نتیجہ میں انگریزی حکومت آپ کو مشتبہ نظروں سے دیکھ رہی تھی۔ حالانکہ آپ سچے دل سے اس کے وفادار تھے۔ چنانچہ اس پروپیگنڈہ کے برے اثر کو زائل کرنے کے لئے ہی آپ کو بار بار اپنی کتابوں میں یہ لکھنا پڑا کہ آپ اور آپ کی جماعت گورنمنٹ انگریزی کی سچی وفادار ہے۔ مقصود ان تحریروں سے یہ تھا کہ تبلیغ اسلام کے اس کام میں گورنمنٹ کی طرف سے کوئی روک پیدا نہ ہو۔ جس بیڑا کو آپ نے خدا تعالیٰ کے حکم سے اٹھایا ہے یہ صورتحال حضرت مرزا صاحب کی زندگی تک جاری رہیں۔...... حتیٰ کہ سر ایبٹس گورنر ہو کر آئے اور انہوں نے تمام حالات کا جائزہ لے کر اور مرزا صاحب کی تعلیمات کا مطالعہ کرنے کے بعد گورنمنٹ کو یہ رپورٹ کی کہ اس جماعت کے ساتھ یہ سلوک ناروا ہے بلکہ بڑی ناشکر گزاری کی بات ہے کہ جس شخص نے امن قائم کیا اور جو امن پسند جماعت قائم کر رہا ہے اس پر پولیس چھوڑی گئی ہے یہ بڑی احسان نا فراموشی ہے۔......

میرانی صاحب اپنے ترکش کے تمام تیر نکال لیں آپ سے پہلے بہت سے آئے جو احمدیت کو ختم کرنے اور حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے خلاف گندہ دہانی کرتے رہے ہیں ان کا جو انجام ہوا وہ آپ کے سامنے ہے آپ کے سید عطاء اللہ بخاری کے الفاظ تاریخ کا حصہ بن چکے ہیں۔ انہوں نے اپنی زبان کی طرف اشارہ کر کے کہا تھا جب تک یہ کتیا بھونکتی تھی تو سب واہ واہ تھی جب سے اس نے بھونکنا چھوڑ دیا ہے کوئی پوچھتا تک نہیں ان کو علاج معالجہ کی پیشکش حضرت مرزا صاحب کے بیٹے مرزا بشیر الدین محمود احمد نے کی تھی۔ یہی حال مولانا ظفر علی خان اور شورش کاشمیری کا ہوا۔ ان کو بھی علاج معالجہ کی پیشکش جماعت احمدیہ نے ہی کی تھی۔

میرانی صاحب جو کام آپ کے بڑے نہ کر سکیں وہ کام آپ سے کیسے ہو سکتا ہے۔ یہ جماعت احمدیہ نہ تو مولانا ثناء اللہ امرتسری کے مٹانے سے مٹ سکتی ہے نہ سید عطاء اللہ شاہ بخاری کی گندہ دہانی اور استہزاء سے ختم ہو سکتی ہے نہ اس جماعت کو شورش کاشمیری ختم کر سکا۔

بھٹو کا دعویٰ تھا کہ میں احمدیوں کے ہاتھوں میں کشکول پکڑا دوں گا وہ دنیا بھر میں کشکول لئے پھرتے رہیں گے اور ضیاء الحق جس نے جماعت احمدیہ کو سرطان کہا تھا۔ دونوں جماعت احمدیہ کو ختم کرنے میں صفا ہستی سے اپنی ناکام حسرتوں سمیت مٹ گئے آپ کی طرح اور بہت سے آتے رہیں گے جو اپنے زعم میں جماعت احمدیہ کو ختم کرنے کا دعویٰ کرتے رہیں گے مگر وہ ہمیشہ ناکام و نامراد رہیں گے کیونکہ یہ کسی انسان کے ہاتھ کا لگایا ہوا پودا نہیں بلکہ یہ خدائی ہاتھ کا لگایا ہوا پودا ہے اور وہ اس کی حفاظت کرنی بھی جانتا ہے

جو خدا کا ہے اس کو للکارنا اچھا نہیں
ہاتھ شیروں پر نہ ڈال اے روبہ زار و نزار

مرزا خلیل احمد قمر

غزل

میں حیات و موت کی کشمکش سے شکست کھاؤں محال ہے
مجھے زندگی بھی عزیز ہے۔ مجھے موت کا بھی خیال ہے

نہ مرے لبوں پہ بیان غم نہ وہ آشنائے بیان غم
یہ کہاں بھٹکتے ہیں ذہن و دل نہ یہ خواب ہے نہ خیال ہے

تو ہزار مجھ سے چھپا مگر میں ادا ادا سے ہوں باخبر
یہ ترا کرم ۔ یہ ترا ستم ۔ یہ جمال ہے وہ جلال ہے

ترے آستاں پہ ہے سر مرا ، مرا دل ازل سے ہے گھر ترا
ترے حسن کا یہ عروج ہے ۔ مرے عشق کا یہ کمال ہے

تیرا ہر کرم تیری ہر جفا مرے دل پہ نقش ہے جابجا
تجھے یاد رکھنا تو سہل تھا۔ تجھے بھول جانا، محال ہے

ترے وحشیوں کا جہاں بھی کیا ہے حدود و سمت سے ماورا
یہاں شرق اور نہ غرب ہے نہ جنوب ہے نہ شمال ہے

یہ ازل سے برسر اوج ہے یہ رہے گا اوج پہ تا ابد
ترا حسن جب بھی کمال تھا۔ ترا حسن اب بھی کمال ہے

سید محمد حبیب اللہ اوج (لاہور)

ایک مکتوب ایک مقالہ
محمد نواز میرانی کے نام

جناب میرانی صاحب

آپ نے اپنے مضمون ''قادیانیت منکرین ختم نبوت کا انجام'' نوائے وقت سنڈے میگزین 3 جنوری 2010ء کے صفحہ 13 پر ابوالہب کا بڑی تفصیل سے ذکر کیا ہے۔ اس مضمون کا بانی سلسلہ حضرت مرزا صاحب سے کیا تعلق۔ آپ تو ایک مخالف نبوت کا ذکر کر رہے ہیں جبکہ حضرت مرزا صاحب ایک خادم خاتم النبیین ہیں۔ جس کے بارے میں بہت سے حوالے درج کئے جا چکے ہیں شاید آپ جیسوں کے بارے میں ہی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے جو آنکھیں رکھتے ہوئے اندھے ہیں ان میں بصیرت نام کی کوئی چیز نہیں ہے میرانی صاحب آپ نے اگر قرآن مجید ترجمہ کے ساتھ پڑھا ہوتا تو آپ اس امر سے بخوبی آگاہ ہوتے ہیں کہ ہر دور میں ابوالہب ہوئے آئے ہیں جو خدا تعالیٰ کے ماموروں کی نہ صرف خود مخالفت کی آگ بھڑکاتے ہیں بلکہ لوگوں کو اس کی مخالفت کی آگ بھڑکانے پر آمادہ کرتے ہیں ان ہی کے بارے اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف میں فرمایا ہے

شعلہ کے باپ کے دونوں ہاتھ ہی شل ہو گئے اور وہ خود بھی سل ہو کر رہ گیا اس کے مال نے اسے کوئی فائدہ نہیں دیا اور نہ اس کی کوششوں نے کوئی فائدہ دیا وہ ضرور آگ میں پڑے گا جو اسی طرح شعلے مارنے والی ہوگی۔ (سورۃ اللہب آیت نمبر 1-4)

میرانی صاحب تمام ماموروں کی مخالفت ہوتی رہی ہے اور سب سے بڑھ مخالفت اور ظلم و ستم مصائب وشدائد کا نشانہ آنحضرت ﷺ کی ذات اقدس کو بنایا گیا ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء کی تکالیف و مصائب ایک پلڑے میں رکھی جائیں اور دوسرے پلڑے میں صرف آنحضرت ﷺ کی تکالیف و مصائب رکھی جائیں تو یقیناً آنحضرت ﷺ کی تکالیف و مصائب زیادہ ہونگے کیا مکہ کے حالات آپ سے پوشیدہ ہیں کیا ان مصائب اور شدائد نے آنحضرت ﷺ کے راستے کو روکا نہیں ہرگز نہیں بلکہ آپ بڑی استقامت اور جرات سے ہر مشکل کو خاطر میں نہ لاتے ہوئے اپنے دور کے ابولہبوں کا مردانہ وار مقابلہ کرتے ہوئے جادہ استقامت پر قائم رہے اور اپنے مشن کی تکمیل میں مصروف رہے ہر دور کے ابولہب اپنے ظاہری حفاظتی سامانوں کے باوجود خدا تعالیٰ کے غضب و قہر کا مورد ہوتے رہے ہیں۔ تاریخ انبیاء تو یہی بتاتی ہے ان ابولہبوں کی جلائی ہوئی آگ نے خود ان کو جلا کر خاکستر کر دیا۔

ان کو ظاہری حفاظتی انتظامات اور سیال سونے کے ڈھیر بھی نہ بچا سکے۔ ہمیشہ یہی ہوتا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ جبکہ اس کے مقابلہ پر خدا تعالیٰ کے ماموروں نہتے کمزور اور اقلیت میں ہوتے ہوئے زبردست ظالم حکومتوں سے بچائے گئے۔ جن کی حفاظت کا ذمہ خدا تعالیٰ نے لیا ہو۔ دنیا کی تمام طاقتیں مل کر بھی ان کا بال بیکا نہیں کر سکتیں۔

میرانی صاحب آپ کس خیال میں پڑے ہوئے ہیں۔ آپ پر تو ہذیانی کیفیت طاری ہے آپ کو کچھ سمجھ نہیں آ رہی میں کیا لکھ رہا ہوں نار ابولہبی ہر دور میں خدائی جماعتوں کے لئے جلائی گئی آج آپ بھی نار ابولہبی ہوا دے رہے ہیں۔ نہ پہلے ابوالہب اپنے مقاصد میں کامیاب ہوئے ہیں نہ آپ کامیاب ہونگے انشاء اللہ۔ یہی خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے کہ میں اور میرے رسول ہمیشہ غالب آتے رہے ہیں۔

آپ تو حضرت مرزا صاحب پر اعتراضات کر رہے تھے مگر اچانک آپ نے اپنا طرز عمل بیان کرنا شروع کر دیا۔

کوئٹہ میں ختم نبوت کے سلسلہ میں ایک مقدمہ میں مجلس ختم نبوت کے علماء عدالت میں پیش ہوئے اور اپنا موقف پیش کیا ایک مولانا بجلی گھر تھے۔ انہوں نے باقاعدہ یہ تحریری بیان عدالت میں ریکارڈ کرایا کہ ہم احمدیوں سے وہی سلوک کر رہے ہیں جو کفار مکہ نے آنحضرت ﷺ اور مسلمانوں سے کیا تھا۔

کسی نبی کے دعویٰ کے بارے میں خدا تعالیٰ نے قرآن مجید میں یہ معیار بیان فرمایا ہے

اگر کوئی مدعی بعض باتیں جھوٹے طور پر ہمارے طرف منسوب کرتا تو ہم اس کو داہنے ہاتھ سے پکڑ لیتے اور اس کی شاہ رگ کاٹ دیتے ہیں۔ اور پھر تم میں سے کوئی اس کو بچا نہ سکتا۔ (سورۃ الحاقہ آیت نمبر 45-47)

میرانی صاحب اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے کفار اور منکرین کے سامنے ایک نہایت زبردست اور مسکت معیار پیش کیا ہے فرمایا کہ اگر یہ مدعی سچا نہ ہوتا بلکہ مفتری ہوتا جیسا کہ تمہارا دعویٰ ہے تو ہم اس کو پکڑ لیتے اور قتل کروا دیتے یعنی یہ اتنی مہلت نہ پا سکتا۔ اسکا اتنی مہلت پانا اور قتل سے بچ رہنا اس بات کی زبردست دلیل ہے کہ یہ مدعی اپنے دعویٰ میں جھوٹا نہیں۔

میرانی صاحب یہ صرف کہنے کی بات نہیں ہے بلکہ گذشتہ چودہ سو سال میں مشہور مفسرین نے اس آیت کے مندرجہ بالا معانی کئے ہیں اور اس سے یہی استنباط کیا ہے جس میں چند مفسرین کے اقتباسات ذیل میں درج کئے جاتے ہیں

علامہ فخرالدین رازی فرماتے ہیں

ترجمہ: اس آیت میں مفتری کی حالت تمثیلاً بیان کی ہے کہ اس سے وہی سلوک ہوگا جو بادشاہ ایسے شخص سے کرتے ہیں جو ان پر جھوٹ باندھتا ہے وہ اس کو مہلت نہیں دیتے بلکہ فی الفور قتل کرواتے ہیں یہی حال مفتری علی اللہ کا ہوتا ہے۔ (تفسیر کبیر جلد 8 صفحہ 205 مطبع مصر)

علامہ زمخشری فرماتے ہیں

ترجمہ: اگر یہ مدعی ہم پر افتراء کرتا تو ہم اس سے جلد انتقام لیتے اور اس کو قتل کر دیتے جیسا کہ بادشاہ ان کے ساتھ کرتے ہیں جو ان پر جھوٹ باندھتے ہیں۔

تفسیر ابن کثیر میں لکھا ہے

اگر یہ رسول اپنے پاس سے ایک بات بنا کر ہماری طرف منسوب کر دیتا تو ہم اس کو جلد سزا دیتے۔ (تفسیر ابن کثیر جلد نمبر 10 صفحہ 71 پر حاشیہ فتح البنان)

علامہ جلال الدین سیوطی رقمطراز ہیں

قطع الوتین سے مراد موت ہے کیونکہ الوتین دل کی رگ کا نام ہے جب وہ کٹ جاتی ہے تو انسان مر جاتا ہے۔ (جلالین مطبع مجتبائی صفحہ 470)

عقائد کی مشہور کتاب شرح عقائد نسفی میں لکھا ہے

عقل اس بات پر کامل یقین رکھتی ہے کہ یہ امور (معجزات اور اخلاق عالیہ وغیرہ) اگر نبی میں نہیں پائے جاتے نیز یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ یہ باتیں کسی مفتری میں جمع نہیں کرتا اور یہ بھی کہ پھر اس کو تیئیس برس مہلت نہیں دیتا۔ (مطبع مجتبائی صفحہ 100)

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں فرمایا ہے کہ جھوٹا کبھی کامیاب نہیں ہوتا اور ان کو ہرگز ترقی اور کامیابی نہیں ملتی اور خسران اور شکست ان کا طوق ان کے گلے کا ہار ہو کر رہ جاتا ہے۔

1- یاد رکھو کہ خدا ہی کی جماعت ہمیشہ غالب اور کامیاب ہوتی ہے۔ (المائدہ)

2- یاد رکھو شیطانی اگروہ ہمیشہ ناکام و نامراد ہوتا ہے اور گھاٹے اور خسارے میں رہتا ہے

3- خدا نے روز اول سے یہ لکھ چھوڑا اور مقرر کر دیا ہے کہ وہ اور اس کے رسول ہی ہمیشہ غالب رہیں گے۔

اس جیسی بہت سی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جن کی روشنی میں فیصلہ کیا جا سکتا ہے کہ حضرت مرزا صاحب اپنے دعویٰ میں سچے تھے یا نہیں

دعویٰ سے پہلے کی زندگی

اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کسی مدعی کے دعویٰ کو جانچنے کے لئے یہ اصول بیان فرمایا ہے "میں نے تم میں دعویٰ نبوت سے قبل ایک لمبی عمر گذاری ہے کیا تم عقل سے کام نہیں لیتے۔" (یونس 17)

درجوانی توبہ کردن شیوۂ پیغمبری

حضرت قطب الاولیاء ابواسحٰق ابراہیم بن شہریارؒ فرماتے ہیں
جو شخص جوانی میں اللہ تعالیٰ کا فرمانبردار ہوگا وہ بڑھاپے میں بھی اللہ کا تابعدار رہے گا۔ (تذکرہ اولیاء از حضرت شیخ فریدالدین عطاء)

حضرت مرزا صاحب نے فرمایا ہے
"تم میں سے کون ہے جو میری سوانح زندگی میں سے کوئی نکتہ چینی کرسکتا ہے؟ پس یہ خدا کا فضل ہے کہ جو اس نے ابتداء سے مجھے تقویٰ پر قائم رکھا اور سوچنے والوں کے لئے ایک دلیل ہے۔" (تذکرۃ الشہادتین صفحہ 62)

حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے قبل کی زندگی کے بارے میں چند شہادتیں درج ذیل کی جاتی ہے۔ شاید میرانی صاحب کے دماغ میں آجائیں

اہل حدیث کے عالم مولوی محمد حسین بٹالوی

جو حضرت مرزا صاحب کو بچپن کے زمانہ سے جانتا تھا یہ شہادت دی
"مولف براہین احمدیہ کے حالات و خیالات سے جس قدر ہم واقف ہیں ہمارے معاصرین سے ایسے واقف کم نکلیں گے مولف صاحب ہمارے ہم وطن ہیں بلکہ اوائل عمر کے (جب ہم قطبی و شرح ملا پڑھتے تھے) ہمارے ہم مکتب ہیں" (اشاعت السنۃ جلد نمبر 7 صفحہ 6)

"مولف براہین احمدیہ مخالف و موافق کے تجربے اور مشاہدے کی رو سے شریعت محمدیہ پر قائم و پرہیزگار و صداقت شعار ہیں" (اشاعت السنۃ جلد نمبر 7 صفحہ 9)

"اب ہم اس (براہین احمدیہ) پر اپنی رائے نہایت مختصر اور بے مبالغہ الفاظ میں ظاہر کرتے ہیں ہماری رائے میں یہ کتاب اس زمانہ میں موجودہ حالت کی نظر سے ایسی کتاب ہے جس کی نظیر آج تک اسلام میں تالیف نہیں ہوئی......اور اس کا مولف (حضرت مرزا صاحب) بھی اسلام کی مالی و جانی، قلمی و لسانی اور حالی قالی نصرت میں ایسا ثابت قدم نکلا ہے جس کی نظیر پہلے مسلمانوں میں بہت ہی کم پائی ہے" (اشاعۃ السنہ جلد نمبر 6 صفحہ 6)

مولانا ظفر علی خاں کے والد ماجد منشی سراج الدین صاحب مرحوم کی شہادت ہے
"مرزا غلام احمد صاحب 1860 یا 1861ء کے قریب ضلع سیالکوٹ میں محرر تھے اور ہم چشم دید شہادت سے کہہ سکتے ہیں کہ جوانی میں بھی نہایت صالح اور متقی بزرگ تھے کاروبار ملازمت کے بعد ان کا تمام وقت مطالعہ دینیات میں صرف ہوتا تھا عوام سے کم ملتے تھے۔" (اخبار زمیندار مئی 1908)

میرانی صاحب آپ نے حضرت مرزا صاحب کی دعویٰ سے قبل کی زندگی کے بارے میں شہادتیں ملاحظہ فرمالی ہونگی۔ اب آخر پر علامہ اقبال کے استاد سید میرحسن صاحب حضرت مرزا صاحب کے بارے میں کیا فرماتے ہیں

"حضرت مرزا صاحب 1864ء میں بتقریب ملازمت شہر سیالکوٹ میں تشریف لائے اور قیام فرمایا چونکہ آپ عزلت پسند اور پارسا اور فضول و لغو سے مجتنب اور محرز تھے اس لئے عام لوگوں کی ملاقات سے جو اکثر تضیع اوقات کا باعث ہوتی ہے آپ پسند نہیں فرماتے تھے......

مرزا صاحب کی علمی لیاقت سے کچہری والے آگاہ نہ تھے۔ مگر چونکہ اسی سال کے اوائل گرما میں ایک عرب نوجوان محمد صالح نام شہر میں وارد ہوئے اور ان پر جاسوسی کا شبہ ہوا تو ڈپٹی کمشنر نے جن کا نام ہرکسن تھا صالح کو اپنے محکمہ میں بغرض تفتیش حالات طلب کیا ترجمان کی ضرورت تھی مرزا صاحب چونکہ عربی میں کامل استعداد رکھتے تھے اور عربی زبان میں تحریر و تقریر بخوبی کرسکتے تھے اس واسطے مرزا صاحب کو بلا کر حکم دیا کہ جو بات ہم کہیں عرب صاحب سے پوچھو اور جو جواب دیں اردو میں لکھواتے جاؤ مرزا صاحب نے اس کام کو کما حقہ ادا کیا اور آپ کی لیاقت لوگوں پر منکشف ہوئی......

مرزا صاحب کو اس زمانہ میں مذہبی مباحثہ کا بہت شوق تھا چنانچہ پادری صاحبوں سے اکثر مباحثہ رہتا تھا۔ ایک دفعہ پادری لائشہ صاحب سے جو دیسی عیسائی پادری تھے اور حاجی پورہ سے جانب جنوب کی کوٹھیوں میں ایک کوٹھی میں رہا کرتے تھے مباحثہ ہوا۔ پادری صاحب نے کہا کہ عیسوی مذہب قبول کرنے کے بغیر نجات نہیں ہوسکتی مرزا صاحب نے فرمایا نجات کی تعریف کیا ہے؟ اور نجات سے آپ کیا مراد رکھتے ہیں مفصل بیان کیجئے پادری صاحب نے کچھ مفصل تقریر نہ کی اور مباحثہ ختم کربیٹھے اور کہا کہ میں اس قسم کی منطق نہیں پڑھا۔

پادری ٹیلر صاحب ایم اے جو بڑے فاضل اور محقق تھے مرزا صاحب کا مباحثہ بہت دفعہ ہوا۔ یہ صاحب گوہد پور کے قریب رہتے تھے ایک دفعہ پادری صاحب فرماتے تھے کہ مسیح کو بے باپ پیدا کرنے میں یہ سر تھا کہ وہ کنواری مریم کے بطن سے پیدا ہوئے اور آدم کی شرکت سے جو گنہگار تھا بری رہے مرزا صاحب نے فرمایا کہ مریم بھی تو آدم کی نسل سے ہے پھر آدم کی شرکت سے بریت کیسے؟ علاوہ ازیں عورت ہی نے تو آدم کو ترغیب دی جس سے آدم نے درخت ممنوع کا پھل کھایا اور گنہگار ہوا پس چاہیے تھا کہ مسیح عورت کی شرکت سے بھی بری رہتے۔ اس پر پادری صاحب خاموش ہوگئے......چونکہ مرزا صاحب ملازمت کو پسند نہیں فرماتے تھے......وہ دنیوی اشغال کے لئے بنائے نہیں گئے ہے،

ہر کسے را بہر کارے ساختند

ان دنوں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی تھی۔ اس میں عربی استاد کی ضرورت تھی جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار تھی۔ میں نے ان کی خدمت میں عرض کی آپ درخواست بھیج دیں چونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی کے لحاظ سے نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہوجائیں گے فرمایا میں مدرسی کو پسند نہیں کرتا کیونکہ اکثر لوگ پڑھ کر بعد ازاں بہت شرارت کے کام کرتے ہیں اور علم کو ذریعہ اور آلہ ناجائز کاموں کا بناتے ہیں میں اس آیت کی سے بہت ڈرتا ہوں احشر والذین ظلمو وازواجھم اس جواب سے معلوم ہوتا ہے اور کیسے نیک باطن تھے......

کچہری سے جب تشریف لاتے تھے تو قرآن مجید کی تلاوت میں مصروف ہوئے تھے بیٹھ کر کھڑے ہوکر ٹہلتے ہوئے تلاوت کرتے تھے اور زار زار رویا کرتے۔ تھے ایسی خشوع اور خضوع سے تلاوت کرتے تھے کہ اس کی نظیر نہیں ملتی"

میرانی صاحب آپ نے پڑھ لی شہادت سید میر حسن صاحب کی کہ مرزا صاحب نیک باطن تھے۔ علمی مقام بھی آپ پر عیاں ہوگیا ہوگا۔ قرآن مجید کی تلاوت کرتے رہتے تھے۔ یہ ایک معمولی شخص کی شہادت نہیں یہ آپ کے علامہ اقبال کے استاد کی رائے ہے۔ اب کیا خیال ہے آپ کا۔ آپ کس خیال میں سرگرداں ہیں۔ کچھ تو عقل کے ناخن لو۔ میرانی ہیں تو میرانی ہی رہیں میراثی نہ بنیں آپ نے تو میراثی والا وطیرہ پکڑا ہوا ہے تمسخر اور استہزا آپ کا پیشہ لگتا ہے لگے ہاتھوں آپ کے ایک ممدوح کا واقعہ آپ کے گوش گذار کردوں۔ سید عطاء اللہ بخاری ایک جلسہ سے خطاب کررہے تھے موضوع سخن ختم نبوت تھا۔ اور حضرت مرزا صاحب پر زبان طعن شعلے برسا رہی تھی اور جوش خطابت میں فرمانے لگے بھائیو! اگر خدا بھی آکر کہے کہ مرزا سچا ہے تو میں کہوں گا یا مرزا سچا کیسے ہوسکدا اے ربا تو جھوٹا ایں مرزا سچا نہیں ہوسکدا۔

یہ سارے اپنے وقت کے ابولہب ہی تو تھے اور آپ بھی ان کے قائمقام بن کر جماعت احمدیہ کے خلاف مخالفت کی آگ کے شعلے بلند کر کے اشتعال پیدا کر رہے ہیں ۔مگر یہ سارے ابولہب اپنی ہی آگ میں جل کر خاکستر ہو گئے ۔کسی حکومت کی امداد اور سیال ڈالروں کی بارش اس آگ سے آپ کو نہیں بچا سکتی ۔نار ابولہبی نے ناکام ہونا ہے اور یہ ناکام ہو کر ہی رہے گا یہی خدا تعالیٰ کا فیصلہ ہے۔

خدائی حفاظت کا وعدہ

اللہ تعالیٰ نے اپنے ماموروں کی ہمیشہ حفاظت فرماتا رہا ہے جس کا ذکر قرآن مجید میں فرمایا ہے

وَاللّٰہُ یَعْصِمُکَ مِنَ النَّاس (المائدہ آیت 68)

ترجمہ: اللہ تجھے لوگوں کے حملوں سے محفوظ رکھے گا اللہ کافر لوگوں کو ہرگز کامیابی کی راہ نہیں دکھائے گا۔

یہ خدا کا فیصلہ ہے اور اپنے ماموروں سے وعدہ ہے حضرت مرزا صاحب نے جب 1882ء میں ماموریت کا دعویٰ فرمایا تو اللہ تعالیٰ نے 1883 میں آپ کو مخاطب کرتے ہوئے الہاماً فرمایا

ترجمہ: خدا تعالیٰ اپنی رحمت کا تجھ پر سایہ کرے گا اور نیز تیرا فریادرس ہوگا اور تجھ پر رحم کرے اور اگر تمام لوگ تیرے بچانے میں دریغ کریں مگر خدا تجھے بچائے گا اور خدا تجھے ضرور اپنی مدد سے بچائے گا اور اگرچہ تمام لوگ دریغ کریں

یعنی خدا تجھے آپ مدد دے گا اور تیری سعی کے ضائع ہونے سے تجھے محفوظ رکھے گا اور اس کی تائیدیں تیرے شامل حال رہیں گی (تذکرہ صفحہ 68)

میرانی صاحب آپ مندرجہ بالا عبارت کو ایک بار پڑھیں اور حضرت مرزا صاحب کی زندگی کے حالات پر نظر ڈالیں جب حضرت مرزا صاحب نے دعویٰ فرمایا۔تو ہندوستان کے دوصد سے زائد علماء نے آپ پر کفر کا فتویٰ لگایا آپ کو واجب القتل قرار دیا ۔آپ کا مقابلہ ہندوستان کی ساری اقوام تھا۔ ہندوؤں کے لیڈر لیکھرام کی موت کی پیشگوئی فرمائی جب لیکھرام پیشگوئی کے مطابق 6-مارچ 1897ء کو قتل ہو گیا ہندوؤں نے اس کے قتل کا الزام حضرت مرزا صاحب پر لگایا اور اس کے قاتل کو ڈھونڈنے کے لئے ایک لاکھ کا فنڈ قائم کیا اور درپردہ حضرت مرزا صاحب کے قتل کے منصوبے بنائے گئے جس کی اطلاع بہت سے دوستوں نے حضرت مرزا صاحب کو دی ۔حضرت مرزا صاحب کی پہرہ وغیرہ کا مشورہ دیا لیکن آپ نے ذرا بھی پرواہ نہ کی ۔ ہندوؤں کے لئے اخبار آفتاب ہند۔مطبوعہ 18-مارچ 1897ء میں ایک ہندو بشمبر داس نامی نے ایک مضمون ''مرزا قادیانی خبردار'' کے عنوان سے شائع کیا۔جس میں اس نے یہ فقرے خاص طور پر لکھے

''مرزا قادیانی بھی امروز فردا کا مہمان ہے بکرے کی ماں کب تک خیر منا سکتی ہے آج کل اہل ہنوز کے خیالات مرزا قادیانی کی نسبت بہت بگڑے ہوئے ہیں بلکہ عموماً مسلمانوں کی بابت ۔پس مرزا قادیانی کو خبردار رہنا چاہیے کہ وہ بھی بکر عید کی قربانی نہ ہو جائے''

اخبار رہبر ہند 15 مارچ 1897ء میں شائع ہوا۔

''کہتے ہیں کہ ہندو قادیان والے کو قتل کر آئیں گے''

پادری آپ کی جان کے دشمن تھے عبداللہ آتھم کی وفات نے عیسائیوں کے ہاں صف ماتم بچھ چکی تھی ۔سکھوں کو بتایا کہ آپ کا بابا نانک مسلمان تھا۔ ہندو نہیں تھا۔ بلکہ اس کے چولہ پر قرآنی آیات تحریر تھیں جس وجہ سے سکھ بھی آپ کے دشمن بن چکے تھے ۔گویا مسلمان ،عیسائی، ہندو اور سکھ سب آپ کے جانی دشمن تھے ۔مگر آپ کے کسی طرز عمل میں

خو کردہ دام محکومی تسخیر کی باتیں کرتے ہیں
جو تیرہ شبی کے عادی ہیں تنویر کی باتیں کرتے ہیں
میں دیکھ رہا ہوں اے ہمدم ہے شاہد رعنا جلوہ فگن
یہ لوگ بھی کتنے کم بیں ہیں تصویر کی باتیں کرتے ہیں
مجھ کو تو یقین کامل ہے پہنچیں گے نہ اپنی غزل تک
تدبیر سے رشتہ توڑ کے جو تقریر کی باتیں کرتے ہیں
جو لوگ کہ ہیں شمشیر بکف اُن کو ہے مکمل آزادی
اور ہم ایسے مسکینوں سے زنجیر کی باتیں کرتے ہیں
جو سر نہاں سے ہیں واقف وہ خاک نشیں ہیں مہر بلب
اور علم و ہنر سے بیگانے اکسیر کی باتیں کرتے ہیں
محمودؔ مجھے آتی ہے ہنسی بے ساختہ ایسے لوگوں پر
تخریب پہ جو آمادہ ہیں تعمیر کی باتیں کرتے ہیں

محمود الحسن

فرق نہ آیا۔وہی درویشانہ رنگ تھا۔سیر کو بھی جاتے ۔واعظ ونصائح بھی فرماتے ۔احباب اور اجنبی مسلم اور غیر مسلم سبھی قسم کے لوگ آتے تھے ۔سب سے بے تکلف ملتے ۔اور کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی آپ کے دل میں کسی قسم کا خطرہ یا اندیشہ پیدا نہیں ہوا۔وہی ہنستا ہوا بشاش چہرہ ۔طمانیت قلبی چہرہ سے صاف جھلکتی تھی ۔کون جانتا کہ ملنے والے لوگ جو کثرت سے چلے آرہے ہیں بشاشت اور طمانیت قلبی کا جو رنگ ہمیشہ سے تھا وہ اسی طرح قائم رہا ۔یہ طرز تحمل پیدا ہی نہیں ہو سکتا۔ جب تک کسی شخص کا تعلق خدا سے نہ ہو۔ اور اس کی طرف سے حفاظت کا وعدہ نہ ہو۔جو خالق سے صحیح معنوں میں ڈرتا ہے اسے مخلوق سے کیا ڈر مذاہب باطلہ پر آپ کے حملے برابر جاری رہے کیا مجال ذرا بھی فرق آیا ہو جناب الٰہی سے حفاظت کا وعدہ تھا۔جس وجہ سے آپ برابر اپنے کام میں مصروف رہے کیا کوئی غیر شخص ایسا کر سکتا ہے ہرگز نہیں ۔یہ کام بندگان خدا کا ہی ہوتا ہے ۔اللہ تعالیٰ نے حضرت مرزا صاحب کو ہر قسم کے دشمنوں کے شر سے محفوظ رکھا اور کوئی آپ کا بال بیکا نہ کر سکا۔میرانی صاحب کے بہت لوگ ہاتھ پھیلا کر راستہ کرنے کی کوششیں کرتے رہے لیکن سب خائب وخاسر رہے یہی اللہ تعالیٰ کا وعدہ تھا۔حضرت مرزا صاحب مخالفین کو مخاطب کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ہے کوئی کاذب جہاں میں لاؤ لوگو کچھ نظیر
میرے جیسی جس کی تائیدیں ہوئی ہوں بار بار

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

محمد نواز میرانی کے نام

میرانی صاحب

آپ نے نوائے وقت سنڈے میگزین 10 جنوری 2010ء کوصفحہ 13 کے ''قادیانیت ملکہ معظمہ کا خوشامدی'' کی سرخی جما کرآپ نے آنحضرت ﷺ کے بادشاہوں کودعوت اسلام کا ذکر کیا ہے میرانی صاحب آپ کوکس نے بتایا ہے احمدی ان باتوں کونہیں مانتے احمدی توبدرجہ اولیٰ ان باتوں پرایمان رکھتے ہیں

ہم تو رکھتے ہیں مسلمانوں کا دیں دل سے ہیں خدام ختم المرسلیں

خدا تعالیٰ کے تمام مامور دنیا میں خدائے واحد یگانہ کی توحید کا پیغام دینے کے لئے ہی آتے رہے ہیں اوران کا اولین فرض دعوت الی اللہ ہی ہوتا ہے

حضرت مرزا صاحب نے 1882ء میں ماموریت کا دعویٰ فرمایا تو دنیا بھر کے سربراہوں اور وزراء دانشوروں مذہبی راہنماؤں اخبارات کے ایڈیٹروں وغیرہ کو 20ہزار کی تعداد میں اشتہار شائع کر کے بھجوایا۔ان زمانہ میں جہاں کوئی دفتر نہیں تھا۔ایک اکیلے شخص کا اتنابڑا کام کرنا کاردارتھا۔

ملکہ وکٹوریہ کودعوت اسلام

آپ نے ملکہ برطانیہ کی خوشامد کی بات ہے کیا آپ کی نظر سے ملکہ برطانیہ کودی گئی دعوت اسلام نہیں گزری۔حضرت مرزا صاحب نے 1893ء میں ملکہ وکٹوریہ کودعوت اسلام دیتے ہوئے فرمایا

یاملیکه الارض اسلمی تسلمین

اے زمین کی ملکہ اسلام قبول کرتا تو بچ جائے مسلمان ہوجا

(آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 534)

اسی خط میں آپ نے ملکہ کومخاطب کرتے ہوتے ہوئے فرمایا

اے ملکہ توبہ کراوراس ایک خدا کی اطاعت میں آجا جس کا نہ کوئی بیٹا ہے اور نہ شریک اوراس کی تمجید کر......کیا تو اس کے سوااور کوئی معبود پکڑتی ہے جو کچھ پیدا نہیں کرسکتے بلکہ خودمخلوق ہیں (آئینہ کمالات اسلام روحانی خزائن جلد5 صفحہ 532)

حضرت مرزا صاحب کی ملکہ وکٹوریہ کو دعوت اسلام دینے کے اس مجاہدانہ کارنامے کوسراہتے ہوئے حضرت خواجہ غلام فرید چاچڑاں شریف نے فرمایا

اصل عبارت فارسی میں ہے

ترجمہ''دین اسلام کی حمایت کے لئے آپ (حضرت مرزا صاحب) نے ایسی کمرہمت باندھی ہے کہ ملکہ وکٹوریہ کولندن میں دعوت اسلام بھیجی ہے آپ کی تمام ترسعی وجدوجہد یہ ہے کہ تثلیث وصلیب کا عقیدہ جوسراسرکفروالحاد ہے صفحہ ہستی سے مٹ جائے اوراس کے بجائے اسلامی توحید قائم ہوجائے''

(ارشادات فریدی حصہ سوئم صفحہ 69-10 مطبوعہ مفید عام آگرہ

حضرت مرزا صاحب نے اس کے علاوہ برطانوی حکام کو بھی دعوت اسلام دی جس میں برطانیہ کے شہزادہ ولی عہد اور وزیراعظم انگلستان گلیڈ اسٹون کے نام شامل ہیں اس کے بعد حضرت مرزا صاحب نے 25 مئی 1897ء کو''تحفہ قیصریہ'' کے نام سے کتاب شائع فرمائی جس میں آپ نے ایک بار پھر ملکہ وکٹوریہ کو عیسائی مذہب ترک کر کے اوراسلام قبول کرنے کو کہا اس کتاب کے آخر میں آپ نے ملکہ کو دعا دیتے ہوئے لکھا

''اے قادروتوانا...... ہماری محسنہ قیصرہ ہند کومخلوق پرستی کی تاریکی سے چھوڑا کر لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ پراس کا خاتمہ کر''

(تحفہ قیصریہ روحانی خزائن جلد12 صفحہ 290)

اس کتاب میں ملکہ وکٹوریہ کونشان نمائی کی بھی دعوت دی پھر آپ نے 20دسمبر 1899ء کو''ستارہ قیصریہ'' کے نام سے کتاب تحریرفرمائی جس میں ملکہ وکٹوریہ کوایک بار پھر اسلام کی دعوت دی

میرانی صاحب کیا خوشامدی ایسے کیا کرتے ہیں کہ اس کے مذہب کومخلوق پرستی قرار دے کراس کے چھوڑنے کوکہا جائے اس کے خاتمہ کیلئے کلمہ طیبہ پر ہونے کوکہا جائے

حضرت مرزا صاحب نے گورنمنٹ برطانیہ کی تعریف تو اس وجہ سے کی تھی کہ سکھوں نے پنجاب میں اندھیر مچار کھا تھا۔مسلمانوں کی عزتیں محفوظ نہیں تھیں جس عورت کو چاہتے اٹھا کرلے جاتے۔امن وامان نام کی کوئی چیز نہیں تھی۔مذہبی آزادی کا تصور ہی محال تھا۔ہزاروں مساجد کوگوردواروں میں تبدیل کردیا گیا تھا۔مساجد ویران ہوچکی تھیں آذان دینے کی ممانعت تھی۔لاہور کی بادشاہی مسجد سکھ بادشاہ رنجیت سنگھ کے گھوڑوں کا اصطبل بنی ہوئی تھی۔انگریز حکومت نے آکر ملک میں امن وامان کو بحال کیا سفر کی سہولتیں پیدا کیں۔مذہبی آزادی دی۔مساجد کوواگذار کیا اس وجہ سے حضرت مرزا صاحب نے انگریز حکومت کی تعریف کی انہوں کوئی خطاب اور جاگیر حاصل نہیں تھی کہ وہ تعریف کرتے۔حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

''اگرکسی کے دل میں یہ وسوسہ گذرے کہ یہ تمام امور دنیا داری اور خوشامد میں داخل ہیں اور الٰہی سلسلہ سے مناسبت نہیں رکھتے۔تو یقیناً سمجھنا چاہئے کہ یہ شیطانی وسوسہ ہے ہم اس شکرگزاری کے صلہ میں سرکاری انگریزی سے کسی جاگیر کی درخواست نہیں کرتے اورنہ کوئی لقب چاہتے ہیں اورنہ کسی انعام کے خواستگار ہیں اورنہ یہ خیال ہے کہ وہ ہمیں اچھا کہیں......خوب یادرکھو کہ جوشخص انسان کا شکرادا نہیں کرتا اس نے خدا کا بھی شکر نہیں کیا ہمارے کسی کام میں نقصان نہیں ہم خوب جانتے ہیں کہ نیکی کرنے والوں کی نیکی کوضائع کرنا بدذاتی ہے۔'' (مجموعہ اشتہارات جلد دوم صفحہ 110)

مسلمانانِ ہندوستان کے سیاسی حقوق کا مطالبہ

1857ء کے فسادات کے نتیجہ میں سب سے زیادہ جانی اور مالی نقصان مسلمانوں کو پہنچا۔اقتدار ان کے ہاتھوں سے گیا انگریز مسلمانوں کا دشمن بن گیا ہندوؤں نے پرپرزے نکالنے شروع کردیئے اور انگریز کے ساتھ ملکر مسلمانوں سے انتقام لینے گئے۔ان حالات میں جس مشکلات اور مصائب میں مسلمانوں کو مبتلا کردیا اس کا آج کے حالات میں تصور نہیں کیا جاسکتا۔آخر سرسید احمد اوران کے کچھ ساتھیوں نے انگریز کو یقین دلانے کی کوشش کی کہ مسلمان انگریزوں کے دشمن نہیں وہ بھی آپ کی رعایا ہے۔جس قدر مسلمانوں سے آپ کونقصان پہنچا ہے اس کا بدلہ آپ لے چکے ہیں۔آہستہ آہستہ انگریزوں نے بھی اس حقیقت کوقبول کرنا شروع کردیا اور مسلمانوں پر شک وشبہ کا دور ختم ہونے لگا۔مسلمانوں کوسرکاری ملازمتوں میں لیا جانے لگا۔اور سرکاری اداروں میں مسلمانوں کی نمائندگی بھی دی جانے لگی۔ان حالات میں بانی سلسلہ احمدیہ مرزا غلام احمد قادیانی نے اپنی کتاب''آئینہ کمالات اسلام'' 1893ء میں ملکہ برطانیہ سے اس امر کا مطالبہ کیا۔

''اے قیصرہ میں آپ کوایک نصیحت کرتا ہوں کہ مسلمانوں کوآپ کی مملکت میں ایک خصوصیت حاصل ہے اس لئے آپ کو چاہیے کہ مسلمانوں پر خاص نظر عنایت رکھیں اور

ان کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچائیں اور ان کی تالیف قلب کریں اور اپنے اکثر مقرب اور وزراء انہی میں سے بنائیں

نیز فرمایا

اللہ تعالیٰ نے آپ کو ان کا ملک دیا ہے جہاں وہ ایک ہزار سال تک حکومت کر چکے ہیں اور انہیں ملک میں ایک خاص شان حاصل تھی اور وہ ہندوؤں پر حاکم رہے ہیں پس آپ کے لئے بھی مناسب ہے کہ آپ ان سے عزت کا معاملہ کریں اور بڑے بڑے مناسب اور عہدے ان کے سپرد کریں۔'' (آئینہ کمالات اسلام خلاصہ صفحہ 535 تا540)

میرانی صاحب مرزا صاحب نے ملکہ سے اپنے لئے تو کچھ نہیں مانگا۔اگر مطالبہ کیا ہے تو برصغیر کے مسلمانوں کیلئے۔تا کہ مسلمانوں پھر شان وشوکت حاصل ہوجائے۔مرزا صاحب فرماتے ہیں:

مجھے کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا

مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار

میرانی صاحب آپ نے لکھا ہے

قادیانیوں کو حکیم الامت حضرت علامہ اقبال سے بھی اس لئے چڑ اور بغض ہے کیونکہ خوشامد کے بارے میں ان کا فرمانا ہے

میں کار جہاں سے نہیں آگاہ ولیکن ارباب نظر سے نہیں پوشیدہ کوئی راز

کر تو بھی حکومت کے وزیروں کی خوشامد دستور نیا اور نئے دور کا آغاز

معلوم نہیں ہے یہ خوشامد کی حقیقت کہہ دے کوئی الو کو اگر رات کا شہباز

علامہ اقبال کا ملکہ وکٹوریہ کی وفات پر 110 اشعار کا مرثیہ

میرانی صاحب آپ نے لکھنے کو تو یہ بات لکھ دی ہے۔کبھی علامہ کے خطوط کا بھی بنظر غائر مطالعہ کیا ہے کہ انہوں نے ملازمت کے لئے کس قدر منتیں کی ہیں سفارشیں کروائی ہیں سرکاری ملازمت کے لئے وہ میڈیکل اَن فٹ تھے اس لئے ریاستوں کی ملازمت کیلئے بہت کوشاں رہے مگر بے سود کہیں ملازمت نہ مل سکی۔آخر بہت کوششوں کے بعد ریاست بھوپال میں پانچ سو روپے ماہوار وظیفہ منظور ہوا تا کہ اجتہاد پر یکسوئی سے کام کرسکیں وہ بھی نہ ہوسکا آپ نے حضرت مرزا صاحب کی خوشامد کا بار بار ذکر کیا ہے آپ کے ممدوح علامہ اقبال تو اس میدان کے شاہ سوار ہیں اقبال نے تو اسی ملکہ معظمہ کی خوشامد میں انتہا کردی۔علامہ نے 110 اشعار کا مرثیہ ملکہ کی وفات پر لکھا جس میں چند اشعار درج ذیل ہیں تا کہ معلوم ہوسکے کہ خوشامد کون کر رہا ہے

اے ہند تیرے سر سے اٹھا سایہ خدا اک غمگسار تیرے مکینوں کی تھی گئی

ہلتا ہے جس سے عرش یہ رونا اسی کا ہے زینت تھی جس سے تجھ کو جنازہ اسی کا ہے

برطانیہ تو آج گلے مل کے ہم سے رو ساما ن بحر ریزی طوفان کئے ہوئے

میت اٹھی ہے شاہ کی تعظیم کیلئے اقبال اڑ کے خاک سر راہ گزار ہو

کیا یہ خوشامد نہیں تو خوشامد کس کو کہتے ہیں ملکہ معظمہ کو سایہ خدا قرار دیا جاتا ہے اسی ملکہ کی وفات کو علامہ محرم قرار دے رہے ہیں

صورت وہی ہے نام میں رکھا ہوا کیا دیتے ہیں نام ماہ محرم کا ہم تجھے

پھر علامہ فرماتے ہیں

کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

علامہ اقبال اور سر کا خطاب

آخر علامہ اقبال کو سر کا خطاب ملا۔کیا یہ یونہی مل گیا تھا۔آخر ان کی کوئی تو خدمات تھیں جن کی بناپر'' سر'' کا خطاب انگریز سرکار نے عطا فرمایا اگر یہ خطاب اتنا ہی برا تھا تو علامہ ساری عمر اس کو سینے سے لگائے رہے اس کو واپس کرنے کا ان کو خیال تک نہ آیا۔یہ انگریز سرکار سے محبت کا ہی ثبوت ہے سر کے خطاب ملنے پر بعض لوگوں نے علامہ کو ہدف تنقید بنایا اور اشعار کہے

پہلے تو سر ملت بیضا کے تھے وہ تاج اب اور سنو تاج کے سر ہو گئے اقبال

کہتا تھا یہ کل ٹھنڈی سڑک پر کوئی گستاخ سرکار کی دہلیز پر سر ہو گئے اقبال

علامہ کے خطاب ملنے کے خلاف مولانا ظفر علی خاں صاحب نے بھی اشعار کہے تھے

علامہ کو خطاب ملنے پر اخبار'' ہندے ماترم'' نے لکھا

ڈاکٹر شیخ محمد اقبال کو'' سر'' کا خطاب ملنے کی تقریب پر 17 جنوری کے دن شاہدرہ میں جو شاندار دعوت دی گئی تو معمہ کا حل واضح طور پر ہو گیا ہوگا۔کہ اقبال کو خطاب گذشتہ اور آئندہ سیاسی خدمات کے صلے میں ملا ہے یا ادبی خدمات کے صلے میں۔شہنشاہ جہانگیر کے مقبرہ میں جس وسیع اور پر فضا صحن میں جلسہ دعوت منعقد ہوا اس کے دروازوں پر یورپین اور ہندوستانی پولیس کی نمائش۔مسلمانوں کی کثرت گورنر بہادر کی صدارت سرکاری حضرات کی شرکت ان سب باتوں کو دیکھ کر بھی جو یہ کہے گا کہ ڈاکٹر اقبال کو اسی وجہ سے خطاب ملا ہے کہ اردو اور فارسی کے شاعر ہیں دوپہر کے وقت ستارے دکھانے کے مترادف ہے۔ (اخبار ہندے ماترم بحوالہ صحیفہ اقبال نمبر 2)

(مجلس ترقی ادب لاہور شمارہ جنوری فروری 1978 صفحہ 142)

علامہ اقبال نے نہ صرف خود خطاب وصول کیا بلکہ اپنے استاد مولانا سید میر حسن صاحب کی سفارش کر کے انہیں بھی'' شمس العلماء'' کا خطاب دلوایا۔

میرانی صاحب دیکھ لی آپ نے اقبال کی خوشامد اور انگریزی سرکار کی خدمت گذاری جس کے صلہ میں'' سر'' کے خطاب کے حقدار پائے گئے۔مگر مرزا صاحب کو کوئی جاگیر ملی نہ کوئی خطاب ملا۔جبکہ مرزا صاحب کے مخالفین نے انگریز سرکار سے جاگیریں پائیں اور خطاب پائے کیا اسی کو کہتے ہیں

اے طاہر لاہوتی اس رزق سے موت اچھی

جس رزق سے آتی ہو پرواز میں کوتاہی

مگر کیا جائے علامہ نے خود ہی اپنا حال بیان کر دیا۔

اقبال بڑا اپدیشک ہے من باتوں میں مولیتا ہے

گفتار کا غازی وہ تو بنا کردار کا غازی بن نہ سکا

علامہ اقبال کا انگریز سرکار سے 1901ء تا 1935ء تک رابطے اور تعلقات کا ریکارڈ شیخ عبدالماجد صاحب کی کتاب اقبال اور احمدیت کے صفحہ 112 تا 146 تفصیل سے درج ہے اگر وقت ملے تو اس کا مطالعہ کرلیں آپ پر یہ بات پوری طرح واضح ہوجائے گی۔

حضرت مرزا صاحب کی وفات

میرانی صاحب آپ نے حضرت مرزا صاحب کی وفات کو ہدف تنقید بنایا اور جھوٹ اور غلط طور پر لکھا ہے۔مجھے حضرت مرزا صاحب کی وفات اصل حقیقت نہیں جو آپ نے لکھی ہے۔کہ چشم دید گواہوں کی زبانی واقعات سننے کا موقعہ ملا ہے وہ آپ کی بیان کردہ بات کی تردید کرتے ہیں'' حضرت مرزا صاحب 25 مئی کو شام کو پیغام صلح کا مضمون لکھنے سے فارغ ہوئے۔وہ کوئی 11 بجے رات کا وقت ہوگا آپ کو پاخانہ جانے کی حاجت محسوس ہوئی اور آپ اُٹھ کر رفع حاجت کیلئے تشریف لے گئے آپ کو اکثر اسہال کی تکلیف ہوجایا کرتی تھی۔آپ نے کمزوری محسوس کی۔اتنے میں آپ کو پھر حاجت ہوئی اور آپ رفع حاجت کیلئے گئے اور جب واپس آئے تو اس دفعہ اس قدر ضعف تھے کہ آپ چارپائی پر لیٹتے

ہوئے اپنے جسم کو سہار نہیں سکے اور قریباً بے سہارا ہو کر چار پائی پر گر گئے ...... صبح کی نماز کا وقت ہوا تو اس وقت خاکسار مولف بھی پاس کھڑا تھا نحیف آواز میں دریافت فرمایا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے ایک خادم نے عرض کیا حضور ہو گیا ہے اس پر آپ نے بستر کے ساتھ دونوں ہاتھ تیمّم کے رنگ میں چھو کر لیٹے لیٹے ہی نماز کی نیت باندھی مگر اسی دوران بے ہوشی کی حالت ہو گئی جب ذرا ہوش آیا تو پھر پوچھا کیا نماز کا وقت ہو گیا ہے عرض کیا گیا ہاں حضور ہو گیا ہے پھر دوبارہ نیت باندھی اور لیٹے لیٹے نماز ادا کی اس کے بعد نیم بے ہوشی کی کیفیت طاری رہی مگر جب کبھی ہوش آتا تھا وہی الفاظ ''اللہ میرے پیارے اللہ'' سنائی دیتے تھے ۔اور ضعف بڑھتا جاتا تھا۔ آخر 10 بجے کے قریب نزع کی حالت پیدا ہو گئی اور یقین کر لیا گیا کہ اب بظاہر حالات بچنے کی کوئی صورت نہیں ...... آخر ساڑے دس بجے کے قریب حضرت مسیح موعود نے ایک دو لمبے لمبے سانس لئے اور آپ کی روح قفس عنصری سے پرواز کر گئی۔

(سلسلہ احمدیہ صفحہ 181-183 از صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب ایم۔اے)

میرانی صاحب یہ تھی حضرت مرزا صاحب کی وفات کی کیفیت مگر آپ جیسے اولھبوں نے ایک شورش برپا کر دی کہ مرزا صاحب کی وفات ہیضہ سے ہوئی ہے ان کا مقصد یہ تھا کہ مرزا صاحب کی لاش کو احمدی قادیان نہ جا سکیں گے اور لاہور میں دفن نہ ہونے کا دیں گے نعوذ باللہ یہ تھے ان مخالفوں کے ارادے۔ کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج اور میو ہسپتال کے ایم ایس کرنل سدر لینڈ آپ کے معالج تھے۔ اسلئے انہوں نے آپ کی وفات کا سرٹیفکیٹ جاری کر دیا۔ جب نعش اسٹیشن پر لے جائی گئی تو ریلوے حکام نے آپ کی ہیضہ سے وفات کا اظہار کیا۔ جس پر ڈاکٹر مرزا یعقوب صاحب نے کرنل سدر لینڈ کا سرٹیفکیٹ پیش کر دیا جس پر نعش کو بذریعہ ریل قادیان لے جانے کی اجازت مل گئی یوں مخالفین کے سب منصوبے اللہ تعالیٰ نے ناکام کر دیے

ہو گئے بے کار حیلے جب آئی وہ بلا ساری تدبیروں کا خاک اڑ گیا بن کے غبار

میرانی صاحب 12 دسمبر 2003ء کے اخبارات میں ایک دینی جماعت کے سربراہ کی وفات کا ذکر ہے ذرا اس کا مطالعہ فرما لیں اتنا ہی کافی ہے۔

میرانی صاحب خاکسار پہلے بھی کئی بار عرض کر چکا ہے کہ آپ نہ دین سے واقف ہیں نہ دنیا سے۔ نہ قرآن مجید اور تاریخ انبیاء سے آگاہ ہیں اور نہ تاریخ پاک و ہند سے جو نہی ٹامک ٹوئیاں مارنے میں لگے ہوئے ہیں آپ کی تاریخ دانی کا حال تو اس دیہاتی ملاں جیسا ہے کہ جس نے لوگوں کو روزانہ کی تاریخ بتانے کے لئے ایک گھڑ رکھا ہوا تھا۔ اس میں سے گٹھلیاں گن گن کر لوگوں کو تاریخ بتایا کرتا تھا۔ ایک دن شرارتی لڑکے نے اس میں بہت سی گٹھلیاں ڈال دیں اتفاق سے ایک شخص تاریخ پوچھنے آ گیا ملاں جی آج کیا تاریخ ہے ملاں صاحب اندر گئے اور گٹھلیاں گننے بیٹھ گئے گنتے گنتے تھک گئے تو آ کر بتانے لگے آج 56 ویں تاریخ ہے یہی حال میرانی صاحب آپ کا ہے۔ اٹکل پچو لگا کر باتیں لکھتے ہیں جن کا وجود ہی کوئی نہیں ہوتا۔

برصغیر کے مسلم زعماء اور انگریز

اگر آپ پاک و ہند کی تاریخ سے واقف ہوتے تو آپ کو معلوم ہوتا سر سید سے لے کر اقبال اور ظفر علی تک سب انگریز کے وفادار تھے۔ سرکار برطانیہ کے اطاعت گزار تھے ۔انجمن حمایت اسلام دار الندوہ اور دیو بند اہل حدیث، اہل تشیع، بریلوی وغیرہ سارے انگریز سے اظہار وفادار کرتے رہتے تھے۔ دونوں سیاسی جماعتیں کانگریس اور مسلم لیگ بھی انگریز سے اظہار وفاداری ہر اجلاس میں کرتی تھیں اگر نہیں پتہ تو تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں۔

اخبار نوائے وقت میں پروفیسر فتح محمد ملک صاحب جو کبھی اقبال چیئر پر فائز رہے ہیں۔ آجکل اسلامی یونیورسٹی کے منسلک ہیں اپنے حالیہ مضمون ''اہم ترین تاریخی حقائق سے چشم پوشی'' میں لکھتے ہیں

''ایسے میں قدرتی طور پر مسلمان زعماء نے برصغیر کے مسلمانوں کے اس لاوے میں جل کر راکھ ہو جانے کے امکانات کا گہرا تجزیہ کیا اور اس تجزیے سے برآمد ہونے والی سچائی کی تلاش میں انگریز حکومت کے دروازے پر دستک دی۔ انگریز حکومت اور شملہ وفد میں شامل مسلمان زعماء کے درمیان موجود خیر سگالی کے جذبات کے زیر اثر اس کی معروضات پر برطانوی حکومت نے انصاف کی نظر ڈالی بیشتر مطالبات منظور ہوئے اور اور یوں بعد ازاں اسی وفد کے اراکین نے مسلمان کی سیاسی تنظیم کا فرض سنبھالا۔

آل انڈیا مسلم لیگ کے دور اول کی اس قیادت نے برطانوی ہند کے مسلمانوں کے حقوق کے تحفظ اور توسیع میں شاندار تاریخی خدمات سرانجام دیں ان زعماء نے یہ کارنامہ تصادم کی نہیں بلکہ تعاون کی حکمت عملی کی بدولت سرانجام دیا تھا۔

شملہ وفد میں شریک مسلم لیگ پر طنز کیا گیا ہے کہ وہ حکومت وقت کے پسندیدہ زعماء تھے طنز کرنے والوں کو یہ حقیقت بھی پیش نظر رکھنی چاہیے کہ انڈین نیشنل کانگریس کی بنیاد برطانوی افسر شاہی کے ایک کارندے نے رکھی تھی اور کانگریس کے افتتاحی اجلاس میں برطانوی سرکار سے غیر مشروط وفاداری کی جرات مندانہ قرارداد منظور کی گئی تھی۔

اس ناگزیر نتیجے پر پہنچنا قرین انصاف ہے کہ انڈین نیشنل کانگریس اور آل انڈیا مسلم لیگ ہر دو سیاسی جماعتوں کے بانیان وہی زعماء ہو سکتے تھے جنہیں حکومت وقت اپنا دشمن سمجھنے کی بجائے اپنا دوست اور رہنما سمجھتی تھی۔''

(روزنامہ نوائے وقت۔ 7 جنوری 2010)

میرانی صاحب آیا کچھ سمجھ شریف میں۔ یا بلا سوچے سمجھے اپنا قلم چلاتے جائیں گے۔

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

• ....محمد نواز میرانی کے نام

جناب میرانی صاحب

آپ حضرت مرزا صاحب کی ملکہ وکٹوریہ کی تعریف کا بار بار تذکرہ کر رہے ہیں جس کی وجہ تحریر کی جا چکی ہے کہ سکھا شاہی کے دور کے بعد انگریز نے امن کا قائم کیا اور مسلمانوں کو مکمل مذہبی آزادی عطا کی مساجد جو گوردواروں کی شکل اختیار کی جا چکی تھیں سکھ افواج قابض تھیں ان کو واگذار کیا گیا لاہور کی بادشاہی مسجد کی مثال آپ کے سامنے ہے جو سکھ افواج کے گھوڑوں کا اصطبل بنی ہوئی تھی۔ انگریز نے اس کی حیثیت بحال کی۔ اسی بنا پر حضرت مرزا صاحب نے انگریز حکومت کی تعریف کی ہے۔

خدا کے مامورین نیکی کا جواب احسان سے دیتے ہیں ایک دفعہ کفار مکہ کے بچے آنحضرت ﷺ کے پیچھے لگے ہوئے تھے آپ ان سے بچنے کے لئے ابوسفیان کے گھر میں پناہ لینے پر مجبور ہو گئے تھے فتح مکہ کے موقع پر آنحضرت ﷺ نے کفار مکہ کے لئے پناہ کے لئے جن مقامات کا اعلان فرمایا ان میں ابوسفیان کا گھر بھی تھا آپؐ نے فرمایا جو ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے گا اس کو کچھ نہیں کہا جائے گا دیکھ لیا ایک معمولی سی نیکی کا بدلہ آنحضرت ﷺ نے کس قدر بڑھا کر دیا۔

خدا کے مامورین امن اور سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں

میرانی صاحب خدا تعالیٰ کے مامور امن اور سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں وہ امن کو قائم کرتے ہیں امن اور بھائی چارہ کی تعلیم دیتے ہیں وہ دلوں کو جوڑتے ہیں بنی نوع انسان کے لئے ہمدردی پیدا کرتے ہیں آپ انبیاء کی تاریخ اٹھا کر دیکھ لیں کسی مامور من اللہ نے بغاوت اور سرکشی کا رستہ اختیار کیا ہو۔ کیا حضرت نوح علیہ السلام نے فتنہ فساد پیدا کیا تھا ان کے مخالفین نے آپ کا تمسخر اڑایا تھا جس کی بناء پر آخر طوفان نے ان کا خاتمہ کر دیا اور حضرت نوحؑ کی کشتی آپ اور آپ کے ساتھیوں کو لیکر خشکی پر جا لگی۔ تاکہ امن کے دور کا آغاز کیا جا سکے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے نمرود کو پیغام حق پہنچایا مگر نرمی، متانت کے ساتھ اور دلائل کے ساتھ۔ سرکشی اختیار نہیں کی۔ حضرت لوطؑ اور حضرت شعیب نے بھی اپنی قوم کو نرمی سے پیغام حق پہنچایا۔ اور اپنی اپنی اقوام کے معاشرتی قوانین کی پابندی کی۔ معاشرے کے امن کو سبوتاژ نہیں کیا۔ بلکہ اپنے اپنے معاشرے کے بہترین فرد شمار کئے گئے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام جن کی تربیت فرعون کے محل میں ہوئی تھی ان کی طبیعت میں سختی اور جوش تھا۔ مگر جب فرعون کو پیغام حق پہنچانے کی بات ہوئی تو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کو نرم زبان استعمال کرنے کی تاکید فرمائی۔ حضرت یوسف علیہ السلام تو خود عزیز مصر کے ملازم تھے ان کی سرکشی اور بغاوت کا تصور ہی نہیں کیا جا سکتا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر یہی الزام تھا کہ یہ اپنے آپ کو بادشاہ سمجھتا ہے اور باغی ہے مگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا قیصر کا قیصر کو دو اور خدا کا خدا کو دو۔ یعنی ٹیکس اور حکومت کے قوانین کی پابندی کرو اور دین کے معاملے میں خدا تعالیٰ کے احکام کی پیروی کرو۔ باوجود سب وجور وستم برداشت کئے۔ مگر قانون کو ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی۔ کیونکہ ان کو اس کی تعلیم ہی نہیں دی گئی تھی۔

آنحضرت ﷺ کا اسوہ حسنہ

یہی حال ہمارے آقا مولا حضرت محمد مصطفٰے ﷺ کا تھا آپ 13 سال تک مکہ میں رہے اور کفار مکہ کے مظالم اور ظلم وستم کا شکار بنائے گئے جسمانی اذیتیں دی گئی آپ کو مارنے کی کوشش کی گئی آپ کے گلے میں چادر ڈال کر گلہ گھوٹنے کی کوشش کی گئی اونٹ کی وزنی اُجری آپ کے اوپر رکھ دی گئی۔ جب آپ طائف کے تکلیف از ما سفر سے واپس تشریف لائے تو از خود شہر مکہ میں داخل نہیں ہو سکتے تھے آپؐ نے دستور کے مطابق مکہ کی حد پر آ کر ایک سردار کو پناہ کیلئے پیغام بھجوایا اُس نے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر دوسرے سردار کو پیغام بھجوایا وہ بھی خاموش رہا۔ آخر آپؐ نے تیسرے سردار مطعم بن عدی کو پیغام بھجوایا وہ اپنے بیٹوں کو ساتھ لے کر باہر آیا اور آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ لیکر خانہ کعبہ میں آیا اور پناہ کا اعلان کیا۔ آنحضرت ﷺ نے پناہ کے سلسلہ میں تمام قوانین کی پابندی فرمائی یہ ہے آنحضرت ﷺ کا ایک دشمن معاشرے کے قوانین کی پابندی کا ردعمل۔

یہ سارے حربے دشمنان اسلام نے اختیار کئے نہ صرف آپ پر ظلم ہوئے بلکہ آپ کے ماننے والوں کو بھی مظالم کے سخت ترین دور میں سے گذرنا پڑا۔ مگر انہوں نے خاموشی سے صبر وتحمل کرتے ہوئے ان مظالم کو برداشت کیا۔ قانون کو اپنے ہاتھ میں لینے کی کوشش نہیں کی۔ غرضیکہ مامورین امن اور سلامتی کے شہزادے ہوتے ہیں۔ اور وہ امن اور سلامتی کی تعلیم دیتے ہیں فتنہ فساد ان کا شیوا نہیں ہوتا۔ بلکہ ان کے مخالفین کا طرز عمل ہوتا ہے جس سے سلیم الفطرت لوگ پہنچان جاتے ہیں کہ کون سچا ہے اور کون جھوٹا۔ سچے کو خدا تعالیٰ کی تائید ونصرت حاصل ہوتی ہے جبکہ مخالفین اپنی ساری کوششوں کے باوجود اس کو مٹانے میں نہ صرف ناکام ہوتے نظر آتے ہیں بلکہ ان کے اندر کی آگ جو نار ابولہبی کی صورت میں ان کو اندر اندر سے جھلسا رہی ہوتی ہے جس کا وہ دن بدن شدت سے شکار ہو رہے ہیں اپنے مظالم میں بڑھا دیتے ہیں اللہ تعالیٰ ان کو ڈھیل دے رہا ہوتا ہے کہ ان کے دلوں میں کوئی حسرت نہ رہے یہی صورتحال آج نظر آ رہی ہے احمدیت کے مخالفین ایک سو بیس سال سے اس کمزور اور حقیر غریب جماعت کو ختم کرنے کے درپہ ہے مگر باوجود عددی برتری مال ودولت کی فوقیت کے یہ جماعت دن بدن ترقی کرتی جا رہی ہے جماعت احمدیہ کے دشمن ہمیشہ ناکام ہوں گے یہ بھی خدائی تقدیروں میں سے ایک تقدیر ہے نار الٰہی ناکام ونامراد ہو گی اور نور مصطفوی ہی سے تمام دنیا منور ہو گی کوئی نہیں جو اس کو ناکام کر سکے۔

میرانی صاحب آپ اپنا طرز عمل سے فیصلہ کر سکتے ہیں کیا آپ کا رویہ طرز عمل زبان، تحریر کیا آنحضرت ﷺ اور صحابہؓ کے طرز عمل کے مطابق ہے یا کفار مکہ کے طرز عمل کی تائید کر رہے ہیں

ذیل میں احمدیت کی کامیابی اور دن بدن ترقی کے سلسلے میں بعض مخالفین احمدیت کے تبصرے درج کئے جا رہے ہیں۔

مولانا عبدالرحیم اشرف مدیر ہفت روزہ المنیر لائلپور (فیصل آباد) نے 1953ء کے احمدیہ مخالف تحریک کے بعد لکھا

ہمارے بعض واجب الاحترام بزرگوں نے اپنی تمام تر صلاحیتوں سے قادیانیت کا مقابلہ کیا لیکن یہ حقیقت سب کے سامنے ہے کہ قادیانی جماعت پہلے سے زیادہ مستحکم اور وسیع ہوتی گئی۔ مرزا صاحب کے بالمقابل جن لوگوں نے کام کیا ان میں سے اکثر تقویٰ تعلق باللہ دیانت خلوص قلم اور اثر کے اعتبار سے پہاڑوں جیسی شخصیتیں رکھتے تھے۔ سید نذیر حسین صاحب دہلوی۔ مولانا انور شاہ صاحب دیو بندی۔ مولانا قاضی سید سلیمان ......، مولانا محمد حسین صاحب بٹالوی۔ عبدالجبار غزنوی، مولانا ثناء اللہ امرتسری اور دوسرے اکابر...... کے بارے میں ہمارا حسن ظن یہی ہے کہ یہ بزرگ قادیانیت کی مخالفت میں مخلص تھے اور ان کا اثر ورسوخ اتنا زیادہ تھا کہ مسلمانوں میں بہت کم ایسے اشخاص ہوئے ہیں۔ جو ان کے ہم پایہ ہوں۔

اگرچہ یہ الفاظ سننے اور پڑھنے والوں کے لئے تکلیف دہ ہوں گے اور قادیانی اخبارات ورسائل بھی چند دن اپنی تائید میں پیش کر کے خوش ہوتے رہیں گے لیکن ہم اس کے باوجود اس تلخ نوائی پر مجبور ہیں کہ ان اکابر کی تمام کوششوں کے باوجود قادیانی جماعت میں اضافہ ہوا متحدہ ہندوستان میں قادیانی بڑھتے رہے اور تقسیم کے بعد اس گروہ نے پاکستان میں نہ صرف پاؤں جمائے بلکہ جہاں ان کی تعداد میں اضافہ ہوا ہے وہاں ان کے کام کا یہ حال ہے کہ ایک طرف تو روس اور امریکہ سے سرکاری سطح پر آنے والے سائنسدان ربوہ آتے ہیں اور دوسری جانب 1953ء کے عظیم تر ہنگامہ کے باوجود قادیانی جماعت اس کوشش میں ہے کہ اس کا 57-1956 کا بجٹ پچیس لاکھ روپیہ کا ہو جائے (المنیر 23 فروری 1956)

جماعت احمدیہ کے کارنامے

قادیانیت میں نفع رسانی کے باوجود جو جوہر موجود ہیں ان میں اولیں اہمیت اس جدوجہد کو حاصل ہے جو اسلام کے نام پر وہ غیر مسلم ممالک میں جاری رکھے ہوئے ہیں۔ یہ لوگ قرآن مجید کو غیر ملکی زبانوں میں پیش کرتے ہیں تثلیث کو باطل ثابت کرتے ہیں سید المرسلین کی سیرت طیبہ کو پیش کرتے ہیں ان ممالک میں مساجد بنواتے ہیں اور جہاں کہیں ممکن ہوا اسلام کو امن وسلامتی کے مذہب کی حیثیت سے پیش کرتے ہیں (المنیر 2 مارچ 1956 صفحہ 10)

جھوٹا مدعی پھلتا پھولتا نہیں

اسی سلسلہ میں مولانا ثناء اللہ امرتسری لکھتے ہیں

الف: نظام عالم میں جہاں اور قوانین خداوندی ہیں یہ بھی ہے کہ کاذب مدعی نبوت کی ترقی نہیں ہوا کرتی۔ بلکہ وہ جان سے مارا جاتا ہے

ب: یہ دعویٰ نبوت کاذبہ مثل زہر کے ہیں جو کوئی کھائے گا ہلاک ہوگا۔

ج: واقعات گذشتہ سے بھی اس امر کا ثبوت پہنچتا ہے کہ خدا نے کبھی کسی جھوٹے نبی کو سرسبزی نہیں دکھائی یہی وجہ ہے کہ دنیا میں باوجود غیر متناہی مذہب ہونے کے جھوٹے نبی کی امت کا ثبوت مخالف بھی نہیں بتا سکتے۔

مسلمہ کذاب اور عبیداللہ عیسیٰ کے واقعات تاریخ دانوں سے پوشیدہ نہیں کہ کسی طرح ان دونوں کے اپنے اپنے زمانہ میں حضور اقدس فداہ روحی کا جلال دیکھ کر دعوے نبوت کئے گئے اور کیسے کیسے خدا پر جھوٹ باندھے لیکن آخر کار خدا کے زبردست قانون کے نیچے آکر کچلے گئے اور کس ذلت اور رسوائی سے مارے گئے کہ کسی کو گمان بھی نہ ہوتا تھا حالانکہ تھوڑے دنوں میں بہت کچھ ترقی کر چکے تھے مگر تا بکے۔ (مقدمہ تفسیر ثنائی صفحہ 17 حاشیہ صفحہ 17)

مولانا ثناء اللہ امرتسری کی اس تحریر کو بنیاد بناتے ہوئے مولانا عبدالرحیم اشرف لکھتے ہیں۔

''ہمیں غور کرنا چاہیے کہ اس سانحہ کی وجوہ کیا ہیں کہ امت کے اندر ایک شخص اٹھتا ہے وہ غیر مبہم الفاظ میں اپنے آپکو'' نبی اللہ'' کہتا ہے امت کے علماء کامل اجماع کے ساتھ اسے ملت اسلامیہ سے خارج کر دیتے ہیں بعض پارٹیوں کا وجود باقی ہی اس لئے ہے کہ وہ خانہ ساز نبوت کے کاروبار کو ہدف مخالف بنائے ہوئے ہیں

لیکن بایں ہمہ مدعی نبوت کاذبہ کا سلسلہ قائم ہے اور اس میں استحکام پیدا ہوتا چلا جارہا ہے آخر اس کی کیا وجود ہے؟ کیا ہماری کوششوں کا کوئی پہلو ایسا تو نہیں کہ اس کوئی نقص ہو یا ہم نے جو انداز مخالفت اختیار کیا ہے کہیں اس میں کوئی ایسی خرابی تو نہیں کہ نتیجہ الٹ برآمد ہورہا ہے۔'' (المنیر لائل پور 24۔اپریل 1956ء)

تحریک ختم نبوت والوں کے ہتھیار

مدیر المنیر نہایت سنجیدگی سے لکھتے ہیں

استہزا اشتعال انگیزی یا وہ گوئی بے سرو پا لفاظی اس مقدس نام کے ذریعہ مالی غبن لادینی سیاست کے داؤ پھیر خلوص سے محروم اظہار جذبات مثبت اخلاق فاصلہ سے تہی کردار نا خدا ترسی ہے بھرپور مخالفت کسی بھی غلط تحریک کو ختم نہیں کر سکتی۔ اور ملت اسلامیہ پاکستان کی ایک اہم محرومی یہ ہے کہ مجلس احرار اور تحفظ ختم نبوت کے نام سے جو کچھ کہا گیا ہے اس کا اکثر و بیشتر حصہ انہی عنوانات کی تفصیل ہے۔ (المنیر لائل پور 6 جولائی 1956ء)

احراری جماعت اسلامی کی نگاہ میں

''رہے احراری تو ہم اب اس نتیجے پر پہنچ چکے ہیں کہ اس بےنصیب گروہ نے تحفظ ختم نبوت کے نعرہ کو اپنے سیاسی کردار کی طرح یکا دُمال بنا رکھا ہے ان لوگوں کی اکثریت کو نہ خدا کا خوف ہے نہ خلق کی شرم۔ نہ یہ پیغمبر کی نگاہ خشمگیں سے ڈرتے ہیں اور نہ انہیں جلال کبریائی سے کوئی خطرہ محسوس ہوتا ہے......

اور پھر احراری وہی حضرات ہیں جنہوں نے مارشل لاء کے دوران مخلص نوجوان مسلمانوں کو کرفیو اور دفعہ 144 کی مخالفت پر اکسا کر مسجدوں سے سر پر کفن بندھوا کر باہر نکالا اور ان کی لاشوں کو فوج کی گولیوں سے تڑپتا دیکھ کر یہ کہا کہ

''جس تحریک کو خون سے نہ سینچا جائے وہ تحریک کبھی عوامی تحریک بن نہیں سکتی''

لیکن جب علمبرداران حریت کو چند ہفتے کیلئے جیلوں میں جہاں انہیں بی کلاس میں تین چھٹانک گوشت، ایک چھٹانک گھی چھ، چھٹانک دودھ، چھ چھٹانک آٹا اور تیسرے دن فروٹ کھانے کیلئے ملتے تھے رہنا پڑا تو ان کی اکثریت نے سینکڑوں مرتبہ زبانی اور دسیوں دفعہ تحریری طور پر لکھ دیا کہ

ہم کبھی حکومت کے خلاف نہ تھے نہ ہم نے سول نافرمانی کی آج تک جائز سمجھا ہے اور نہ آئندہ کبھی بھی اسے جائز سمجھیں گے نیز یہ کہ ہم حکومت کے سچے وفادار ہیں اور ہم عہد کرتے ہیں کہ کسی سیاسی تحریک میں کبھی حصہ نہیں لیں گے آج یہ غازی جو ختم نبوت کا نعرہ لگا کر پھر میدان سیاست میں آنا چاہتے ہیں۔ (المنیر 6۔جولائی 1956ء)

1974ء پاکستان میں احمدیوں کے خلاف تحریک اٹھی تو اس وقت دلی سے چھپنے والے ایک ہفت روزہ نے ایسے ہی ایک گٹھ جوڑ کا انکشاف ان الفاظ میں کیا'' جدید اردو رپورٹر'' نے اپنی 20 دسمبر 1984ء اس کا ذکر کرتے ہوئے لکھا

آج سے دس سال قبل دہلی کے ہفت روزہ اخبار نئی دنیا نے مندرجہ ذیل انکشاف کیا چونکہ قادیانی (بالقول خود احمدی) تبلیغ یورپ اور افریقہ میں عیسائیت کا زور توڑنے میں لگے ہوئے ہیں اور مشنری ان کے مقابلہ میں ان کا (یعنی عیسائی مشنریوں کا۔ ناقل) بڑا ہاتھ ہے۔ عیسائی مشنری چاہتے ہیں کہ خود مسلمانوں کے ہاتھوں قادیانی فرقے کو اس قدر کمزور کر دیا جائے کہ ان میں عیسائیوں کا مقابلہ کرنے کی سکت نہ رہے۔ عیسائی مشنری اپنے سرمائے کے زور سے ہر قسم کے ہتھکنڈے استعمال کرتے ہیں اور مسلمانوں کو پتہ ہی نہیں چلتا کہ ان کے پیچھے سازش کا بارود بچھانے والا کون ہے۔ (نئی دنیا 26 جون 1974ء)

''یہ عجیب بات ہے کہ جماعت احمدیہ یورپ یا افریقہ میں جب کسی تبلیغ کا اہم کام سرانجام دے رہی ہوتی ہے تو پاکستان میں عیسائی دنیا خود مسلمانوں کے ہاتھوں میں جماعت احمدیہ خلاف کوئی ہنگامہ کروادیتی ہے۔

(روزنامہ جدید اردو رپورٹر بمبئی 20 دسمبر 1984ء شمارہ 22 جلد نمبر 5)

گذشتہ ایک سو سال سے جماعت احمدیہ کے بارے میں جو غلط پروپیگنڈہ عالم اسلام اور عالم عرب میں کیا جارہا ہے۔ جب سے MTA کے عربی چینل کا آغاز ہوا ہے جماعت احمدیہ کے بارے میں صحیح عقائد سے عربوں کو آگاہ کیا جانے لگا تو ان کی آنکھیں کھل گئی کہ ہم احمدیوں کو کیا سمجھے بیٹھے تھے اور یہی اسلام کی حقیقی تصویر پیش کر رہے ہیں عربوں میں بیداری پیدا ہونے لگی۔ MTA کے پروگرام سے بعض عربوں کو احمدیت قبول کرنے کی سعادت حاصل ہوئی چراغ سے چراغ جلنے لگے۔ حتی کہ سعودی حکومت میں ڈش انٹینا پر پابندی عائد کر دی پھر بھی عرب دنیا جہاں کے اچھے برے پروگرام دیکھتے ہیں ان کی MTA سے دلچسپی کم نہیں ہوئی۔ اس دوران مصر سے ایک عیسائی پادری نے مسلمانوں کو اسلام کے عقائد اور قرآن کے بارے میں مناظرہ کا چیلنج دے دیا۔ مسلمان علماء حتیٰ کہ جامع ازہر والے اس کے سامنے خاموش تھے صرف جماعت احمدیہ نے اس چیلنج کو نہ صرف قبول کیا بلکہ کئی ماہ تک اسلام کی صداقت قرآن مجید کی ابدی شریعت اور آنحضرت ﷺ دنیا کے نجات دہندہ ہیں کی صداقت کو ثابت کیا اس پروگرام کو عالم عرب میں بڑی دلچسپی اور تحسین کی نظروں سے دیکھا جانے لگا۔ کم تعلیم یافتہ عرب بھی ٹیلی فون کرکے اس پروگرام میں شامل ہونے لگے۔ یہ صورت حال عالم عرب میں پیدا ہو رہی ہے جس کے نتائج اگلے چند برسوں میں نکلنے والے ہیں جس سے میرانی صاحب جیسے ابولہب سخت پریشان ہیں۔ نار الٰہی کو بھڑکا کر اپنے مذموم مقاصد کے لئے اشتعال اور فساد کو بڑھانا چاہتے ہیں۔ جس میں ''نوائے وقت'' حسب عادت بڑھ چڑھ کر حصہ لے رہا ہے۔ 1974ء کے فسادات میں بھی ان کو حصہ رسدی ملا تھا۔ اب بھی شاید یہ ٹھیکہ ''نوائے وقت'' کو ملا ہے جو جماعت احمدیہ کے خلاف خبروں کو بڑھا چڑھا کر اشتعال پیدا کرنے کیلئے کوشاں ہے یہ ایک حقیقت ہے جب ہی جماعت احمدیہ دعوت الی اللہ اور اشاعت دین کی مہم سے مصروف ہوتی ہے تو دشمنان اسلام پاکستان میں جماعت احمدیہ کی ٹانگ کھینچنے کی کوشش کرتے ہیں۔ 1974ء میں فسادات کا باعث جماعت احمدیہ کا افریقی ممالک میں میڈیکل اور تعلیم کا منصوبہ ''نصرت جہاں سکیم'' کے تحت کام شروع ہونے کا رد عمل تھا۔ جس کو نا کام کرنے کیلئے اسلام کے دشمنوں نے 1974ء کے فسادات برپا کئے۔ 1984ء میں یورپ میں اشاعت دین کا منصوبہ شروع ہوا تھا جس کو ضیاء الحق کے ذریعہ سبوتاژ کرنے کی ناکام کوشش کی گئی۔ اب عالم عرب میں احمدیت کے بارے میں غلط فہمیاں دور ہو رہی ہیں اس لئے پاکستان میں احمدیوں کے خلاف اشتعال پیدا کرنے کے منصوبے بنائے جارہے ہیں۔

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

جناب محمد نواز میرانی کے نام

جناب میرانی صاحب آپ نے نوائے وقت سنڈے میگزین 31 جنوری 2010ء کے صفحہ نمبر 13 پر یہ سرخی جمائی ہے ہے

''کوئی مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسلام کی تکذیب اور قرآن کی تحریف''

میرانی صاحب قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیا ہے

ہم نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں وہ اس کی حفاظت کے ٹھیکدار بن کر آئے ہیں جو کچھ منہ میں آتا ہے کہے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کا ایک شعشہ تک منسوخ نہیں ہوسکتا جبکہ آپ کے علماء قرآن مجید کی پانچ سے لیکر پانچ سو آیات کو منسوخ مانتے ہیں۔ میرے ایک ملنے والے محترم قاری محمد عاشق صاحب پہلے اہل حدیث تھے اور منسوخ کے قائل تھے انہوں نے کہیں سے سنا کہ جماعت احمدیہ قرآن مجید کی کسی آیت کو بھی منسوخ نہیں مانتی اس سے ان کو جماعت احمدیہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی جو بالآخر ان کی قبولیت احمدیت کا باعث بنی۔

تحریف تو بڑی بات ہے۔ جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر کی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جارہے ہیں دنیا کی 120 زبانوں سے زائد منتخب آیات کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ عربی ممالک میں بھی موجود ہے۔ پاکستان کی زبانوں اردو، پنجابی، سندھی، بلوچی، مکرانی، سرائیکی، پشتو زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم موجود ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں۔ ان کے متن کا موازنہ کرلیں کہاں تحریف کی گئی ہے'' ہاتھ کنگن آرسی کیا'' آپ مرد میدان بن کر سامنے آئیں اور قرآن مجید کے متن میں جہاں تحریف کی گئی ہے اس کو پیش کریں تب تو بات ہے انٹ شنٹ لکھے جانا اور غلط اور جھوٹے الزامات کی بھرمار کرنا کہاں کا انصاف ہے جہاں تک متراجم کا ذکر ہے قرآن مجید کے ہزاروں تراجم ہو چکے ہیں اگر ایک ترجمہ ہی وجہ ہے تو دیگر تراجم کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن مجید شائع کرنے والی مشہور تاج کمپنی نے دس تراجم پر مشتمل قرآن مجید کے پہلے پانچ پارے شائع کئے تھے جس سے آپ تراجم کا اندازہ کرسکتے ہیں۔

قرآن مجید کی شان اور آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبیین کے بارے میں حضرت مرزا صاحب کے اقتباسات سابقہ قسطوں میں دے چکا ہوں۔ میں نہ مانوں اس کا کیا علاج ہے۔ پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ ابولہب اور ابوجہل والا وطیرہ اختیار کیا ہے اور کیا کہوں۔ رہا میرانی صاحب کی بدزبانی گالیوں گندہ دہانی تو اس کا مقابلہ خاکسار کے بس کی بات نہیں یہ میدان ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کے مامورین کے مخالفین کے ہاتھ میں ہوتا رہا ہے اور وہ اس میدان میں بڑھ چڑھ قدم بڑھاتے ہیں مگر خدا کا ایک ہی ہاتھ ان کے سارے منصوبوں اور ارادوں کو ناکام ونامراد کرکے رکھ دیتا ہے خاکسار ایک قسط میں بیان کرچکا ہے کہ انبیاء کے مخالفین اپنے اپنے وقت پر ایک ہی قسم کے الزامات لگاتے رہے ہیں ساحر مجنون، کاہن، جادوگر، رمل اور علم جعفر جاننے والا یا پاگل وغیرہ کہہ کر انبیاء کے مشن کو ناکام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرانی صاحب نے اپنی قلم سے حضرت مرزا صاحب پر الزامات عائد کرکے ثابت کردیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب واقعی خدا تعالیٰ کے نور مصطفوی کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں اور مامور ہیں۔ اور میرانی نار ابولہبی کے ترجمان ہیں نہ کہ نور مصطفوی کے۔ کیونکہ نور مصطفوی سے فیض یاب ہونیوالے دل اور زبانیں تو پاک اور مصفی ہوتی ہیں غلط بیانی اور گندہ دہانی کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ آپ کا نمونہ تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ کفار مکہ نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر آہستہ آہستہ انہیں ناکام کرتی رہیں اور مکہ کی سعید فطرت روحیں ایک ایک کرکے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتی رہیں اس ایمان لانے میں کوئی انعام واکرام نہیں ملتا تھا تکالیف کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ کئی صحابہ اور صحابیات کی جانیں راہ حق میں قربان ہوگئیں جب کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ مگر کفار مکہ نے ان کا وہاں بھی پیچھا کیا اور کہا یہ ہمارے غلام وہاں سے بھاگ کر آپ کے پاس آگئے ہیں ان کو واپس کردو۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلوایا آپ بھی اپنا موقف بیان کریں تو حضرت جعفر طیار نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ اس پر کفار مکہ کے وفد کے سربراہ نے کہا کہ دیکھیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی توہین کررہے ہیں جس کو آپ خدا اور خدا کی ماں تسلیم کرتے ہیں

(جس طرح میرانی صاحب جیسے لوگ عامتہ الناس کو احمدیوں کے بارے میں خاتم النبیین کے منکر اور آنحضرت ﷺ کی نعوذ اللہ توہین کے نام پر مشتعل کرنے کا کام سنبھالے ہوئے ہیں)

تو شاہ حبشہ نے کہا کہ جو کچھ مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا ہے میں اس سے ایک تنکا کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ جس پر یہ کفار مکہ ناکام ونامراد ہوکر واپس آئے مگر اپنی کوششوں میں مسلسل لگے رہے آخر جب تکالیف اور کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب مسلمان ہجرت کرنے اپنا گھر بھار چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے تو ان ظالم کفار نے وہاں بھی مسلمانوں کو دم لینے نہ دیا۔ اور مدینہ پر چڑھائی کردی تب آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو ان کے مقابل پر تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔

میرانی صاحب خاکسار ایک بار پھر آپ کو قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ تاریخ انبیاء سے صاف نظر آتا ہے کہ ہر نبی وقت جو سچائی کا سب سے بڑا علمبردار صداقت کا سرچشمہ اور راستی کا دلدادہ ہوتا ہے مخالفین اسے جھوٹا فریبی مفتری اور کذاب قرار دیتے ہیں اس پر پھبتیاں کستے اور اسے دنیا میں بدترین وجود بتاتے ہیں حضرت صالحؑ کے مکذبین آپ کو کذاب اشیر (سورۃ القمر) قرار دیتے تھے پھر سب سے بڑے رسول حضرت خاتم النبیین ﷺ کے منکر آپ کو ساحر کذاب (سورۃ ص) کہتے رہے یہی حال موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سچائی کے معلم ہیں صداقت شعاری میں نمونہ حضرت مرزا صاحب کے والد ماجد کے خلاف مقدمات میں دشمن حضرت مرزا صاحب کی گواہی رکھوا دیتے تھے زمانہ کی نظروں میں اور دوست دشمن کے تجربہ میں آپ پورے راستباز اور سچے انسان تھے۔ اور سب اس بات کو تسلیم کرتے تھے۔ مگر یونہی آپ نے مسیحیت اور ماموریت کا دعویٰ فرمایا دنیا آپ کی دشمن ہوگئی کل تک جو لوگ آپ کو راست گفتاری میں یکتائے روزگار جانتے تھے آپ کی عیوب شماری میں لگ گئی۔ میرانی صاحب جیسے لوگ بھی بڑھ بڑھ کر حضرت مرزا صاحب پر وہی الزامات لگارہے ہیں جن الزامات کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ انبیاء کے مخالفین نے یہ الزامات انبیاء پر لگائے تھے

میرانی صاحب سنت اللہ اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیاء کو معبوث کرتا ہے تو ایک گروہ اپنی سیاہ باطنی کے باعث دنیا کی فضاء کو تاریک ترکرنے کے لئے ان سے برسرپیکار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ انعام میں فرماتا ہے کہ'' کہ ہر صادق نبی کے بالمقابل کچھ لوگ کھڑے ہوا کرتے ہیں جو ایک دوسرے کو جھوٹی اور فتنہ خیز باتیں بتلاتے ہیں فرمایا اگر خدا تعالیٰ کو جبر یہ ہدایت دینا مقصود ہوتا تو یہ معاملات اور مخالفت کبھی سر نہ اٹھاسکتی مگر ہمیں اختیاری ہدایت منظور ہے اس لئے اس امر کو نظر انداز کردو کہ وہ کیا کیا افتراء کرتے ہیں جس طرح آج یہ لوگ تمہارے خلاف لوگوں کو یہ باتیں کہہ کہہ کر برگشتہ

کرتے ہیں کہ نہ اس کے ساتھ کوئی فرشتے نظر آتے ہیں نہ کوئی مردوں کو زندہ کرکے دکھاتا ہے نہ کوئی نشان نظر آتا ہے سوائے دکانداری کے اور کچھ بھی نہیں اس طرح ہر ایک نبی سے سلوک ہوا ہے اور ہر ایک نبی کے متعلق شیطانی گروہ نے ایک دوسرے خوب سجا سجا کر یہی دھوکہ دینے والی اور ظاہری فریب اور دلفریب باتیں کہہ کر انہیں دھوکہ میں ڈالا

قرآن مجید کے اس عام قانون کے ماتحت ضرور تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھی اس طرح زخرف القول کی صورت میں جھوٹا پروپیگنڈہ ہوتا ہے اور مخالفین اس کو ایک دوسرے سے نقل کرتے اور اس سلسلہ افتراء پردازی کو حد تک پہنچا دیتے زمانہ شاہد ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد برحق ہے حضرت مرزا صاحب کے مخالف بالکل پہلے مکذبین کے دوش بدوش چل رہے ہیں آیات قرآنیہ مسیح وقت کی صداقت کا نعرہ لگا رہی ہیں۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید میں پکار رہی ہیں آسمان نے اس کے لئے شہادت دی سورج اور چاند اس کی تصدیق کی خاطر بے نور ہو گئے زمین باآواز بلند اس کی سچائی پر گواہی دے رہی ہے قوم کے حالات اس کا سچا ہونا اور بوقت آنا ظاہر کر رہے ہیں ایک 120 سال کا عرصہ گزر جانا اور کسی مدعی مسیح و مہدیت کا کھڑا نہ ہونا اس کی راستبازی پر زبردست برہان ہے

اگر آپ غور فرمادیں تو دنیا کے فرزند انبیاء سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا پڑیگا کہ اس دلگداز حقیقت کی تہ میں صرف ایک راز ہے اور وہ یہ کہ چونکہ منکرین خود جھوٹ، دھوکہ اور افتراء کے عادی ہوتے ہیں اس لئے وہ نبیوں پر بھی یہی بدگمانی کرتے ہیں

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

مرزا صاحب کے مخالفین اس لئے یہ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں رکھتے لیکن جن کو مانتے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں ان کے متعلق بھی ان کے ایسے ہی عقائد ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کا خیال ہے کہ انہوں نے تین مرتبہ کذب بیانی (ثلاث کذبات) کی ہے حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاء کے متعلق بھی کئی قسم کے مکروہ افعال کو تسلیم کرتے ہیں اب اگر یہ حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دیں تو جائے تعجب نہیں آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا دھوکہ باز۔ ساحر، مجنون، جادوگر، پاگل، وغیرہ کہیں تو نئی بات نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

''مجھ میں وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک دنیا سے ہزاروں کوس دور تر کھینچ کرلے گیا اب اگرچہ میں دنیا میں ہوں مگر دنیا میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا مجھے نہیں پہچانتی تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو بہت دور بہت بلند ہے اس کا پہنچانا مشکل ہے میں کبھی امید نہیں کرتا کہ دنیا مجھ سے محبت کرے کیونکہ دنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہیں کی مجھے اس سے خوشی ہے کہ مجھے گالیاں دی گئیں دجال کہا گیا کافر ٹھہرایا گیا کیونکہ سورۃ فاتحہ میں ایک مخفی پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح یہودی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو کافر اور دجال کہہ کر مغضوب علیھم بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بنیں گے۔''

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 414)

میرانی صاحب حضرت صاحب کا آخری اقتباس پیش کرکے اجازت چاہتا ہوں کیونکہ آپ کے مضمون میں سوائے گندہ دہانی اور گالیوں کی بھرمار کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ کسی مضمون میں کوئی قابل جواب امر دیکھا تو جواب دوں گا۔ ورنہ آپ جس میدان کے شہسوار ہیں اس کا مقابلہ خدا کے مامورین کے ماننے والے کر ہی نہیں سکتے۔ یہ سب دشنام گالیوں اور گندہ دہانی کا میدان آپ کو ہی مبارک ہو۔

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

دنیا مجھے نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت مجھ سے وفا کریگا اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے ملکر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کرلے......پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اس طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کریگا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کردو

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 49-50)

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

• ....جناب محمد نواز میرانی کے نام

جناب میرانی صاحب آپ نے نوائے وقت سنڈے میگزین 31 جنوری 2010ء کے صفحہ نمبر 13 پر یہ سرخی جمائی ہے ہے

''کوئی مسلمان ایسا سوچ بھی نہیں سکتا۔ اسلام کی تکذیب اور قرآن کی تحریف''

میرانی صاحب قرآن کی حفاظت کا ذمہ تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں لیا ہے

ہم نے ہی قرآن مجید نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں وہ اس کی حفاظت کے ٹھیکدار بن کر آئے ہیں جو کچھ منہ میں آتا ہے کہے جاتے ہیں۔ جماعت احمدیہ کا بھی یہ عقیدہ ہے کہ قرآن مجید کا ایک شُعشہ تک منسوخ نہیں ہوسکتا جبکہ آپ کے علماء قرآن مجید کی پانچ سے لیکر پانچ سو آیات کو منسوخ مانتے ہیں۔ میرے ایک ملنے والے محترم قاری محمد عاشق صاحب پہلے اہل حدیث تھے اور منسوخ کے قائل تھے انہوں نے کہیں سے سنا کہ جماعت احمدیہ قرآن مجید کی کسی آیت کو بھی منسوخ نہیں مانتی اس سے ان کو جماعت احمدیہ کی طرف توجہ پیدا ہوئی جو بالآخر ان کی قبولیت احمدیت کا باعث بنی۔

تحریف تو بڑی بات ہے جماعت احمدیہ کی طرف سے دنیا بھر کی زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم شائع کئے جا رہے ہیں دنیا کی 120 زبانوں سے زائد منتخب آیات کا ترجمہ شائع کیا گیا ہے جو لاکھوں کی تعداد میں شائع ہو چکا ہے۔ عربی ممالک میں بھی موجود ہے۔ پاکستان کی زبانوں اردو، پنجابی، سندھی، بلوچی، مکرانی، سرائیکی، پشتو زبانوں میں قرآن مجید کے تراجم موجود ہیں آپ ان کا مطالعہ کریں۔ ان کے متن کا موازنہ کرلیں کہاں تحریف کی گئی ہے ''ہاتھ کنگن آرسی کیا'' آپ مرد میدان بن کر سامنے آئیں اور قرآن مجید کے متن میں جہاں تحریف کی گئی ہے اس کو پیش کریں تب تو بات ہے انٹ چھنٹ لکھے جانا اور غلط اور چھوٹے الزامات کی بھر مار کرنا کہاں کا انصاف ہے جہاں تک متراجم کا ذکر ہے قرآن مجید کے ہزاروں تراجم ہو چکے ہیں اگر ایک ترجمہ ہی وجہ ہے تو دیگر تراجم کی کیا ضرورت تھی۔ قرآن مجید شائع کرنے والی مشہور تاج کمپنی نے دس تراجم پر مشتمل قرآن مجید کے پہلے پانچ پارے شائع کئے تھے جس سے آپ تراجم کا اندازہ کر سکتے ہیں۔

قرآن مجید کی شان اور آنحضرت ﷺ کے مقام خاتم النبین کے بارے میں حضرت مرزا صاحب کے اقتباسات سابقہ قسطوں میں دے چکا ہوں۔ میں نہ مانوں اس کا کیا علاج ہے۔ پھر یہی کہنا پڑتا ہے کہ ابولہب اور ابوجہل والا وطیرہ اختیار کیا ہے اور کیا کہوں۔ رہا میرانی صاحب کی بدزبانی گالیوں گندہ دہانی تو اس کا مقابلہ خاکسار کے بس کی بات نہیں یہ میدان ہمیشہ سے خدا تعالیٰ کے مامورین کے مخالفین کے ہاتھ میں ہوتا رہا ہے اور وہی اس میدان میں بڑھ چڑھ قدم بڑھاتے ہیں مگر خدا کا ایک ہی ہاتھ ان کے سارے منصوبوں اور ارادوں کو ناکام ونامراد کرکے رکھ دیتا ہے خاکسار ایک قسط میں بیان کر چکا ہے کہ انبیاء کے مخالفین اپنے اپنے وقت پر ایک ہی قسم کے الزامات لگاتے رہے ہیں ساحر مجنون، کاہن، جادوگر، رمل اور علم جعفر جاننے والا پاگل وغیرہ کہہ کر انبیاء کے مشن کو ناکام کرنے کی کوشش کرتے ہیں۔ میرانی صاحب نے اپنی قلم سے حضرت مرزا صاحب پر الزامات عائد کر کے ثابت کر دیا ہے کہ حضرت مرزا صاحب واقعی خدا تعالےٰ کے نور مصطفوی کو دنیا میں پھیلانے والے ہیں اور مامور ہیں۔ اور میرانی نار ابولہبی کے ترجمان ہیں نہ کہ نور مصطفوی کے۔ کیونکہ نور مصطفوی سے فیض یاب ہونیوالے دل اور زبانیں تو پاک اور مصفیٰ ہوتی ہیں غلط بیانی اور گندہ دہانی کا اس سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہوتا۔ آپ کا نمونہ تو ہم دیکھ رہے ہیں۔ کفار مکہ نے کیا کچھ نہیں کیا تھا۔ مگر خدا تعالیٰ کی تقدیر آہستہ آہستہ انہیں ناکام کرتی رہیں اور مکہ کی سعید فطرت روحیں ایک ایک کر کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان لاتی رہیں اس ایمان لانے میں کوئی انعام واکرام نہیں ملتا تھا تکالیف کا لامتناہی سلسلہ شروع ہو جاتا تھا۔ کئی صحابہ اور صحابیات کی جانیں راہ حق میں قربان ہوگئیں جب کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صحابہ کو ملک حبشہ کی طرف ہجرت کرنے کی اجازت دے دی۔ مگر کفار مکہ نے ان کا وہاں بھی پیچھا کیا اور کہا یہ ہمارے غلام وہاں سے بھاگ کر آپ کے پاس آگئے ہیں ان کو واپس کردو۔ حبشہ کے بادشاہ نجاشی نے مسلمانوں کو بلوایا آپ بھی اپنا موقف بیان کریں تو حضرت جعفر طیار نے سورۃ مریم کی ابتدائی آیات کی تلاوت فرمائی۔ اس پر کفار مکہ کے وفد کے سربراہ نے کہا کہ دیکھیں یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم کی توہین کر رہے ہیں جس کو آپ خدا اور خدا کی ماں تسلیم کرتے ہیں۔

(جس طرح میرانی صاحب جیسے لوگ عامۃ الناس کو احمدیوں کے بارے میں خاتم النبین کے منکر اور آنحضرت ﷺ کی نعوذ اللہ توہین کے نام پر مشتعل کرنے کا کام سنبھالے ہوئے ہیں)

تو شاہ حبشہ نے کہا کہ جو کچھ مسلمانوں نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت مریم علیہ السلام کے بارے میں بیان کیا ہے میں اس سے ایک تنکا کے برابر بھی زیادہ نہیں سمجھتا۔ جس پر یہ کفار مکہ ناکام ونامراد ہوکر واپس آئے مگر اپنی کوششوں میں مسلسل لگے رہے آخر جب تکالیف اور کفار مکہ کے مظالم حد سے بڑھ گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ﷺ کو ہجرت کرنے کی اجازت عطا فرمائی۔ جب مسلمان ہجرت کرنے اپنا گھر بھار چھوڑ کر مدینہ تشریف لے گئے تو ان ظالم کفار نے وہاں بھی مسلمانوں کو دم لینے نہ دیا۔ اور مدینہ پر چڑھائی کردی تب آنحضرت ﷺ اور صحابہ کو ان کے مقابل پر تلوار اٹھانے کی اجازت دی گئی۔

میرانی صاحب خاکسار ایک بار پھر آپ کو قرآن مجید کے مطالعہ کی طرف توجہ دلانا ضروری سمجھتا ہے کہ تاریخ انبیاء سے صاف نظر آتا ہے کہ ہر نبی وقت جو سچائی کا سب سے بڑا علمبردار صداقت کا سرچشمہ اور راستی کا دلدادہ ہوتا ہے مخالفین اسے جھوٹا فریبی مفتری اور کذاب قرار دیتے ہیں اس پر پھبتیاں کستے اور اسے دنیا میں بدترین وجود بتاتے ہیں حضرت صالح کے مکذبین آپ کو کذاب اشیر (سورۃ القمر) قرار دیتے تھے پھر سب سے بڑے رسول حضرت خاتم النبین ﷺ کے منکر آپ کو ساحر کذاب (سورۃ ص) کہتے رہے یہی حال موجودہ زمانہ میں حضرت مرزا صاحب سچائی کے معلم ہیں صداقت شعاری میں نمونہ حضرت مرزا صاحب کے والد ماجد کے خلاف مقدمات میں دشمن حضرت مرزا صاحب کی گواہی رکھواد یتے تھے زمانہ کی نظروں میں اور دوست دشمن کے تجربہ میں آپ پورے راستباز اور سچے انسان تھے۔ اور سب اس بات کو تسلیم کرتے تھے۔ مگر یونہی آپ نے مسیحیت اور ماموریت کا دعویٰ فرمایا دنیا آپ کی دشمن ہوگئی کل تک جو لوگ آپ کو راست گفتاری میں یکتائے روزگار جانتے تھے آپ کی عیوب شماری میں لگ گئی۔ میرانی صاحب جیسے لوگ بھی بڑھ بڑھ کر حضرت مرزا صاحب پر وہی الزامات لگا رہے ہیں جن الزامات کا ذکر قرآن مجید میں کیا ہے کہ انبیاء کے مخالفین نے یہ الزامات انبیاء پر لگائے تھے

میرانی صاحب سنت اللہ اسی طرح واقع ہوئی ہے کہ جب اللہ تعالیٰ انبیاء کو معبوث کرتا ہے تو ایک گروہ اپنی سیاہ باطنی کے باعث دنیا کی فضاء کو تاریک ترکرنے کے لئے ان سے برسرپیکار ہو جاتا ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید سورہ انعام میں فرماتا ہے کہ ''کہ ہر صادق نبی کے بالمقابل کچھ لوگ کھڑے ہوا کرتے ہیں جو ایک دوسرے کو جھوٹی اور فتنہ خیز باتیں بتلاتے ہیں فرمایا اگر خدا تعالیٰ کو جبریہ ہدایت دنیا مقصود ہوتا تو یہ معامات اور مخالفت کبھی سر نہ اٹھا سکتی مگر ہمیں اختیاری ہدایت منظور ہے اس لئے اس امر کو نظر انداز کردو کہ وہ

کیا کیا افتراء کرتے ہیں جس طرح آج یہ لوگ تمہارے خلاف لوگوں کو یہ باتیں کہہ کہہ کر برگشتہ کرتے ہیں کہ نہ اس کے ساتھ کوئی فرشتے نظر آتے ہیں نہ کوئی مردوں کو زندہ کر کے دکھاتا ہے نہ کوئی نشان نظر آتا ہے سوائے دکانداری کے اور کچھ بھی نہیں اس طرح ہر ایک نبی سے سلوک ہوا ہے اور ہر ایک نبی کے متعلق شیطانی گروہ نے ایک دوسرے خوب سجا سجا کر یہی دھوکہ دینے والی اور ظاہری فریب اور دلفریب باتیں کہہ کر انہیں دھوکہ میں ڈالا

قرآن مجید کے اس عام قانون کے ماتحت ضرور تھا کہ حضرت مرزا صاحب کے خلاف بھی اس طرح زخرف القول کی صورت میں جھوٹا پروپیگنڈہ ہوتا ہے اور مخالفین اس کو ایک دوسرے سے نقل کرتے اور اس سلسلہ افتراء پردازی کو حد تک پہنچا دیتے زمانہ شاہد ہے کہ خدا تعالیٰ کا ارشاد برحق ہے حضرت مرزا صاحب کے مخالف بالکل پہلے مکذبین کے دوش بدوش چل رہے ہیں آیات قرآنیہ مسیح وقت کی صداقت کا نعرہ لگا رہی ہیں ۔ احادیث صحیحہ اس کی تائید میں پکار رہی ہیں آسمان نے اس کے لئے شہادت دی سورج اور چاند اس کی تصدیق کی خاطر بے نور ہو گئے زمین با آواز بلند اس کی سچائی پر گواہی دے رہی ہے قوم کے حالات اس کا سچا ہونا اور بوقت آنا ظاہر کر رہے ہیں ایک 120 سال کا عرصہ گزر جانا اور کسی مدعی مسیح ومہدیت کا کھڑا نہ ہونا اس کی راستبازی پر زبردست برہان ہے

• اگر آپ غور فرمائیں تو دنیا کے فرزند انبیاء سے ایسا سلوک کیوں کرتے ہیں تو آپ کو اقرار کرنا پڑیگا کہ اس دلگداز حقیقت کی تہ میں صرف ایک راز ہے اور وہ یہ کہ چونکہ منکرین خود جھوٹ دھوکہ اور افتراء کے عادی ہوتے ہیں اس لئے وہ نبیوں پر بھی یہی بدگمانی کرتے ہیں

یہ تو ہے سب شکل ان کی ہم تو ہیں آئینہ دار

مرزا صاحب کے مخالفین اس لئے یہ سلوک روا رکھے ہوئے ہیں کہ وہ حضرت مرزا صاحب پر ایمان نہیں رکھتے لیکن جن کو ماننے کا وہ دعویٰ کرتے ہیں ان کے متعلق بھی ان کے ایسے ہی عقائد ہیں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے متعلق ان کا خیال ہے کہ انہوں نے تین مرتبہ کذب بیانی (ثلاث کذبات) کی ہے حضرت داؤدؑ، حضرت سلیمانؑ، حضرت یوسفؑ حضرت موسیٰؑ اور دیگر انبیاء کے متعلق بھی کئی قسم کے مکروہ افعال کو تسلیم کرتے ہیں اب اگر یہ حضرت مرزا صاحب کو گالیاں دیں تو جائے تعجب نہیں آپ کو نعوذ باللہ جھوٹا دھوکہ باز۔ ساحر، مجنون، جادوگر، پاگل، وغیرہ کہیں تو نئی بات نہیں ہے یہی وجہ ہے کہ حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

"مجھ میں وہ یقین اور بصیرت اور معرفت کا نور پیدا کیا جو مجھے اس تاریک دنیا سے ہزاروں کوس دور تر کھینچ کر لے گیا اب اگر [illegible] دنیا میں ہوں مگر دنیا میں سے نہیں ہوں۔ اگر دنیا مجھے نہیں پہچانتی تو کچھ تعجب نہیں کیونکہ ہر ایک چیز جو بہت دور بہت بلند ہے اس کا پہنچانا مشکل ہے میں کبھی امید نہیں کرتا کہ دنیا مجھ سے محبت کرے کیونکہ دنیا نے کبھی کسی راستباز سے محبت نہیں کی مجھے اس سے خوشی ہے کہ مجھے گالیاں دی گئیں دجال کہا گیا کافر ٹھہرایا گیا کیونکہ سورۃ فاتحہ میں ایک مخفی پیشگوئی موجود ہے اور وہ یہ کہ جس طرح یہودی لوگ حضرت عیسیٰؑ کو کافر اور دجال کہہ کر مغضوب علیھم بن گئے بعض مسلمان بھی ایسے ہی بنیں گے۔"

(نزول المسیح روحانی خزائن جلد نمبر 18 صفحہ 414)

میرانی صاحب حضرت صاحب کا آخری اقتباس پیش کر کے اجازت چاہتا ہوں کیونکہ آپ کے مضمون میں سوائے گندہ دہانی اور گالیوں کی بھرمار کے اور کچھ نہیں ہوتا۔ کسی مضمون میں کوئی قابل جواب امر دیکھا تو جواب دوں گا۔ ورنہ آپ جس میدان کے شہسوار ہیں اس کا مقابلہ خدا کے مامورین کے ماننے والے کر ہی نہیں سکتے۔ یہ سب شتم گالیوں اور گندہ دہانی کا میدان آپ کو ہی مبارک ہو۔

غزل

ہمارے حال کی جا کر نہیں خبر تو کریں
وہ کیوں نہ آئیں گے تدبیر چارہ گر تو کریں

کریں گے عرض بھی کچھ چین لے ذرا اے دل
وہ انجمن میں ہماری طرف نظر تو کریں

بہت سے تشنۂ دیدار روز جا بیٹھیں
مگر کبھی وہ سرِ رہگذر گذر تو کریں

جلا دے شمع کی مانند تو مجھے اے عشق
کہ اور لوگ ذرا تجھ سے الحذر تو کریں

ہم ان سے ذکر نہیں کرتے بزم اعدا میں
کہ ذکر وہ ہے جو منظور ہو جو شر تو کریں

نہ تجھ سے جذبہ دل پر بھی ہو سکا افسوس
کہ قبر مہرؔ پہ وہ ایک دن گزر تو کریں

"سورج نرائن مہرؔ"

حضرت مرزا صاحب فرماتے ہیں

دنیا مجھے نہیں پہچانتی لیکن وہ مجھے جانتا ہے جس نے مجھے بھیجا ہے یہ ان لوگوں کی غلطی ہے اور سراسر بدقسمتی ہے کہ میری تباہی چاہتے ہیں میں وہ درخت ہوں جس کو مالک حقیقی نے اپنے ہاتھ سے لگایا ہے

اے لوگو! تم یقیناً سمجھ لو کہ میرے ساتھ وہ ہاتھ ہے جو اخیر وقت مجھ سے وفا کریگا اگر تمہارے مرد اور تمہاری عورتیں اور تمہارے جوان اور تمہارے بوڑھے اور تمہارے چھوٹے اور تمہارے بڑے ملکر میرے ہلاک کرنے کیلئے دعائیں کریں یہاں تک کہ سجدے کرتے کرتے ناک گل جائیں اور ہاتھ شل ہو جائیں تب بھی خدا ہرگز تمہاری دعا نہیں سنے گا اور نہیں رکے گا جب تک وہ اپنے کام کو پورا نہ کر لے......پس اپنی جانوں پر ظلم مت کرو کاذبوں کے اور منہ ہوتے ہیں اور صادقوں کے اور۔ خدا کسی امر کو بغیر فیصلہ کے نہیں چھوڑتا۔ جس طرح خدا نے پہلے مامورین اور مکذبین میں آخر ایک دن فیصلہ کر دیا اس طرح وہ اس وقت بھی فیصلہ کریگا۔ خدا کے مامورین کے آنے کے لئے بھی ایک موسم ہوتے ہیں اور پھر جانے کے لئے بھی ایک موسم۔ پس یقیناً سمجھو کہ میں نہ بے موسم آیا ہوں اور نہ بے موسم جاؤں گا۔ خدا سے مت لڑو یہ تمہارا کام نہیں کہ مجھے تباہ کر دو

(تحفہ گولڑویہ روحانی خزائن جلد نمبر 17 صفحہ 49-50)

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

• ....محمد نواز میرانی کے نام

• ....ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں

جناب محمد نواز میرانی صاحب نے ''روزنامہ نوائے وقت سنڈے میگزین'' مورخہ 21 فروری 2010ء میں ''قادیانیت ٹیچی ٹیچی اور خیراتی فرشتوں کا بیاں ہو جائے!'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے۔ جس میں انہوں نے نہایت بازاری زبان استعمال کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے مامورین کے مخالفین کا وطیرہ اختیار کرتے ہوئے بانی سلسلہ احمدیہ کا استہزا اور تمسخر اڑایا ہے۔ مگر یہ بات ہمارے لئے کچھ تعجب انگیز نہیں کیونکہ ہمارے آقا ومولیٰ ﷺ نے ہمیں بہت پہلے سے ہی تسلی دے رکھی ہے کہ جب بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی مامور آیا لوگوں نے اس سے استہزا کیا اور اس کا تمسخر اڑایا۔ اس لئے اگر ہم سے استہزا کیا جاتا ہے تو کوئی نئی بات نہیں چنانچہ قرآن کریم فرماتا ہے۔ وائے حسرت بندوں پر ان کے پاس کوئی رسول نہیں آیا مگر وہ اس سے ٹھٹھا کرنے لگتے ہیں (یٰس:31) پس اگر ایسے لوگ پیدا نہ ہوتے تب ہمیں تعجب ضرور ہوتا۔

فرشتوں کا بیان جناب نواز میرانی یہ اعتراض کرتے ہیں کہ

۱: جب اللہ تعالیٰ کی خدمت کے لئے بے شمار فرشتے ہر وقت رہتے ہیں تو مرزا صاحب سے خدمت لینے کی کیا ضرورت تھی؟

۲: مرزا صاحب پر جو فرشتے آتے تھے ان کے نام ٹیچی ٹیچی، خیراتی، درشنی تھا۔

تعجب ہے کہ میرانی صاحب تعصب میں بڑھتے بڑھتے ایسی باتیں کہہ لگ گئے ہیں جو سراسر لغو اور بے معنی ہیں۔ بچہ بچہ جانتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مخلوقات میں فرشتے بھی ہیں مگر انسانوں کی ہدایت اور ان کی اصلاح کے لئے وہ ہمیشہ انسانوں میں سے ہی امام، نبی اور رسول بنایا کرتا ہے۔ آپ بتائیں کہ کل جب آپ کے امام مہدی آئیں گے تو کیا یہی اعتراض ان پر بھی کریں گے؟ حضرت مرزا صاحب کا یہ فرمانا کہ ''مجھے خدا نے جیسا کہ آگے بیان ہو گا۔ اپنی خدمت کے لئے لے لیا'' سے مراد یہی ہے کہ مجھے خدمت دین کے لئے مامور کیا جیسے کہ آگے آپ بڑی وضاحت سے فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے مسیح موعود اور مہدی موعود کا خطاب دے کر بھیجا ہے تاکہ میں لوگوں کی اصلاح کروں۔ تمام انبیاء اسی طرح خدمت دین پر مامور کئے جاتے ہیں۔ جناب میرانی صاحب نے اس فقرے سے یہ تاثر دینے کی کوشش کی ہے کہ نعوذ باللہ، اللہ تعالیٰ کو اپنی ذاتی خدمت کی ضرورت تھی۔ جو درست نہیں۔

فرشتوں کے بارے میں نظریات کی اصلاح

آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق حضرت مرزا صاحب کو چودھویں صدی میں اللہ تعالیٰ نے تمام غلط نظریات اور عقائد کے رد کرنے کے لئے مبعوث فرمایا تھا ان میں سے ایک فرشتے بھی تھے جن کے بارے میں غلط نظریات پائے جاتے تھے۔ مثلاً تفاسیر میں لکھا ہے کہ نعوذ باللہ فرشتے گناہ بھی کر سکتے ہیں۔ چنانچہ تفسیر ابن کثیر، درمنثور، فتح البیان، بیضاوی اور بہت سی تفاسیر میں ہاروت ماروت کے متعلق یہ قصہ درج ہے کہ جب بنی آدم میں گناہ پھیل گیا تو فرشتوں نے اللہ سے کہا کہ اگر ہم ہوتے تو گناہ نہ کرتے تب اللہ نے انکی اصلیت ظاہر کرنے کے لئے فرمایا کہ اپنے میں سے دو بہترین فرشتوں کا انتخاب کرو چنانچہ ہاروت اور ماروت کا انتخاب کیا گیا اللہ تعالیٰ نے انہیں دنیا میں بھیجا اور براہ راست حکم دیا کہ کسی کو میرا شریک نہ ٹھہرانا، کسی کو قتل نہ کرنا، شراب نہ پینا اور زنا نہ کرنا۔ جب وہ زمین پر آئے تو ایک نہایت حسین وجمیل عورت زہرہ پر عاشق ہو گئے اور اس سے بدکاری کرنی چاہی مگر اس نے شرط یہ رکھی کہ یا اس بت کو سجدہ کرو یا شراب پیئو یا میرے شوہر کو قتل کر دو۔ انہوں نے کہا باقی دو گناہ تو بڑے ہیں ہاں ہم شراب پی لیتے ہیں چنانچہ انہوں نے نعوذ باللہ شراب پی کر اس سے بدکاری کی۔ جب ہوش آیا تو دیکھا کہ ایک نوجوان نے انہیں یہ حرکت کرتے دیکھ لیا ہے تو اس خوف سے کہ ان کا یہ راز فاش نہ ہو جائے اسے بھی قتل کر دیا۔ تب نادم ہوئے۔ اس پر اللہ نے انہیں کہا کہ کیا وہ آخرت میں سزا لینا پسند کریں گے یا دنیا میں؟ تو انہوں نے کہا کہ آخرت کی سزا تو بہت سخت ہے ہمیں دنیا میں ہی سزا دی جائے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے انہیں بابل کے ایک کنویں میں الٹا لٹکا دیا۔ اور زہرہ نے ان سے وہ کلمہ سیکھ لیا تھا جو وہ پڑھ کر آسمان پر چڑھ جاتے تھے۔ جب اس نے وہ کلمہ پڑھا اور آسمان پر اڑ گئی تو جل کر ستارہ بنا دی گئی چنانچہ یہ جو زہرہ ستارہ ہے یہ دراصل وہی بدکار عورت ہے۔ مختلف روایات میں معمولی فرق کے ساتھ قریباً یہی قصہ دہرایا گیا ہے اور اسے صحابہؓ کی طرف منسوب کیا گیا ہے۔ نعوذ باللہ من ذالک

حضرت مسیح موعود...... نے اس قسم کے تمام لغو نظریات کا رد فرمایا کہ فرشتے تو یفعلون ما یومرون (النحل: 51) کے مصداق ہوتے ہیں یعنی منشائے باری تعالیٰ کے مطابق عمل کرتے ہیں ان میں کوئی گناہ کا تصور بھی نہیں ہے۔ اسی طرح آپ کے زمانے میں سرسید احمد خاں اور بہت سے لوگ مغربی فلسفہ سے متاثر ہو کر فرشتوں کے نزول یا فرشتوں کے وجود کے ہی منکر ہو چکے تھے آپؑ نے بڑے زوردار دلائل سے فرشتوں کے وجود ان کی صفات اور کاموں پر تفصیل سے روشنی ڈالی اسکے لئے آپ کی کتب توضیح مرام۔ آئینہ کمالات اسلام کا مطالعہ بہت مفید ہو گا۔

جہاں تک میرانی صاحب کا فرشتوں کے نام رکھنے پر اعتراض کا تعلق ہے تو یہ محض ان کے تعصب کا نتیجہ ہے ورنہ یہ سب فرشتوں کے صفاتی نام ہیں جن میں ان کے کاموں اور ذمہ داریوں کی طرف اشارہ ہے۔ میرانی صاحب نے ٹیچی ٹیچی نام بتا کر بہت تمسخر اڑایا ہے اور اپنی طرف سے ہی لکھ دیا ہے کہ وہ انگریز فرشتہ تھا۔ جبکہ اصل عبارت یوں ہے۔ حضرت مرزا صاحب تحریر فرماتے ہیں

''ایک دفعہ مارچ 1905ء کے مہینے میں بوقت قلت آمدنی لنگر خانہ کے مصارف میں بہت دقت ہوئی کیونکہ کثرت سے مہمانوں کی آمد تھی اور اسکے مقابل پر روپیہ کی آمدنی کم۔ اس لئے دعا کی گئی۔ ۵ مارچ ۱۹۰۵ء کو میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص جو فرشتہ معلوم ہوتا تھا میرے سامنے آیا اور اس نے بہت سا روپیہ میرے دامن میں ڈال دیا۔ میں نے اس کا نام پوچھا۔ اس نے کہا نام کچھ نہیں میں نے کہا آخر کچھ تو نام ہو گا اس نے کہا میرا نام ہے ٹیچی۔ (آگے حضورؑ اس لفظ کی وضاحت فرماتے ہوئے لکھتے ہیں) ٹیچی پنجابی زبان میں وقت مقررہ کو کہتے ہیں یعنی عین ضرورت کے وقت پر آنے والا تب میری آنکھ کھل گئی۔ بعد اس کے خدا تعالیٰ کی طرف سے کیا ڈاک کے ذریعہ سے اور کیا براہ راست لوگوں کے ہاتھوں سے اس قدر مالی فتوحات ہوئیں جن کا خیال وگمان نہ تھا اور کئی ہزار روپیہ آ گیا چنانچہ جو شخص اسکی تصدیق کے لئے صرف ڈاک خانہ کے رجسٹر ہی ۵ مارچ ۱۹۰۵ء سے اخیر سال تک دیکھے اس کو معلوم ہو گا کہ کس قدر روپیہ آیا تھا''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد22:345)

جناب میرانی صاحب اللہ تعالیٰ کو حاضر وناظر جان کر سچ سچ بتائیے کہ کیا یہ خواب آپ کی صداقت کا ایک نشان ہے یا جائے تمسخر؟؟؟

اسی طرح جس فرشتے کا نام خیراتی بتایا گیا تھا اس میں بھی پیغام تھا کہ اب آپ کو خیر یعنی اللہ کے مزید فضل ملنے والے ہیں۔ حضرت مرزا صاحب کے الہامات میں اس کے علاوہ فرشتوں کے اور نام بھی ملتے ہیں مگر چونکہ وہاں میرانی صاحب کو استہزا کا موقع نہیں ملنا

تھا اس لئے جان بوجھ کر انکا ذکر نہیں کیا۔ مثلاً آپ فرماتے ہیں۔

''میں نے کشفی حالت میں دیکھا کہ ایک شخص جو مجھے فرشتہ معلوم ہوتا ہے مگر خواب میں محسوس ہوا کہ اس کا نام شیر علی ہے اس نے مجھے ایک جگہ لٹا کر میرے آنکھیں نکالی ہیں اور صاف کی ہیں اور میل اور کدورت ان میں سے پھینک دی اور ہر ایک بیماری اور کوتاہ بینی کا مادہ نکال دیا ہے اور ایک مصفا نور جو آنکھوں میں پہلے سے موجود تھا مگر بعض مواد کے نیچے دبا ہوا تھا اس کو ایک چمکتے ہوئے ستارہ کی طرح بنا دیا ہے اور یہ عمل کر کے پھر وہ شخص غائب ہو گیا۔ اور میں اس کشفی حالت سے بیداری کی طرف منتقل ہو گیا'' (تذکرہ:24)

دیکھیں یہ کشف کس شان سے پورا ہوا آپ کی صحت اکثر خراب رہتی تھی اسکے باوجود آپ کا کثرت سے مطالعہ فرمانا، کثرت سے تحریرات لکھنا جس میں آپ کی 80 سے زائد کتب، بہت سے اشتہار اور بے شمار خطوط شامل ہیں مگر آپ کی بینائی آخر دم تک روشن رہی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ بعینہ اسی قسم کا ایک عظیم الشان کشف ہمارے آقا و مولی ﷺ نے بھی دیکھا تھا جس میں آپ کے سینہ مبارک کو چاک کر کے فرشتے آپ کے دل کو دھوتے ہیں اور نور کا طشت اس میں انڈیل دیتے ہیں۔ فالحمد للہ علی ذالک۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں۔

''بڑے مرزا صاحب (آپ کے والد ماجد) پر مقدمہ تھا میں نے دعا کی تو ایک فرشتہ مجھے خواب میں ملا جو چھوٹے لڑکے کی شکل میں تھا میں نے پوچھا تمہارا نام کیا ہے وہ کہنے لگا میرا نام حفیظ ہے۔ پھر وہ مقدمہ رفع دفع ہو گیا'' (تذکرہ:643)

پس دیکھیں ایک پریشانی کے وقت ایک فرشتے کا ملنا اور اپنا نام حفیظ یعنی حفاظت کرنے والا بتانا صاف پیغام تھا کہ اس مقدمہ میں آپ کو کوئی نقصان نہیں ہو گا اور آپکے والد صاحب اس سے محفوظ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اگر میرانی صاحب کو اس بات پر اعتراض ہے کہ چھوٹے بچے کی شکل میں کیوں فرشتہ دیکھا؟ اول تو خواب دکھانا اللہ کا کام ہے نہ کہ خواب دیکھنے والے کا انکا اصل اعتراض تو خدا تعالیٰ پر پڑتا ہے تاہم میرانی صاحب کی تسلی کے لئے ایک روایت درج ہے اسے بغور پڑھ لیں۔ آنحضور ﷺ فرماتے ہیں

''رایت ربی فی صورۃ شاب امرد قطعة له وفرة من شعر و فی رجلیه نعلان من ذهب'' (الیواقیت والجواہر جلد 17:1) کہ میں نے اپنے رب کو ایک نوجوان بے ریش لڑکے کی صورت میں دیکھا ہے اسکے لمبے گھنے بال تھے اور اسکے دونوں پاؤں میں سونے کی جوتیاں تھیں۔ کیا اس روایت پر بھی وہی تمسخر اڑائیں گے جو حضرت مرزا صاحب کے رویا پر کر رہے ہیں؟ حضرت مرزا صاحب کی حفاظت پر بھی فرشتے مامور تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''ایک مرتبہ رات کو میں نے خواب میں دیکھا کہ میں پہرہ کے لئے پھرتا ہوں۔ جب میں چند قدم گیا تو ایک شخص مجھے ملا اور اس نے کہا کہ آگے فرشتوں کا پہرہ ہے یعنی تمہارے پہرہ کی کچھ ضرورت نہیں۔ تمہاری فرودگاہ کے اردگرد فرشتے پہرہ دے رہے ہیں پھر بعد اس کے الہام ہوا۔ امن است در مقام محبت سرائے ما''

(تذکرہ: 456)

کہ ہمارے محبت کے گھر میں امن ہے۔ پس دیکھیں کس شان سے یہ خواب بھی پوری ہوئی۔ بارہا دشمنوں نے آپ کو ختم کرنے کے منصوبے بنائے مگر ناکام رہے۔ طاعون کا سخت حملہ ہوا ہر طرف موتا موتی تھی مگر آپ اور آپکی جماعت جو اس امن والے گھر میں تھی اس سے محفوظ رہے۔ طاعون کے متعلق بھی آپ نے کشف میں دیکھا تھا کہ فرشتے جگہ جگہ سیاہ رنگ کے پودے لگا رہے ہیں۔ جس سے مراد طاعون کا پھیلنا تھا۔ ہمارے آقا و مولی ﷺ کو بھی اللہ تعالیٰ نے بتا دیا تھا کہ آپ دشمن کے ہاتھوں محفوظ رہیں گے چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ اسی طرح حضرت مرزا صاحب کے بہت سے کشوف ہیں جن میں آپ نے فرشتوں کو دیکھا اور بعد میں واقعات نے ثابت کر دیا کہ وہ الہی کشوف تھے۔ مثلاً فرماتے ہیں۔

''اس مینار کے سامنے دو فرشتے میرے سامنے آئے جن کے پاس دو شیریں روٹیاں تھیں اور وہ روٹیاں انہوں نے مجھے دیں اور کہا کہ ایک تمہارے لئے ہے اور دوسری تمہارے مریدوں کے لئے ہے'' (تذکرہ:678)

جماعت احمدیہ کی تاریخ کا ایک ایک دن گواہ ہے کہ وہ آسمانی مائدہ جو حضرت مرزا صاحب اور آپ کے مریدوں کو دیا گیا تھا اس میں کس شان سے برکت پڑی ہے کہ آج ہزاروں، لاکھوں لوگ اس سے کھا رہے ہیں اور 195 ملکوں میں اس آسمانی مائدہ کا لنگر جاری ہے۔ جناب میرانی صاحب پر افسوس کہ انکو سارے تذکرہ سے دو لفظ تو دکھائی دیئے مگر اور بہت سے کشوف و رویا جن سے حضرت مرزا صاحب کی بلند شان اور مرتبہ ظاہر ہوتا تھا دکھائی نہیں دیئے مثلاً آپ فرماتے ہیں۔

''ایک رات عاجز نے اس کثرت سے درود شریف پڑھا کہ دل و جان اس سے معطر ہو گیا۔ اسی رات خواب میں دیکھا کہ فرشتے آب زلال کی پر نور مشکیں اس عاجز کے مکان میں لئے آتے ہیں اور ایک نے ان میں سے کہا کہ یہ وہی برکات ہیں جو تو نے محمد کی طرف بھیجی تھیں۔ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم'' (تذکرہ: 61)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں

''آج رات کیا عجیب خواب آئی کہ بعض اشخاص ہیں جن کو اس عاجز نے شناخت نہیں کیا وہ سبز رنگ کی سیاہی سے مسجد کے دروازے کی پیشانی پر کچھ آیات لکھتے ہیں۔ ایسا سمجھا گیا ہے کہ فرشتے ہیں اور سبز رنگ ان کے پاس ہے جس سے وہ بعض آیات تحریر کرتے ہیں اور خط ریحانی میں جو پیچان اور مسلسل ہوتا ہے لکھتے جاتے ہیں تب اس عاجز نے ان آیات کو پڑھنا شروع کیا جن میں سے ایک آیت یاد رہی اور وہ یہ ہے۔ لاراد لفضله۔ اور حقیقت میں خدا کے فضل کو کون روک سکتا ہے جس عمارت کو وہ بنانا چاہے اسکو کون مسمار کرے اور جس کو وہ عزت دینا چاہے اس کو کون ذلیل کرے''

(تذکرہ:88)

آریہ دھرم کا حوالہ

جناب میرانی صاحب تو اپنی عادت سے مجبور ہو کر حضرت مرزا صاحب کی کتاب آریہ دھرم پر بھی اعتراض کر بیٹھے ہیں جو دراصل اسلام کے دفاع میں آریوں کے خلاف لکھی گئی تھی۔ یہ وہ عظیم الشان کتاب ہے جس نے ان بے حیا آریوں کے منہ بند کر دئے جو دن رات رسول اللہ ﷺ کی شان میں نہایت درجہ گستاخی کرتے اور انتہائی گندے الزامات لگا کر استہزا کرتے تھے۔ وہ ایسے اشتہار شائع کرتے جن میں اسلامی تعلیمات اور رسول پاک ﷺ کی ذات بابرکات پر کیچڑ اچھالا جاتا۔ اور مسلمانوں کی شدید دلآزاری کی جاتی۔ یہ وہ نازک وقت تھا جب ایسے ظالموں کی اسلام کے خلاف یلغار پورے عروج پر تھی عین اسی زمانہ میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے عاشق صادق حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کو اللہ تعالیٰ نے مبعوث فرمایا۔ آپ کے دل میں اپنے آقا کی محبت کوٹ کوٹ کر بھری ہوئی تھی۔ آپ اپنے آقا و مولی ﷺ کی شان میں گستاخی برداشت ہی نہیں کر سکتے تھے چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

''میرے دل کو کسی چیز نے کبھی اتنا دکھ نہیں پہنچایا جتنا کہ ان لوگوں کے اس ہنسی ٹھٹھا نے پہنچایا ہے جو وہ ہمارے رسول پاک ﷺ کی شان میں کرتے ہیں۔ ان کے دل آزار طعن و تشنیع نے جو وہ حضرت خیر البشر ﷺ کی ذات والا صفات کے خلاف کرتے ہیں میرے دل کو سخت زخمی کر رکھا ہے خدا کی قسم اگر میری ساری اولاد اور اولاد کی اولاد اور میرے سارے دوست اور میرے سارے معاون و مددگار میری آنکھوں کے سامنے

قتل کر دیئے جائیں اور خود میرے ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیئے جائیں اور میری آنکھ کی پتلی نکال پھینکی جائے اور میں اپنی تمام مرادوں سے محروم کر دیا جاؤں اور اپنی تمام خوشیوں اور تمام آسائشوں کو کھو بیٹھوں تو ان ساری باتوں کے مقابل پر بھی میرے لئے یہ صدمہ زیادہ بھاری ہے کہ رسول اکرم ﷺ پر ایسے ناپاک حملے کئے جائیں۔''
(آئینہ کمالات اسلام۔روحانی خزائن جلد 15:5)

پس آپؑ ایک عظیم سپہ سالار کے طور پر میدان میں اترے اور اسلام کے دفاع میں ایسا شاندار جہاد کیا کہ سارے مخالفوں کو شکست فاش دے دی۔اور ہر ظالم کو اسکے گھر تک پہنچایا یہ ایسا شاندار کارنامہ تھا کہ اپنے تو اپنے غیر بھی اس موقعہ پر آپ کو خراج تحسین دیئے بغیر نہ رہ سکے۔ایک مشہور مذہبی عالم اور ڈاکٹر اسرار احمد صاحب نے ARY ٹی وی چینل کے ایک پروگرام میں حضرت مرزا صاحب کی خدمات کا اعتراف کرتے ہوئے کہا
''عیسائی مشنریز کے ساتھ مناظرے کر کے غلام احمد نے انہیں شکست دے دی۔اور یہ جو زبردست Violent تحریک اٹھ گئی تھی، یہ ستیارتھ پرکاش کا جو مصنف تھا ،آریہ سماج، تو آریہ سماج کے لوگوں سے بھی اس نے مناظرے کئے اور انہیں شکست دے دی۔ان ہر دو چیزوں کی وجہ سے علماء کی آنکھوں کا تارہ بن گئے اس لئے کہ ہمارے علماء تو پڑھتے ہی نہیں ہیں۔نہ بائبل پڑھتے ہیں نہ دوسرے مذہب کی کتاب پڑھتے ہیں،تو آخر مناظرہ کیسے کریں''

میرانی صاحب نے تو تعصب کی عینک پہن رکھی ہے ورنہ اگر کوئی حضرت مرزا صاحب کی صرف یہی ایک کتاب آریہ دھرم پڑھ لے تو وہ آپؑ کو خراج تحسین دیئے بغیر نہیں رہ سکے گا۔جیسا کہ پہلے بیان کیا جا چکا ہے کہ آریہ دن رات اسلامی تعلیمات پر تمسخر اڑاتے اور خصوصاً ہمارے آقا و مولی ﷺ پر ایسے ایسے الزام لگاتے جنہیں پڑھ کر دل پارہ پارہ ہو جاتا ہے۔چنانچہ قادیان کے آریوں نے ایک نہایت دلآزار اشتہار شائع کیا (جسے پڑھ کر میرانی صاحب کی تحریرات سامنے آجاتی ہیں جو آج انہی آریوں کی طرح جماعت احمدیہ کی دلآزاری کے لئے وقف ہوئے بیٹھے ہیں) اس نہایت دلآزار اور گستاخانہ اشتہار کا پہلا اعتراض یہ تھا کہ ''اسلام کی تعلیم میں عورت کو محض ایک ذریعہ شہوت رانی کا سمجھا گیا ہے'' پھر تعدد ازدواج پر اعتراض کرتے ہیں پھر وہ رسول پاک ﷺ پر نہایت گندے الزام لگاتے ہیں، ام المومنین حضرت زینبؓ کے تعلق میں نہایت گندے الزام لگاتے ہیں اسی طرح حضرت عائشہؓ کی چھوٹی عمر میں ان کے ساتھ شادی کرنے پر نہایت خبیثانہ بہتان تراشی کرتے ہیں۔جنہیں یہاں نقل کرنے کی بھی ہمت نہیں پڑتی۔

حضرت مرزا صاحب نے اپنی کتاب آریہ دھرم میں ان تمام اعتراضوں کا دندان شکن جواب دیا اور جہاں اپنے آقا و مولی ﷺ کی پاکدامنی اور آپ کا اعلی وارفع مقام ثابت کیا وہاں آریوں کو انکا اصلی چہرہ بھی دکھا دیا۔آپ نے انکے نہایت ناپاک عقیدہ نیوگ پر زبردست جرح کی۔نیوگ ہندوؤں کی ایک ناپاک رسم کا نام ہے جب کسی ہندو کے ہاں لڑکا پیدا نہ ہو تو وہ کسی اور مرد کو دعوت دیتا تھا تا کہ اسکے گھر بیٹا پیدا ہو سکے۔حضرت مرزا صاحب نے انہیں سمجھایا کہ ایسی بدکاریوں کی وجہ سے ہی ان میں حیا کا مادہ بالکل ناپید ہو چکا ہے اسی لئے وہ سید المعصومین پاک محمد مصطفی ﷺ کی ذات بابرکات پر ایسے گندے الزامات لگانے کی جرات کر رہے ہیں۔چونکہ آریہ جیسے بدباطن اسلام اور بانئ اسلام کے خلاف انتہائی گستاخانہ منظوم کلام بھی شائع کرتے تھے۔انکے جواب میں آپ علیہ السلام نے بھی جہاں تفصیل سے مضمون لکھا وہاں منظوم کلام میں بھی انکار فرمایا

میرانی صاحب نے تعصب کی وجہ سے اس نظم میں سے صرف تین اشعار مختلف جگہوں سے لے لئے ہیں اور انکے ساتھ والے اشعار جان بوجھ کر چھوڑ دیئے ہیں ورنہ انہیں

(بہ صنت ترجیع جدید)

وہ تیرا دل میں رہ کر آنکھ سے مستور ہو جانا
وہ میرا باوجود قرب تجھ سے دور ہو جانا
وہ تیرا میری امیدوں کو بے دردی سے ٹھکرانا
وہ میرا شیشۂ دل سنگ غم سے چور ہو جانا
وہ تیرا جور پر تاکید شکر جور فرمانا
وہ میرا امتثال امر سے معذور ہو جانا
وہ تیرا مجھ کو آخر مژدۂ پاس وفا دینا
وہ میری غم نصیب امید کا مسرور ہو جانا
وہ تیرا مجھ کو آخر اپنی منزل کا پتا دینا
وہ میری جدوجہد شوق کا مشکور ہو جانا
وہ تیرا مجھ کو اپنے درد کی دولت عطا کرنا
وہ میرے دامن امید کا بھرپور ہو جانا
وہ تیرا مجھ کو اپنی لم یزل الفت عطا کرنا
وہ میرا سرمدی تسکین سے معمور ہو جانا

خوشا آزاد کا فیضان صحبت جس نے سمجھایا
خدا کا قرب کیا شئے ہے خودی سے دور ہو جانا

آزاد انصاری

اس طرح تمسخر کرنے کا موقعہ نہ مل سکتا

اگر میرانی صاحب میں ذرا بھر بھی انصاف موجود ہے تو بتائیں کہ کیا ان اشعار پر کوئی اعتراض کر سکتا ہے۔تعجب ہے کہ جو شخص اسلام کے دفاع کی خاطر دوسروں سے لڑتا رہا آج اسلام کے نام نہاد دعویدار اس پر نکتہ چینی کر رہے ہیں۔کیا یہ سچی محبت کی علامت ہے۔اگر آپ کو حضرت مرزا صاحب کے جوابات سے اختلاف ہے

مرد میدان بن کر سامنے آتے اور آریوں کے اعتراضات جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ اور قرآن کریم پر کئے تھے کے جوابات لکھتے تب تو واقعتہً آپ کا مضمون قابل قدر تھا۔کیا آپ کا کام اپنے محسن پر صرف اعتراضات کرنا ہے اور اسلام کے دشمنوں کے ہاتھ مضبوط کرنا ہے۔کیا یہی اسلام اور رسول خدا ﷺ سے محبت کا تقاضا ہے؟

مرزا خلیل احمد قمر

ایک مکتوب ایک مقالہ

23 march 2010© M.A

محمد نواز میرانی کے نام

•......''قادیانیت........شامت اعمال!'' کا جواب

محمد نواز میرانی صاحب نے ''روزنامہ نوائے وقت سنڈے میگزین'' مورخہ 27 فروری 2010ء میں ''قادیانیت........شامت اعمال!'' کے عنوان سے ایک مضمون لکھا ہے جس میں انہوں نے حسب سابق چند بے سروپا اعتراضات کئے ہیں۔ جنہیں پڑھ کر ہر سلیم الفطرت انسان کو یہ نتیجہ نکالنے میں کوئی دقت نہیں ہوتی کہ موصوف جماعت احمدیہ کی دن دگنی رات چوگنی ترقیات دیکھ کر اور نت نئے خدا کے فضلوں اور رحمتوں کے نظارے دیکھ کر اپنی حسد اور بغض کی آگ میں جل رہے ہیں یہی نار ابولہبی ہے۔ جس کا شکار ہو چکے ہیں۔ بغض اور حسد کی نار آپ کو مکمل طور پر بھسم کر کے ہی دم لے گی۔

یہاں تک کہ حضرت مرزا صاحب کا پورا نام بھی لینا گوارہ نہیں کرتے اور ''مرزے'' کہہ کر پکارتا ہے۔ جبکہ قرآن کریم واضح الفاظ میں حکم دے رہا ہے کہ چڑانے کے لئے کسی کا نام نہ رکھو۔ کیا یہ تعجب کا مقام نہیں کہ آخر کیوں کسی کی مخالفت میں وہ خود قرآنی تعلیم کو ہی خیر آباد کہہ رہے ہیں۔

شامت اعمال اور ابتلاء آزمائش میں فرق

میرانی صاحب آپ نے سرخی تو شامت اعمال کی جما دی ہے۔ مگر یہ نہیں سوچا کہ شامت اعمال کا نتیجہ کیا اللہ تعالیٰ کی غیر معمولی تائید حمایت کی صورت میں ظاہر ہوتا ہے۔ جو حضرت مرزا صاحب کو زندگی بھر حاصل رہی۔ اور اُن کی وفات کے بعد جماعت احمدیہ اسی الٰہی تائید و نصرت کے نظارے دنیا بھر میں دیکھ رہی ہے۔ وہ ایک آواز جو یک و تنہا قادیان سے بلند ہوئی وہ اللہ تعالیٰ کی تائید و نصرت کے نتیجہ میں آج دنیا کے 194 ممالک سے بلند ہو رہی ہے۔ کروڑوں انسان اس کی آغوش میں جوق در جوق اس عافیت کے حصار میں پناہ حاصل کر رہے ہیں۔ پچھلے پچاس، ساٹھ سالہ دور میں جماعت احمدیہ کو کئی ممالک میں ظلم و ستم کا نشانہ بنایا گیا۔ احمدیوں کا جینا دوبھر کر دیا گیا۔ دیکھنا یہ ہے کیا ظلم ستم کرنے والے افراد اور اُن کی حکومتیں قائم رہیں۔ پچھلے ایک مضمون میں میرانی صاحب نے افغانستان میں احمدیوں کے خلاف ظلم و ستم روا رکھنے کو بڑے فخر سے بیان کیا تھا۔ کیا سردار حبیب اللہ قتل نہیں ہوا تھا۔ کیا شاہ افغانستان امیر امان اللہ ذلیل و رسوا ہو کر افغانستان سے نکلنے پر مجبور نہیں ہوا تھا۔ آج تک کابل کی یہ زمین لاکھوں افراد کے خون بہانے کے باوجود خدا کے غضب کا شکار ہے۔ اس ملک پاکستان میں 1952 میں احمدیوں کے خلاف تحریک چلانے والے ممتاز دولتانہ کا کیا انجام ہوا۔ 1974ء میں غیر مسلم قرار دینے والوں کا انجام آپ کے سامنے ہے۔ جن علماء کو مطمئن کرنے کے لئے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دیا اور اُن کے جان و مال سے خون کی ہولی کھیلی گئی۔ انہی علماء کے ہاتھوں تخت سے تختہ دار تک جا پہنچا۔ کیا ضیاء الحق کا انجام آپ نے نہیں دیکھا۔ کوئی ایسی گالی نہیں جو آج اُس کو نہیں دی جاتی۔ پاکستان کے تمام مسائل کا ذمہ دار اُس کو قرار دیا جاتا ہے۔ کوئی آواز اس کی حمایت میں بلند کرنے کی جراءت نہیں کر رہا۔ کیا اسی کو شامت اعمال کہا جاتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں اللہ تعالیٰ کی اس قدر تائید و نصرت کے نظارے 120 سال سے جماعت احمدیہ دیکھ رہی ہے۔

حضرت مرزا صاحب کا ایک زبردست چیلنج

حضرت مرزا صاحب نے بار بار فرمایا کہ تم مجھ پر کوئی بھی اعتراض نہیں کر سکتے جو مجھ سے پہلے کسی مامور من اللہ پر نہ پڑتا ہو۔ فرماتے ہیں

''خدا تعالیٰ کا کوئی معاملہ مجھ سے ایسا نہیں جس میں کوئی نبی شریک نہ ہو اور کوئی اعتراض میرے پر ایسا نہیں کہ کسی اور نبی پر وہی اعتراض وارد نہ ہوتا ہو۔ پس ایسے شخص جو میرے اعتراض کرنے کے وقت یہ بھی نہیں سوچتے کہ یہ اعتراض بعض اور نبیوں پر بھی وارد ہوتا ہے وہ سخت خطرناک حالت میں ہیں او ر اندیشہ ہے کہ دہریہ ہو کر نہ مریں''

(حقیقۃ الوحی۔ روحانی خزائن جلد ۲۲: ۵۶۵)

کوئی عقلمند انسان کسی دشمن پر ایسا حملہ نہیں کرے گا جس کی زد میں اسکے اپنے پیارے بھی آتے ہوں۔ مثلاً! اگر کوئی کسی کے اکلوتے بچے کو اٹھا کر بھاگ رہا ہو تو کیا وہ اس پر گولی چلائے گا جبکہ اس کا بچہ بھی اسکے نشانہ پر ہو؟ غرض ایسا ہر اعتراض باطل ہوگا جو انبیاء کے مخالفوں نے کیا تھا۔ چنانچہ خود قرآن کریم بھی اس مضمون کو بیان فرما رہا ہے کہ۔ آپ سے وہی کہا جاتا ہے جو آپ سے پہلے کے رسولوں سے بھی کہا گیا ہے (حم السجدہ 43) مولانا صلاح الدین صاحب یوسف اسکی تفسیر میں فرماتے ہیں۔

''یعنی پچھلی قوموں نے اپنے پیغمبروں کی تکذیب کے لئے جو کچھ کہا کہ یہ ساحر ہیں، مجنون ہیں، کذاب ہیں وغیرہ وغیرہ وہی کچھ کفار مکہ نے بھی آپ ﷺ کو کہا ہے یہ گویا آپ ﷺ کو تسلی دی جا رہی ہے کہ آپ ﷺ کی تکذیب اور آپ ﷺ کی سحر، کذب اور جنون کی طرف نسبت، نئی بات نہیں ہے ہر پیغمبر کے ساتھ یہی کچھ ہوتا آیا ہے''

(قرآن کریم مترجم۔ شاہ فہد قرآن کریم پرنٹنگ کمپلیکس سعودی عرب)

پس کوئی مومن ایسا اعتراض کسی پر بھی نہیں کر سکتا جس کی ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ یا گذشتہ اللہ کے پاک نبیوں پر بھی زد پڑتی ہو۔ یا کوئی ایسا الزام کوئی مومن کسی پر نہیں لگا سکتا جو کفار مکہ نے ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر کیا ہو۔ اس پہلو سے اب ہم میرانی صاحب کے اعتراضات کا جائزہ لیتے ہیں اور دیکھتے ہیں کہ کیا وہ سچے ہیں یا محض تعصب کی پیداوار ہیں۔

شیطان کے چیلے

لکھتے ہیں ''اندھے مرزے قادیانی کو کیا معلوم تھا کہ جسے وہ فرشتے سمجھتا ہے وہ شیطان کے چیلے ہیں'' ۔ یہ دیکھ کر ہماری حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہتی اور بے اختیار دل اللہ کی حمد کے ترانے گاتا ہے کہ بعینہ یہی الزام مدینہ کی ایک بدبخت مشرکہ نے بھی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پر بھی لگایا تھا۔ چنانچہ بخاری کی حدیث ہے کہ ایک بار رسول اللہ ﷺ بیمار ہو گئے اس لئے دو تین راتیں نماز تہجد کے لئے نہ اٹھ سکے اس پر ایک عورت نے (تمسخر کرتے ہوئے کہا) انی لارجوان یکون شیطانک قد ترکک (صحیح بخاری کتاب التفسیر باب تفسیر سورہ الضحیٰ) کہ مجھے امید ہے کہ تمہارا شیطان تمہیں چھوڑ گیا ہے'' پس جو زبان اس ظالم مشرکہ کی ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ پر استہزا کر رہی تھی اور حضرت جبرائیل علیہ السلام کو نعوذ باللہ شیطان کہہ رہی تھی آج میرانی صاحب حضرت مرزا صاحب پر اترنے والے فرشتوں کو شیطان کے چیلے کہہ رہے ہیں۔ ہے کوئی فرق......

تو کیوں اس قدر مشقت اٹھاتا ہے؟

میرانی صاحب حضرت مرزا صاحب کے ایک رویا جس میں ایک فرشتے نے آپ کو مخاطب ہو کر کہا کہ ''تو کیوں اس قدر مشقت اٹھاتا ہے اندیشہ ہے کہ بیمار نہ ہو جائے'' ۔ پر تمسخر اڑاتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ''کسی نبی کو کسی فرشتے نے یہ نہیں کہا کہ مشقت نہ کیا کرو'' اے کاش کہ میرانی صاحب کبھی قرآن کا بھی مطالعہ کر لیتے جس میں کسی عام نبی نہیں بلکہ ہمارے آقا و مولیٰ نبیوں کے سردار خاتم النبیین ﷺ کو مخاطب کر کے خود خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلعلک باخع نفسک الا یکونوا مومنین (الشعرا:4) یعنی کیا تو اپنی جان کو اس لئے ہلاک کر دے گا کہ وہ مومن نہیں ہوتے۔ مولوی صلاح الدین یوسف فرماتے ہیں

''نبی ﷺ کو انسانیت سے جو ہمدردی اور ان کی ہدایت کے لئے جو تڑپ تھی اس میں اس کا اظہار ہے

(قرآن کریم مترجم شاہ فہد پرنٹنگ کمپلیکس)

مولوی شبیر احمد عثانی لکھتے ہیں

''یعنی ان بدبختوں کے غم میں اپنے کو اس قدر گھلانے کی ضرورت نہیں کیا ان کے پیچھے آپ اپنی جان کو ہلاک کر کے رہیں گے۔ دلسوزی اور شفقت کی بھی آخر ایک حد ہے''

(قرآن کریم مترجم محمود الحسن خانصاحب)

حضرت مرزا صاحب کا بھی یہی حال تھا ایک طرف اس بات کا غم تھا کہ دشمن آپ کے

آقا و مولی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ پر نہایت ناپاک حملے کر رہے تھے دوسری طرف انکی ہدایت کے لئے آپ کی شب و روز کی محنت اور دعائیں اس قدر تھیں کہ گویا آپ کو اور کسی بات کا ہوش ہی نہ تھا۔ دن رات اسی اعلیٰ مقصد کی خاطر آپ وقف ہو چکے تھے۔ آپ نے ہزاروں صفحات پر مشتمل اردو اور فصیح و بلیغ عربی زبان میں کتب لکھیں۔ بیسیوں اشتہارات دیئے۔ ہزاروں خطوط لکھے، ہزاروں مہمانوں سے ملاقات اور لمبی لمبی گفتگو کی۔ پھر بہت سے سفر اختیار فرمائے۔ پھر اس قدر عبادات بجالاتے جسے دیکھ کر حیرت ہوتی ہے۔ ایک بار آپ نے چھ ماہ کے روزے رکھے اسی رویا میں آپ فرماتے ہیں ''میں نے سمجھا کہ یہ جو چھ ماہ کے روزے رکھے ہیں ان کی طرف اشارہ ہے'' سچ ہے کہ تعصب میں انسان اندھا ہو جاتا ہے۔ اسی لئے اتنی واضح عبارت کے باوجود میرانی صاحب لکھتے ہیں ''مرزے نے مشقت کی وضاحت نہیں کی''

شرم تم کو مگر نہیں آتی

تمام مذاہب اور تمام قوموں کے ساتھ آپ کا مقابلہ تھا۔ ان تمام کی ہدایت کے لئے آپ کے دل میں جو تڑپ تھی ایک دنیادار انسان اس کا تصور بھی نہیں کر سکتا۔ نمونۃً اسکی ایک جھلک پیش ہے۔ آپ فرماتے ہیں

''میں ہر دم اس فکر میں ہوں کہ ہمارا اور نصاریٰ کا کسی طرح فیصلہ ہو جائے۔ میرا دل مردہ پرستی کے فتنہ سے خون ہوتا جاتا ہے اور میری جان عجیب تنگی میں ہے۔ اس سے بڑھ کر اور کونسا دلی درد کا مقام ہوگا کہ ایک عاجز انسان کو خدا بنایا گیا ہے اور ایک مشت خاک کو رب العالمین سمجھا گیا ہے۔ میں کبھی کا اس غم میں فنا ہو جاتا اگر میرا مولیٰ اور میرا قادر توانا مجھے تسلی نہ دیتا کہ آخر توحید کی فتح ہے۔ غیر معبود ہلاک ہوں گے۔ اور جھوٹے خدا اپنے خدائی کے وجود سے منقطع کئے جائیں گے۔'' (تبلیغ رسالت جلد دوم: ۲۹)

میرانی صاحب کی علمی قابلیت

میرانی صاحب کو جہاں سے جو روایت ملے وہ بغیر دیکھے پرکھے درج کر دیتے ہیں۔ خواہ وہ ان کے خلاف ہی جا رہی ہو۔ انہیں اس سے کوئی سروکار نہیں بس صرف ایک ہی مقصد ہے کہ جماعت احمدیہ کے خلاف قوم میں تعصب اور جنون پیدا کر دیا جائے۔ وہ لکھتے ہیں ''ملک الموت وہ ہیں جن کو اللہ سبحانہ تعالیٰ نے پہلے پیدا فرمایا تمام مخلوقات سے اور ان کو ساری مخلوقات کے بعد موت دے گا اور سب سے پہلے زندہ فرمائے گا'' جبکہ اسکے برعکس روایات میں یہ بھی آیا ہے کہ سب سے پہلے عرش یا قلم کو پیدا کیا گیا مگر ایسی روایات بھی ہیں جن میں ذکر ہے کہ۔ ان اول ما خلق اللہ تعالیٰ نور سیدنا محمد ﷺ ثم خلق منہ القلم والحجب السبعین والملائکتھا (الفکر الصوفی باب الثالث۔ الحقیقۃ المحمدیۃ) کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے ہمارے آقا محمد ﷺ کا نور پیدا کیا اسی سے قلم پیدا کی گئی اور ستر حجاب اور فرشتے بھی اسی نور سے پیدا کئے گئے۔ چنانچہ جمہور علماء کا یہی نظریہ ہے لکھا ہے۔ ''والجمهور على ان اول ما خلق الله من الاجسام هو العرش ومن الارواح الروح المحمدى'' (تفسیر حقی سورہ ھود زیر آیت وکان عرشہ علی الماء) ممکن ہے کہ میرانی صاحب یہ ضخیم کتب پڑھنے کے اہل نہ ہوں مگر پھر بھی حیرت ہے کہ بچہ بچہ جانتا ہے کہ ہمارے پیارے آقا ﷺ کے صفاتی ناموں میں سے ایک ''اول و آخر'' بھی ہے۔ کیا انکو اسکا بھی علم نہ تھا۔ اگر وہ کسی قرآن کا آخری ورق ہی دیکھ لیتے تو معلوم ہو جاتا کہ ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ مخلوقات میں سب سے اول ہیں اور سب سے آخر پر بھی ہیں۔ ایک طرف میرانی صاحب جو احمدیت کی مخالفت میں فرشتہ عزرائیل کو نعوذ باللہ من ذالک ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ پر فوقیت دے رہے ہیں۔ دوسری طرف وہ عاشق صادق ہے جس پر میرانی صاحب طعن و تشنیع تیر برساتے ہوئے تھکتے نہیں۔ حضرت مرزا صاحب خاتم النبین سید ولد آدم ﷺ کی شان میں لکھتے ہے۔

''وہ اعلیٰ درجہ کا نور جو انسان کو دیا گیا یعنی انسان کامل کو وہ ملائک میں نہیں تھا، نجوم میں نہیں تھا، قمر میں نہیں تھا، آفتاب میں بھی نہیں تھا، وہ زمین کے سمندروں اور دریاؤں میں بھی نہیں تھا وہ لعل اور یاقوت اور زمرّد اور الماس اور موتی میں بھی نہیں تھا۔ غرض وہ کسی چیز ارضی و سماوی میں نہیں تھا صرف انسان میں تھا یعنی انسان کامل میں جس کا اتم اور اکمل اور اعلیٰ اور ارفع فرد ہمارے سید و مولیٰ سید الانبیاء سید الاحیاء محمد مصطفیٰ ﷺ ہیں'' (آئینہ کمالات اسلام۔ :۱۶۰)

میرانی صاحب سچ سچ بتائیں کیا اس شان کی اس عظمت کی تحریر آپ نے آج تک کہیں اور بھی پڑھی ہے؟ اگر نہیں تو کیوں اپنی عاقبت برباد کرنے پر تلے ہوئے ہیں۔ کیا خدائے قہار کی یہ تنبیہ آپ کے لئے کافی نہیں۔ من عادلي وليا فقد اذنته بالحرب (شرح الاربعین النوویہ جلد ا:۸۸۲) کہ جس نے میرے ولی سے دشمنی کی تو وہ میرے ساتھ جنگ کرنے پر تیار ہو جائے۔

سو سو دفعہ پیشاب کا آنا

میرانی صاحب نے مرزا صاحب کے اس فقرے پر بہت استہزا کیا ہے اور تمسخر اڑایا ہے کہ ''بسا اوقات سو سو دفعہ رات کو یا دن کو پیشاب آتا ہے'' یہ ایک محاورہ ہے جو کثرت پر دلالت کرتا ہے عربی زبان میں کثرت کے لئے ستر (۷۰) کا لفظ کا استعمال ہوتا ہے۔ کیا عربوں کی گنتی ستر سے تجاوز نہیں کرتی تھی۔ جو حدیثوں میں ستر کا لفظ بار بار استعمال ہوا۔ فیروز اللغات کی سادہ ڈکشنری میں بھی لکھا ہے کہ جب ''سو سو'' کا محاورہ بولا جائے تو اسکے معنی ہیں ''بہت بہت کثرت سے، بافراط''۔ امر واقعہ یہ ہے کہ عام طور پر آپ کو کم و بیش پندرہ بیس دفعہ دن میں پیشاب کی حاجت ہوتی تھی جیسا کہ آپ نے حقیقۃ الوحی صفحہ ۳۷۷ اور نسیم دعوت صفحہ ۹۶ میں تحریر فرمایا ہے۔ اگر میرانی صاحب اربعین کی عبارت کا اگلا حصہ بھی لکھ دیتے تو اعتراض کی بجائے حضرت مرزا صاحب کی سچائی روز روشن کی طرح عیاں ہو جاتی۔ فرماتے ہیں

''تو پھر جس زور سے میں ایسی حالت پر خطر میں تبلیغ میں مشغول ہوں کیا کسی مفتری کا کام ہے؟''

نیز اس بیماری میں بھی ایک نشان تھا کہ بیماری کی شدت کے باوجود اسکے بدنتائج سے اللہ تعالیٰ نے آپ کو کلیۃً محفوظ رکھا بلکہ ایک رنگ میں ساتھ ساتھ پیار کا اظہار بھی فرماتا رہا۔ چنانچہ حضور فرماتے ہیں۔ ''بارہا جب مجھے غلبہ مرض کا ہوا تو خدا نے فرمایا کہ دیکھ میں نے تجھے شفا دیدی'' (نسیم دعوت: ۹۶)

سوال یہ ہے کہ کیا ان بیماریوں کی وجہ سے آپ اپنے فرض منصبی ادا کرنے سے عاجز آ گئے یا نہیں؟ اگر تو عاجز آ گئے تب تو میرانی صاحب کے اعتراض میں کچھ وزن پیدا ہو سکتا ہے لیکن اگر حضرت مرزا صاحب نے اپنے جملہ فرائض منصبی کما حقہ ادا کر دیئے تو پھر یہ بیماریاں جائے اعتراض نہیں بلکہ ایک زبردست اعجاز بن جاتی ہیں کہ اتنی تکلیف کے باوجود اس پہلوان نے تمام دوسرے سرکش پہلوانوں کو چار زانو چت کر دیا۔ یہاں تک کہ غیر بھی خراج تحسین پیش کئے بغیر نہ رہ سکے۔ چنانچہ مولانا ابو الکلام آزاد فرماتے ہیں۔

''وہ شخص بہت بڑا شخص جس کا قلم سحر تھا اور زبان جادو وہ شخص جو دماغی عجائبات کا مجسمہ تھا جس کی نظر فتنہ اور آواز حشر تھی جس کی انگلیوں سے انقلاب کے تار الجھے ہوئے تھے۔ اور جس کی دو مٹھیاں بجلی کی دو بیٹریاں تھیں۔ وہ شخص جو مذہبی دنیا کے لئے تیس برس تک زلزلہ اور طوفان رہا۔ جو شور قیامت ہو کر خفتگان خواب ہستی کو بیدار کرتا رہا........ ایسے لوگ جن سے مذہبی یا عقلی دنیا میں انقلاب پیدا ہو ہمیشہ دنیا میں نہیں آتے...... مرزا صاحب کا لٹریچر جو مسیحیوں اور آریوں کے مقابل پر ان سے ظہور میں آیا قبول عام کی سند حاصل کر چکا ہے اور اس خصوصیت میں وہ کسی تعارف کے محتاج نہیں اس لٹریچر کی قدر و عظمت آج جبکہ وہ اپنا کام پورا کر چکا ہے ہمیں دل سے تسلیم کرنی پڑتی ہے..... آئندہ امید نہیں کہ ہندوستان کی مذہبی دنیا میں اس شان کا شخص پیدا ہو'' (اخبار وکیل امرتسر)''

کیا انبیاء کو بیماریاں نہیں لگتیں؟

کاش میرانی صاحب تعصب میں ڈوبی ہوئی مخالفانہ تحریرات پڑھنے کی بجائے تاریخ انبیاء کا ہی مطالعہ کر لیتے تو ایسا اعتراض کرنے کی نوبت نہ آتی۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بیان کرنا میں بیمار ہوں، حضرت ایوب علیہ السلام کی بیماری کی تکالیف سے کون آگاہ نہیں۔ مگر یہ مقدر تھا کہ حضرت مرزا صاحب پر بھی وہ زبانیں طعن و تشنیع کرتیں جو اس سے پہلے اللہ کے مقدس وجودوں پر کر چکی تھیں۔ کیونکہ ہر بشر کے لئے بیماری مقدر ہے۔ یہاں تک کہ ہمارے آقا و مولیٰ سرور کونین محبوب سبحانی حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ پر بھی بار بار بیماریوں نے حملہ کیا اور آپ کو سخت تکلیف پہنچائی۔ انکا ذکر کرتے ہوئے علامہ محمد بن یوسف الصالحی الشامی اپنی مشہور زمانہ کتاب ''سبل الھدی والرشاد'' میں فرماتے ہیں۔

انبیاء کو بشری عوارض لاحق ہوتے ہیں اور دیگر انبیاء کے علاوہ آنحضرت ﷺ پر بھی

تکالیف بیماریاں اور مصیبتیں آئی تھیں۔ یجوز علیہ کانواع الامراض مما لا ینکر ولا یقدح فی نبوتہ (سبیل الھدی الجز ۲۱: ۵) اس طرح کی بیماریاں لاحق ہونے سے نبوت میں نقص وارد نہیں ہوتا نہ نبوت پر اعتراض ہوسکتا ہے۔ آپ ﷺ فرماتے ہیں مجھے دو آدمیوں جتنا بخار ہوتا ہے۔ یعنی جتنا بخار عام طور پر ایک آدمی کو ہوتا ہے میرے لئے وہ ڈبل ہوجاتا ہے چنانچہ ایک بار حضرت ابوسعید خدریؓ نے آپ کو ہاتھ لگایا تو شدید بخار محسوس کر کے تعجب سے پوچھا کہ حضور اس قدر بخار! اسپر آپؐ نے فرمایا انا معشر الانبیاء یضاعف لنا البلاء (ایضاً: ۷۱) کہ یقیناً ہم انبیاء کی بیماریاں دوسروں کی نسبت بڑھادی جاتی ہیں۔

ایک بار آپؐ کے پہلو میں اس شدت کے ساتھ تکلیف ہوئی جو ناقابل برداشت تھی یہاں تک کہ آپؐ اس قدر نڈھال ہو گئے کہ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں حتی ظننا انہ قد مات (ایضاً) کہ ہم نے گمان کیا کہ آپؐ کی وفات ہوگئی ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ مسلسل تیرہ دن بیمار رہے۔

حضرت عائشہؓ سے مروی ہے کہ آنحضرت ﷺ کو بعض دفعہ اتنی شدت کے ساتھ تکلیف ہوتی تھی کہ آپ بستر پر لیٹ بھی نہ سکتے تھے۔ مجھ سے آپؐ کی یہ حالت دیکھی نہ جاتی تھی تو میں نے عرض کی کہ آپ کی ایسی حالت مجھ سے دیکھی نہیں جاتی تو آپؐ نے فرمایا ان الانبیاء یشدد علیہم (ایضاً: ۸۳۲) کہ انبیاء کی تکالیف میں شدت پیدا کی جاتی ہے۔

سوال یہ ہے کہ ایسا کیوں ہوتا ہے کیا اللہ تعالیٰ کو انبیاء پیارے نہیں ہوتے۔ تو اسکا جواب بہت واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ انکی بعض چھپی ہوئی اعلیٰ صفات مثلاً صبر وغیرہ کو ظاہر کرنا چاہتا ہے تاکہ دنیا دیکھ لے کہ وہ اتنے شدید ابتلاء میں بھی ہمیشہ ثابت قدم رہتے ہیں اور حرف شکایت منہ پر نہیں لاتے بلکہ دین کی خاطر انکی قربانیوں مین کوئی فرق نہیں آتا۔ پھر ایک یہ مقصد بھی ہے کہ تاکہ انہیں اجر بھی زیادہ دے آنحضور ﷺ فرماتے ہیں مجھے دو آدمیوں جتنا بخار ہوتا ہے اور اجر بھی دگنا ملتا ہے۔ پس اس قدر آپ ﷺ کی مقدس ذات کو تکلیفوں اور ابتلاؤں نے گھیر لیا کہ اس میدان میں بھی آپ ہر دوسرے سے سبقت لے گئے چنانچہ فرماتے ہیں۔

اذا اصابت احدکم بمصیبۃ فلیذکر بی فانہا من اعظم المصائب (ایضاً: ۳۷۲) کہ جب کسی کو کوئی مصیبت پہنچے تو وہ میری مصیبتوں کو یاد کرلیا کرے یقیناً مجھ پر آنے والی مصیبتیں سب سے بڑی مصیبتیں ہیں۔ ایک شاعر کیا ہی خوب کہتا ہے

و اذا اتتک مصیبۃ تسجی بھا
فاذکر مصابک بالنبی محمد

حضرت مرزا صاحب اپنے مخالفین کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

"اے تمام لوگو! جو میری آواز سنتے ہو خدا کا خوف کرو اور حد سے مت بڑھو۔ اگر یہ منصوبہ انسان کا ہوتا تو خدا مجھے ہلاک کر دیتا اور اس تمام کاروبار کا نام و نشان نہ رہتا مگر تم نے دیکھا ہے کہ کیسی خدا تعالیٰ کی نصرت میرے شامل حال ہو رہی ہے اور اس قدر نشان نازل ہوئے جو شمار سے خارج ہیں۔ دیکھو کس قدر دشمن ہیں جو میرے ساتھ مباہلہ کر کے ہلاک ہو گئے۔ اے بندگان خدا! کچھ تو سوچو کیا خدا تعالیٰ جھوٹوں کے ساتھ ایسا معاملہ کرتا ہے"

(تتمہ حقیقۃ الوحی: ۸۱۱)

مرزا خلیل احمد قمر

دل سنبھلتا ہی نہیں کیسے سنبھالے کوئی
بیچ منجدھار سے کشتی کو نکالے کوئی

صرف تصویر کو دیکھوں میں گلے مل نہ سکوں
وصل میں ہجر کی یہ ریت نہ ڈالے کوئی

موج در موج بڑھی آتی ہے خوشبو اُن کی
یاد کے در سے جو چلمن کو ہٹالے کوئی

بحر جذبات میں اٹھتے ہیں تلاطم کیسے
ڈوبتی ناؤ کو اے کاش سنبھالے کوئی

دھند کے پردے میں پھر ڈوب گیا ہے منظر
کاش سورج مرا کُہرے سے نکالے کوئی

چاندنی رات "لب جو" وہ ملاقات ندیم
آج آنکھوں کو چھلکنے سے بچالے کوئی

انور ندیم علوی

''روزنامہ نوائے وقت، سنڈے میگزین''

مورخہ 07 مارچ 2010ء کے مضمون

''قادیانیت....دنیا کا سب سے بڑا....انسان'' کا جواب

جناب محمد نواز میرانی صاحب کو شکوہ ہے کہ

ا:۔ انکے مضامین کا جو جواب دیا جا رہا ہے اس سے انکی ''ہتک عزت'' ہوتی ہے۔

۲:۔ ان جوابات میں قرآنی آیات اور اسلامی اصطلاحات استعمال کی گئی ہیں ان سے ہم قانون شکنی کے مرتکب ہو رہے ہیں۔

جناب میرانی صاحب سے نہایت ادب سے گزارش ہے کہ جب وہ ہمارے آئمہ جو ہمیں اپنی جانوں سے زیادہ پیارے ہیں کی شان میں مسلسل گستاخیاں کر رہے ہیں انہیں گالیاں دے رہے ہیں تو وہ ہم سے کیسی توقع رکھیں گے؟ جب وہ ہم پر سرعام نہایت جھوٹے اور بے بنیاد الزامات لگائیں گے تو

......کیا ہمیں یہ بھی حق نہیں کہ ہم اپنا دفاع بھی کریں؟

......کیا انہیں یہ بتانا کہ یہ الزامات درست نہیں ہیں جرم ہے؟؟

تاکہ اگر وہ کسی غلط فہمی کا شکار ہیں تو دور کر لیں اور اگر وہ کسی کے اشارے پر فساد برپا کرنا چاہتے ہیں تو اس مذموم حرکت سے باز آجائیں۔

جہاں تک قرآنی آیات اور اسلامی حوالے دینے کی بات ہے تو یہ ہماری مجبوری ہے کیونکہ میرانی صاحب اپنے آپ کو مسلمان بتاتے ہیں۔ ہاں اگر وہ یہ اعلان کر دیں کہ میں آج سے عیسائی ہوں تو ہم ہرگز انہیں قرآن و حدیث کے حوالے پیش نہیں کریں گے بلکہ بائبل اور انجیل کے حوالے دیں گے۔ اگر وہ اعلان کر دیں کہ وہ ہندو ہیں تو ہم انہیں وید اور گیتا کے حوالے دیں گے۔ تاکہ انہیں انکی زبان میں سمجھایا جائے۔ ہم تو انہیں بار بار یہ سمجھانے کی کوشش کر رہے ہیں جس مذہب کی طرف وہ منسوب ہونے کے دعویدار ہیں کم از کم اسکے خلاف تو نہ چلیں اور جھوٹوں، فسادیوں اور منافقوں کا شیوا اپنانے کی بجائے مومنانہ طریق اختیار کریں بقول اقبال ''تو اگر میرا نہیں بنتا تو اپنا تو بن'' ہم انہیں بتانے کی کوشش کر رہے ہیں کہ انکا طریق صحابہ کرام جیسا ہے یا اس دور کے مخالفوں جیسا؟

مثال کے طور پر میرانی صاحب اپنے تازہ مضمون مورخہ 7 مارچ 2010 میں بانی جماعت احمدیہ فداہ ابی و امی کو ''دنیا کا سب سے بڑا بد بخت انسان'' لکھا ہے یہی مضمون کہ شہ سرخی سجائی ہے۔ جب ہم اپنے آقا و مولیٰ ﷺ کے زمانے میں جا کر دیکھتے ہیں کہ کیا اس دور میں بھی کوئی ایسا بد بخت تھا جس نے ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ کے بارے میں ایسی گستاخی کی ہو تو ہماری حیرت کی کوئی انتہاء نہیں رہتی کہ بعینہٖ یہی الفاظ اس دور کے رئیس المنافقین عبداللہ بن ابی بن سلول نے کہے تھے کہ لیخرجن الاعز منھا الاذل (المنافقون:9) کہ وہ تو معزز ہے اور نعوذ باللہ ہمارے آقا و مولیٰ، سرور دو عالم، پاک محمد مصطفیٰ ﷺ ''اذل'' ہیں۔ اس کا بعینہٖ وہی ترجمہ ہے جو میرانی صاحب نے شہ سرخی میں کیا ہے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

میرانی صاحب کے مورخہ 7 مارچ 2010ء کے مضمون نے تو حد ہی کر دی ہے۔ یقین نہیں آتا کہ انسان اس قدر بھی گر سکتا ہے؟ کوئی انسان اور کوئی ادارہ اس قدر بھی جھوٹ بول سکتا ہے۔ آخر جھوٹ کی بھی تو کوئی حد ہوتی ہے۔ کیا اس ادارہ میں کوئی بھی رجل رشید نہیں رہا جو مادر پدر آزاد ہونے والوں کو روکے کہ بس اس سے آگے نہ بڑھو کچھ تو صحافت کا بھی بھرم رکھو، کچھ تو انسانیت سے بھی ناطہ رہنے دو۔ وہ جماعت احمدیہ جو سراسر ایک پاک صاف اور للہی جماعت ہے جو توحید باری تعالیٰ اور رسول عربی ﷺ فداہ ابی و امی کے نور کو تمام دنیا میں پھیلا رہی ہے، جو ایک روشن اور کھلی ہوئی کتاب ہے، جس کا نعرہ ہے ''محبت سب کے لئے نفرت کسی سے نہیں'' جو بنی نوع انسان کی سچی ہمدرد ہے اور دن رات انسانیت کی خدمت میں مصروف ہے جس کے اسٹیج سے آج تک کسی برے سے برے دشمن کے خلاف کبھی ''مردہ باد'' کا نعرہ نہیں لگایا گیا کے خلاف کیوں اس قدر جھوٹ اور بہتان باندھا جا رہا ہے جس کی کوئی انتہاء نہیں؟ پھر یہ جھوٹ بولنے والے یہودی، عیسائی، ہندو یا دہریہ نہیں بلکہ اس کی امت ہونے کے دعویدار ہیں جو مجسم سچائی تھا جس کے دشمن بھی اسے صدیق ﷺ کہتے تھے۔ اس کی طرف منسوب ہونے کا دعویٰ کرنے والے آخر اس قدر جھوٹ کیسے بول سکتے ہیں۔ ہمیں تو میرانی صاحب نے دائرہ اسلام سے خارج کر دیا مگر وہ تو مسلمان ہیں کیا وہ جانتے نہیں کہ اسلام تو جھوٹ کو اکبر الکبائر قرار دیتا ہے اور جھوٹوں کو لعنۃ اللہ علی الکاذبین کی وعید سناتا ہے۔ مگر تعجب کا مقام نہیں کیونکہ ایسے بد بخت امت میں پیدا ہونے تھے جنہوں نے پھر ایک سچے کی تکذیب کرنی تھی جن کے بارہ میں ہمارے آقا و مولیٰ ﷺ نے یہ خبر دے رکھی تھی کہ وہ جھوٹ کو حلال کر لیں گے۔ آپؐ نے ایسے علماء کو شر من تحت ادیم السماء قرار دیا کہ وہ آسمان کے نیچے بدترین مخلوق ہوں گے جن سے شر اور فتنے پھوٹیں گے۔ دیکھیں کس شان سے یہ پیشگوئی پوری ہو رہی ہے۔ جناب میرانی صاحب کا قصور مانیں یا انکے علماء کا جنہوں نے باقاعدہ یہ فتوے جاری کر رکھے ہیں کہ جھوٹ حلال ہے مثلاً میرانی صاحب کے بزرگ مولانا رشید احمد گنگوہی صاحب برملا یہ فتویٰ جاری کرتے ہیں کہ

''احیائے حق کے واسطے کذب درست ہے۔''

(فتاویٰ رشیدیہ کامل، کتاب الحظر والاباحۃ، سوال نمبر 11 صفحہ 240)

اسی طرح میرانی صاحب کے ایک اور بزرگ مولانا ابوالاعلیٰ مودودی صاحب فرماتے ہیں:

''عملی زندگی کی بعض ضرورتیں ایسی ہیں جن کی خاطر جھوٹ کی نہ صرف اجازت ہے بلکہ بعض حالات میں اس کے واجب تک کا فتویٰ دیا گیا ہے۔''

(ماہنامہ ترجمان القرآن، مئی 1958 صفحہ 54)

جماعت احمدیہ کے معاملہ میں تو یہ سب مولوی جھوٹ کو شیر مادر کی طرح ہضم کر جاتے ہیں اور نہ صرف جائز نہیں بلکہ عین واجب قرار دیتے ہیں یہ مضمون اس کا زبردست ثبوت ہے۔ اس لئے ہم میرانی صاحب کے شکر گزار ہیں کہ انہوں نے ایسا کھلم کھلا جھوٹ بولا کہ اب ہمیں کسی متلاشی حق کو سمجھانے کی ضرورت نہیں پڑے گی بلکہ یہی ایک مضمون اسکی آنکھیں کھولنے کے لئے کافی ہوگا۔

حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تصویر کی ہتک

قبل اس کے کہ مضمون کے مندرجات کے متعلق کچھ لکھا جائے یہ بتانا ضروری ہے کہ اس مضمون میں ادارہ نے حضرت بانی جماعت احمدیہ کی تصویر کو مسخ کر کے شائع کیا ہے۔ جو نہایت ذلیل حرکت ہے۔ حضرت بانی سلسلہ احمدیہ کے مرید آج ساری دنیا میں کروڑوں کی تعداد میں پھیلے ہوئے ہیں۔ مگر ادارے نے کچھ خیال نہ کیا کہ انکی اس قبیح حرکت سے ان مریدوں کے جذبات مجروح ہوں گے۔ چاہیے تو یہ تھا کہ اگر انکا ایک بھی مرید نہ ہوتا تب بھی کسی کی تصویر کو مسخ کر کے شائع کرنا کسی صورت بھی جائز نہیں۔ اسکی مذہب اجازت دیتا ہے نہ اخلاقی قدریں نہ ہی انسانیت۔ اور پھر ایسے حالات میں جب دشمن اسلام ہمارے دل و جان سے پیارے آقا حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کے متعلق ناپاک خاکے شائع کر رہا ہے۔ کیا یہ دانشمندی ہے کہ ہم کسی کے پیاروں کی تصاویر کو مسخ کر کے شائع کریں اور تعجب کہ یہ سب کچھ اسلام حضور پاک ﷺ کے نام پر کیا جا رہا ہے۔ یا للعجب۔ تصویر مسخ کر کے شائع کرنے سے صاف ظاہر ہے کہ یہ سب جانتے ہیں کہ یہ وہ پاک چہرہ ہے جو جھوٹے کا نہیں ہو سکتا۔ اس لئے اگر اصل شبیہ مبارک شائع کی گئی تو اسکا مثبت اثر ہوگا۔ بہت سے ایسے سعید فطرت ہیں جو محض یہ نورانی چہرہ دیکھ کر ایمان لے آئے۔ مغرب کے ایک مشہور چہرہ شناس نے آپ کی تصویر دیکھ کر بے ساختہ کہا تھا کہ یہ تو کوئی بنی اسرائیل کے نبی کا چہرہ دکھائی دیتا ہے۔

عبدالرحمان یا بلال احمد

چند ماہ قبل Express tv channel کے ایک پروگرام میں ایک نیم پاگل شخص کو دکھایا گیا اور بتایا گیا کہ یہ حضرت بانی جماعت احمدیہ کا پڑپوتا ہے اور جماعت کے تیسرے خلیفہ حضرت مرزا ناصر احمد صاحب کا بیٹا ہے۔ بقول اسکے اس نے جماعت چھوڑ دی جسکی وجہ سے جماعت نے اس پر تشدد کیا اور مولوی ابتسام الٰہی ظہیر وغیرہ نے اسے بچایا اور میو ہسپتال لاہور سے اسکی مرہم پٹی کروائی۔ اسکے بعد بھی مختلف چینلز اور اخبارات کی سرخیوں میں اسے خوب اچھالا گیا اور خوشیاں منائی گئیں۔ اس مضمون میں میرانی صاحب نے (بقول انکے) اس کا ایک انٹرویو شائع کیا ہے۔ جو دروغ گوئی کا شاہکار ہے۔ کیونکہ

(۱) اس پروگرام کے نشر ہونے کے معاً بعد جماعت احمدیہ کے روزنامہ الفضل میں تردید کے لئے پریس ریلیز شائع کی گئی کہ اس کا حضرت مرزا صاحب کے خاندان سے دور کا بھی کوئی تعلق نہیں۔

(۲) مگر اس کے باوجود جب اخبارات میں مسلسل خبریں آنے لگیں تو جماعت احمدیہ کے انٹرنیشنل ٹی وی چینل MTA میں اس کی تردید نشر ہوئی۔ جس میں اسکی والدہ کا انٹرویو بھی نشر ہوا جس میں انہوں نے فرمایا کہ

......اس کا اصل نام محمد بلال ہے۔

......1972 میں پیدا ہوا مگر بڑا ہو کر یہ نافرمان نکلا گھر کی چیزیں بیچ دیتا تھا

......اور بنک سے جعلی دستخط کر کے رقم نکلواتا۔

......جب اس کی شرارتیں حد سے بڑھ گئیں تو اسے عاق کر دیا گیا

......چنانچہ یہ ختم نبوت والوں کے ہتھے چڑھ گیا اور انہوں نے اسے اپنا ہیرو بنا لیا

......اب کئی سال کے بعد پھر ٹی وی پر ظاہر ہوا ہے۔

یہ انٹرویو انٹرنیٹ پر youtube میں جا کر Ahmadiyya so called grandson میں دیکھا جا سکتا ہے۔

......(۳) لاہور رسالے نے بھی تفصیل سے اس جھوٹے پراپیگنڈہ کی قلعی کھولی۔

......(۴) صرف جماعت احمدیہ نے نہیں بلکہ ہفت روزہ رسالہ ختم نبوت کے شمارے میں بھی اس کے حقیقت شائع ہوئی کہ ۹۹۸ میں یہ نوجوان ان کے پاس آیا جس پر انہوں نے کچھ رقم بھی خرچ کی جس کی تفصیل بھی درج کی گئی اس کا انٹرویو بھی لیا گیا لکھا ہے۔

......(۵) ماہنامہ ''الاحرار'' نے بھی اس کا پول کھولا ہے

......(۶) ایکسپریس چینل کے پروگرام point blank میں جناب مبشر لقمان صاحب نے اسے پیش کیا تھا۔ خود مبشر لقمان صاحب نے اپنے اگلے پروگرام میں بتایا کہ کثرت سے انہیں احمدیوں کی طرف سے فون آتے رہے کہ اسکی line jam ہو گئی اور موبائل messages سے بھر گیا کہ یہ سب سفید جھوٹ ہے چنانچہ انہوں نے وعدہ کیا کہ وہ جلد کسی پروگرام میں جماعت کے نمائندہ کو بھی بلائیں گے تاکہ سچ اور جھوٹ میں فرق ہو جائے۔ مگر افسوس کہ انہیں بھی آج تک ایفائے وعدہ کی توفیق نہیں ملی۔

پہلی دروغ گوئی اور فریب

جناب میرانی صاحب نے آغاز میں یہ لکھا کہ ابھی اس کا حتمی فیصلہ نہیں ہوا کہ یہ شخص مرزا صاحب کا پڑپوتا ہے یا نہیں محققین اس کا فیصلہ کریں گے مگر معاً بعد لکھا کہ

''ہمارا مقصد تو اس مستند سابق قادیانی سے ان حقائق و واقعات کی تصدیق و توثیق کرنا ہے''

اول تو مندرجہ بالا امور کی روشنی میں یہ کہنا بے جانہ ہوگا کہ میرانی صاحب بھی جانتے ہیں کہ یہ شخص نہایت جھوٹا ہے۔اور بانی اسلام حضرت محمد ﷺ کی اس تنبیہ کے نیچے ہے کہ

من ادعی لغیر ابیہ وھو یعلمہ الا کفر

ـ جو اپنے ماں باپ کو چھوڑ کر کسی اور کی طرف منسوب ہو تو اس نے کفر کیا

دوسری روایت میں ہے کہ فالجنة علیہ حرام (مسلم کتاب الایمان باب خصال المنافق)

کہ اس پر جنت بھی حرام ہو جائے گی۔لیکن بطور تنزل اگر ہم یہ مان بھی لیں کہ میرانی صاحب کو ان تمام باتوں کا کچھ علم نہیں تو پھر بھی اس بات کہ تو وہ خود اقراری ہیں کہ اسکی سچائی یا کذب بیانی ابھی واضح نہیں ہوئی گویا ابھی وہ مجہول ہے۔تو ایسے شخص کو "مستند" کیسے کہا جا سکتا ہے۔کیا میرانی صاحب! آپ کی پسندیدہ شخصیات ایسی بھی مجہول النسب ہیں؟؟؟ کیا دنیا میں اس سے بڑھ کر آپکو کوئی اور شخص نہ مل سکا جو آپ کی تصدیق یا توثیق کر سکے؟؟؟ یاللعجب۔

حضرت مرزا صاحب کی ظاہری تعلیم

جناب میرانی صاحب نے حضرت مرزا صاحب کی دنیاوی تعلیم پر اعتراض کیا ہے کہ وہ اتنی کم کیوں ہے۔یہی تو حضرت مرزا صاحب کا اعجاز ہے کہ انکو سکھانے والا خود عرش کا مالک تھا۔حضرت مرزا صاحب کی ۸۰ سے زائد کتب اس کا منہ بولتا ثبوت ہے۔آپ کو عربی زبان پر اس قدر دسترس حاصل تھی کہ شمس العلماء مولانا سید میر حسن صاحب نے آپ کو مشورہ دیا کہ ان دنوں پنجاب یونیورسٹی نئی نئی قائم ہوئی ہے اس میں عربی استاد کی ضرورت ہے جس کی تنخواہ ایک سو روپیہ ماہوار ہے آپ درخواست بھیج دیں کیونکہ آپ کی لیاقت عربی زبان دانی میں نہایت کامل ہے آپ ضرور اس عہدہ پر مقرر ہو جائیں گے۔مگر آپ نے اس تجویز کو پسند نہ فرمایا۔

میرانی صاحب کا کھلا جھوٹ

نام نہاد عبدالرحمان نے بتایا کہ وہ "تعلیم الاسلام کالج ربوہ" میں پڑھتا رہا ہے۔"جس میں بچوں کو قادیانیت اور مرزا غلام احمد کی تعلیمات ذہن نشین کرانے کی کوشش کی جاتی ہے" نہایت ادب سے گزارش ہے کہ جماعت احمدیہ کی تاریخ کا معمولی علم رکھنے والا ہر شخص جانتا ہے کہ یہ کالج اور جماعت کے تمام تعلیمی ادارے 1972 میں Nationalize ہو چکے تھے۔اور ان میں اکثر و بیشتر نہایت متعصب عملہ تعینات ہوتا ہے۔عبدالرحمان یا محمد بلال 1972 میں پیدا ہوا تھا۔جناب میرانی صاحب بتائیں کیا وہ پیدا ہوتے ہی کالج میں داخل ہو گیا تھا؟ قارئین دیکھ لیں کہ یہ ہے میرانی صاحب کا "مستند مصدق" جس سے وہ جماعت احمدیہ پر تیار کیئے جانے والے بہتانوں کی توثیق کرواتے ہیں۔فیاللعجب

احمدی نوجوانوں تک بعض تحریرات نہیں پہنچائی جاتیں

یہ الزام بھی سراسر دروغگوئی پر مشتمل ہے۔حضرت مرزا صاحب کی تمام کتب کا سیٹ جو روحانی خزائن کہلاتا ہے اکثر و بیشتر احمدی گھروں میں موجود ہے اور جماعت کی انتظامیہ تمام جماعت کو اور بالخصوص نئی نسل کو بھرپور تاکید کرتی ہے کہ ان کتب کا مطالعہ کریں جو علم و عرفان کا ناپیدا کنار سمندر ہے۔اسی مطالعہ کے نتیجہ میں احمدی احباب ہر جگہ دوسروں سے ممتاز دکھائی دیتے ہیں۔انکی معلومات کے لئے عرض ہے کہ یہ تمام کتب انٹرنیٹ میں www.alislam.org پر دستیاب ہیں:

قصر خلافت ربوہ قصر صدر مملکت سے بھی بڑا ہے

میرانی صاحب بہت خوب۔اچھا ہوا کہ ایسی باتیں لکھ کر آپ نے آئندہ آنے والے زمانے پر بڑا احسان کیا ورنہ ہماری باتیں سن کر شائد کسی کو یہ باور کرنے میں دقت ہوتی کہ جماعت کی مخالفت کرنے والے اس قدر جھوٹ بولتے تھے۔میرانی صاحب آپ بھول گئے کہ کس زمانے میں ہیں آج تو انٹرنیٹ پر google earth پر search کر کے ربوہ اور اسلام آباد کے گلی محلے دیکھ سکتا ہے۔ایوان صدر مکانی لحاظ سے قصر خلافت سے سینکڑوں گنا بڑا ہے۔

قصر خلافت میں گھوڑے رکھے ہوئے ہیں

جناب میرانی صاحب ہم تو اپنے آقا و مولی حضرت اقدس محمد مصطفی ﷺ کے عشق سے سرشار ہیں اور آپ کے ہر ارشاد پر عمل کرنا اپنی سعادت سمجھتے ہیں۔آنحضور ﷺ فرماتے ہیں کہ۔ **الخیل معقود فی نواصیھا الخیر الی یوم القیامة** (بخاری کتاب الجہاد) کہ گھوڑوں کی پیشانی پر قیامت کے دن تک خیر اور برکت رکھ دی گئی ہے۔پس ہم تو وہ خیر اور برکت حاصل کریں گے۔ہاں اگر آپ کو گدھوں سے محبت ہے تو خوب اپنا شوق پورا کریں۔

یہ بھی لکھا ہے کہ قصر خلافت میں ہیلی پیڈ ہے۔اگر جماعت کے پاس ہیلی کاپٹر ہی نہیں تو ہیلی پیڈ کا کیا مطلب؟ لیکن ~~[illegible]~~ کہ جس طرح جماعت پر اللہ تعالی کے فضل بارش کی طرح نازل ہو رہے ہیں وہ دن بھی دور نہیں کہ اللہ تعالی یہ نعمتیں بھی عطا کر دے۔اور میرانی صاحب جیسے لوگوں کے حسد کے اور زیادہ سامان پیدا کر دے۔

جماعت کے لوگ چندے دیتے ہیں

میرانی صاحب کو اس بات پر بہت غصہ آتا ہے کہ جماعت کے لوگ کیوں جماعت کو چندے دیتے ہیں اسلئے بار بار اس کا ذکر کرتے ہیں۔یہی تو جماعت کی صداقت کی ایک زبردست دلیل ہے۔آج جبکہ تمام دنیا بشمول مذہبی جماعتیں دنیا کے کیڑے بنے ہوئے ہیں۔اور دنیاوی مال کی لالچ اور حرص و ہوا میں گرفتار ہیں، اسی لئے جب اسی عبدالرحمان کو 1996 میں ختم نبوت والے قیمتی سرمایہ سمجھ کر لے گئے تو اس پر 1200 روپے کی معمولی رقم خرچ کرنی پڑی وہ رقم آج تک انہیں چبھ رہی ہے اور ختم نبوت کے ہفت روزہ شمارے مورخہ یکم تا 7 فروری 2010 میں اسکی تفصیلات بڑے دکھ کے ساتھ درج کی گئی ہیں۔آج دنیا بھر میں صرف یہی ایک الہی جماعت ہے جو دین کی خاطر دن رات بے دریغ قربانیاں کر رہی ہے اپنے مال اللہ کے رستے میں فدا کر رہے ہیں، اپنی جانوں کے نذرانے دے رہے ہیں، اپنی اولادیں جماعت کے لئے وقف کرنے میں اپنی سعادت سمجھتے ہیں، اپنے قیمتی اوقات جماعت کو دینے میں اپنی خوش نصیبی سمجھتے ہیں۔کیا آپ اس شان جیسی کوئی جماعت دنیا کے پردے پر دکھا سکتے ہیں۔یہی علامت امام مہدی اور انکی جماعت کی بتائی گئی تھی۔کہ وہ اسی طرح امام مہدی کی مدد کرے گی جس طرح صحابہ نے بانی اسلام حضرت محمد رسول اللہ ﷺ کی مدد کی تھی

(سنن ابوداؤد باب فی ذکر المہدی)

حضرت بانی جماعت احمدیہ فرماتے ہیں

"میں حلفاً کہہ سکتا ہوں کہ کم از کم ایک لاکھ آدمی میری جماعت میں ایسے ہیں کہ سچے دل سے میرے پر ایمان لائے ہیں اور اعمال صالحہ بجا لاتے ہیں......میں دیکھتا ہوں کہ میری جماعت نے جس قدر نیکی اور صلاحیت میں ترقی کی ہے یہ بھی ایک معجزہ ہے۔ہزارہا آدمی دل سے فدا ہیں۔اگر آج ان کو کہا جائے کہ اپنے تمام اموال سے دست بردار ہو جاؤ تو وہ دست بردار ہو جانے کے لئے مستعد ہیں" (سیرت المہدی حصہ اول)

امراء چندے نہیں دیتے

میرانی صاحب نے یہ بھی نہایت جھوٹا الزام لگایا ہے کہ جماعت کے غریب تو چندے دیتے ہیں مگر امراء اور حضرت مرزا صاحب کے خاندان کے افراد چندے نہیں دیتے بلکہ ان غرباء کے چندوں پر عیاشیاں کرتے ہیں۔ایسا جھوٹا الزام وہی شخص لگا سکتا ہے جس کے اندر حسد کی آگ جوش مار رہی ہو۔جماعت کے تمام افراد خواہ امیر ہوں یا غریب خواہ کسی خاندان سے تعلق رکھتے ہوں وہ چندہ دیتے ہیں۔بلکہ یہ سن کر بہت سے لوگوں کو تعجب ہوگا اور ایک دنیا دار کو اس پر یقین کرنا مشکل ہوگا کہ نظام جماعت اگر کسی فرد جماعت کو اسکی کسی غلطی پر سزا دینا چاہے تو ایک بہت بڑی سزا یہ ہے کہ اس شخص کا چندہ قبول نہیں کیا جاتا۔جس شخص کو یہ سزا مل جائے اس کا چین آرام جاتا رہتا ہے راتوں کی نیندیں حرام ہو جاتی ہیں اور وہ معافیاں مانگتا ہے توبہ کرتا ہے یہاں تک کہ اسکے چندے بحال ہو جائیں۔اس کی وجہ کیا ہے؟ شائد آپ کی سمجھ میں نہ آئے۔دراصل ایسے شخص پر سے اللہ تعالی اپنے فضلوں اور برکتوں کا ہاتھ اٹھا لیتا ہے جس کو وہ بشدت محسوس کرتا ہے اور جب اسکے چندے بحال ہو جاتے ہیں اس پر اللہ تعالی کی برکتیں دوبارہ شروع ہو جاتی ہیں۔جہاں تک حضرت مرزا صاحب کے خاندان کے افراد کا تعلق ہے تو وہ اللہ تعالی کے فضل سے جماعتی خدمات میں پیش پیش ہیں انکے بعض نوجوان نہایت اعلی تعلیم حاصل کر کے اپنی ساری زندگی جماعت کی خدمت کے لئے وقف کر دیتے ہیں اور نہایت سادہ زندگی بسر کرتے ہیں۔اگر ہماری ان باتوں پر کسی کو یقین نہ آئے تو وہ خود آ کر دیکھ لے۔

چندے نماز سے زیادہ ضروری ہیں

یہ بھی جھوٹا الزام ہے۔جماعت احمدیہ نماز پر کتنا زور دیتی ہے ملاحظہ فرمالیں۔

بانی سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں

"اگر سارا گھر غارت ہوتا ہو تو ہونے دو مگر نماز کو ترک مت کرو"

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 591)

جماعت احمدیہ کے چوتھے امام صاحبزادہ میرزا طاہر احمد فرماتے ہیں

"عبادت کی مثال ایسی ہی ہے جیسے ہم ہوا میں سانس لیتے ہیں کئی قسم کے زندہ رہنے کے طریق ہیں جو انسان کو لازم کئے گئے ہیں مگر ہوا اور سانس کا جو رشتہ زندگی سے ہے وہ ایسے مستقل، دائمی، لازمی اور ہر لمحہ جاری رہنے والا رشتہ ہے کہ اور کسی چیز کا نہیں۔پس عبادت کو یہی رشتہ انسان کی روحانی زندگی سے ہے۔یہ عبادت ذکر الہی کی صورت میں ہمہ وقت جاری رہ سکتی ہے لیکن وہ نماز جو قرآن کریم نے ہمیں سکھائی اور سنت نے جسے ہمارے سامنے تفصیل سے پیش کیا یہ وہ کم سے کم نماز ہے، کم سے کم ذکر الہی ہے جس کے بغیر انسان زندہ نہیں رہ سکتا"

(خطبہ 22 جولائی 1988)

دروغ گو را حافظہ نباشد

سچ کہا ہے کہ کثرت سے جھوٹ بولنے والوں کا حافظہ جاتا رہتا ہے۔یہی حال میرانی صاحب اور انکے "مستند مصدق" عبدالرحمان کا حافظہ بھی جاتا رہا ہے۔مگر تعجب ہے کہ سنڈے میگزین کی انتظامیہ اتنا کھلا کھلا جھوٹ کیوں آنکھیں بند کر کے شائع کر رہی ہے؟ لکھا ہے کہ "چونکہ 1995 میں مرزے غلام احمد قادیانی وغیرہ کی جماعت کا فر قرار نہیں دی گئی تھی اور نہ ہی مسلمانوں کو ان کے چہرے کا پتہ تھا دونوں سر ظفراللہ خان قادیانی اور ایم ایم احمد سے مل کر جو دونوں کٹر قادیانی تھے اور مسلمانوں سے شدید بغض اور عناد رکھتے تھے"

جناب میرانی صاحب جماعت احمدیہ کو تو 1974 میں غیر مسلم قرار دیا گیا تھا اور حضرت سر ظفراللہ خان

صاحب 1985 میں اللہ کو پیارے ہو چکے تھے اور آپ 1995 کی بات کر رہے ہیں۔ یہ کہنا کہ یہ بزرگ یا جماعت مسلمانوں سے شدید بغض اور عناد رکھتے تھے وہی شخص کہہ سکتا ہے جسے تعصب نے دیوانہ بنا رکھا ہو۔ سر ظفر اللہ خان صاحب کی شخصیت تو کھلی کتاب ہے۔ ایم ایم احمد بھی کسی سے کم نہ تھے چنانچہ آخری وقت تک آپ سب کی شدید مخالفت اور عداوت کے باوجود پاکستان کی خدمت کرتے رہے چنانچہ پریسلر ترامیم کے ختم کروانے میں نہایت اہم کردار ادا کیا آپ کی ان خدمات کو اس وقت کی وزیر اعظم بے نظیر بھٹو نے انکو شکریہ کا خط بھی لکھا۔

جنگ عظیم دوم اور حضرت مرزا صاحب کے والد محترم

حیرت کی بات ہے اس قدر جھوٹ پر جھوٹ لکھا گیا ہے کہ ہوش وحواس کھو بیٹھے ہیں لکھا ہے کہ جنگ عظیم دوم میں مرزے غلام احمد قادیانی کے باپ مرزا غلام مرتضیٰ نے مسلمانوں کی مخالفت کی. جناب میرانی صاحب جنگ عظیم دوم سے قریباً 65 سال قبل 187؟ میں حضرت مرزا صاحب کے والد ماجد کا انتقال ہو چکا تھا۔ اب اس پر ہم کیا تبصرہ کریں۔

انگریزوں نے جاگیریں بخشیں

جناب میرانی صاحب آپ قیامت تک تحقیق کر لیں یہ ثابت نہ کر سکیں گے کہ جاگیریں تو کیا کسی غیر قوم سے جماعت نے ایک پیسہ بھی لیا ہو۔ "ہاں چور کی داڑھی میں تنکا" والی بات ہے یہ سچ ہے کہ آپ کے علماء کو انگریزوں کی خوشامد اور مخبریاں کرنے کے نتیجے میں جاگیریں ملیں جماعت کے اول المکفرین مولوی محمد حسین بٹالوی کو جو جاگیر ملی وہ آج بھی ضلع فیصل آباد میں موجود ہے جہاں اسکے پڑنواسے رہتے ہیں جو آپ کی ناکام مخالفت کو دیکھ کر اللہ کے فضل سے احمدیت میں داخل ہو چکے ہیں۔

ہر گلی کا علیحدہ حساب ہوتا ہے

جناب میرانی صاحب ہر گلی کا نہیں عالمگیر جماعت احمدیہ کے ہر فرد کا حساب رکھا جاتا ہے اور اس کا بچہ بچہ ایک مربوط نظام سے منسلک ہے۔ اور دراصل یہ بھی جماعت کی صداقت کی ایک دلیل ہے اور ہمارے آقا و مولیٰ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی ایک پیشگوئی کے نتیجے میں ہے۔ آپؐ نے فرمایا تھا

کہ جب امت فرقوں میں بٹ جائے گی تو ان میں سے ایک فرقہ حق پر ہوگا صحابہؓ نے عرض کی وہ کونسا خوش قسمت فرقہ ہوگا تو فرمایا "ھی الجماعة" وہ جماعت ہوگی۔ اور جماعت وہی ہوتی ہے جو کسی مضبوط نظام میں پروئے ہوئے ہوں۔

کیا یہ اعجاز نہیں کہ کروڑوں کی تعداد میں دنیا کے کناروں تک پھیلی ہوئی جماعت کا ایک ایک فرد ایک نظام کی کڑی میں پرویا ہوا ہے۔ اور وہ نظام اسکی اخلاقی تربیتی اور روحانی حالتوں پر نظر رکھتا ہے اور انکی اصلاح و تربیت میں دن رات مصروف ہے اسی لئے جماعت احمدیہ نے آکر دنیا سے رنگ ونسل اور مشرق ومغرب کا فرق مٹا دیا ہے امیر غریب کو بھائی بھائی بنا دیا ہے۔ تمام جماعت کی اس طرح تربیت ہو رہی ہے کہ گویا ایک ہی عظیم الشان آسمانی کنبہ کے افراد کی طرح ہیں جن کا ایک ہی آسمانی سربراہ ہے۔ اب یہی وہ کشتی ہے کہ جو اس میں سوار ہوگا بچایا جائے گا جو اس سے دور رہے گا اسے کوئی پناہ نہ ملے گی۔

صدق سے میری طرف آؤ اسی میں خیر ہے
ہیں درندے ہر طرف میں عافیت کا ہوں حصار

حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی ہجرت

یوں محسوس ہوتا ہے کہ جناب میرانی صاحب نے گویا جھوٹ کا ٹھیکہ لے رکھا ہے لکھا ہے کہ "جنرل ضیاالحق شہید ان کی کرتوتوں اور خطرناک منصوبوں سے واقف تھے یہی وجہ تھی کہ وہ چاہتے تھے کہ ان کا امیر مرزا طاہر ملک سے باہر نہ بھاگ جائے اور انہوں نے ایگزٹ کنٹرول لسٹ میں اس کا نام لکھوانے کی بھی ہدایت کر دی تھی مگر ایک سوچی سمجھی سازش کے تحت مرزے طاہر کے باپ کا نام لکھوا دیا گیا جس کو مرے مدت بیت گئی تھی۔ یہ کون لوگ تھے یہ ایک حیران اور چونکانے والی بات تھی جس کا اظہار میں ابھی نہیں کرنا چاہتا"

یہ تو درست ہے کہ فرعون وقت نے اللہ کے شیر پر ہاتھ ڈالنے کی مزموم کوشش کی۔ اس کڑے وقت میں آپ نے اللہ کی خاطر ہجرت فرمائی مگر کسی نے کنٹرول لسٹ میں نام تبدیل نہیں کیا بلکہ خود جنرل ضیاء الحق کے ہاتھ سے اللہ تعالیٰ کی تقدیر نے یہ غلطی کروا دی کہ اس نے حضرت مرزا طاہر احمد صاحب کی بجائے (حضرت) مرزا ناصر احمد (صاحب) کا نام لکھ دیا جو جماعت کے تیسرے خلیفہ تھے اور اس واقعہ سے دو سال قبل انتقال فرما چکے تھے۔ جب امام جماعت احمدیہ ہجرت فرما گئے تو جنرل ضیاء الحق صاحب بہت سیخ پا ہوئے مگر کس پر غصہ نکالتے خود خدا کی تقدیر نے انکے ہاتھ سے ہی غلطی کروا دی تھی۔ اگر یہ درست نہیں اور میرانی صاحب یا انکے "مستند راوی" کو پچیس سال بعد اس سازش کا علم ہوا ہے تو سوال یہ ہے کہ کیوں وہ اسے بے نقاب نہیں کرتے؟

مسلمانوں کی قادیانی خاندانوں میں شادی

جناب میرانی صاحب لکھتے ہیں کہ انجانے میں مسلمان قادیانی گھرانوں میں شادیاں کر لیتے ہیں۔ یہ بھی سراسر جھوٹا الزام ہے۔ کسی احمدی کو احمدیت کے باہر شادی کرنے کی اجازت نہیں اگر کوئی خاص حالات میں شادی کرنا چاہے تو اسے نظام جماعت سے اجازت لینی پڑتی ہے کیونکہ اس طرح کی شادیوں کے بعد اکثر جھگڑے ہو جاتے ہیں ان سے بچنے کے لئے جماعت نے یہ انتظامی پابندی لگائی ہوئی ہے۔ اس لئے انجانے میں ایسی شادی ہونے کا سوال ہی نہیں۔

ربوہ کا شہر پاکستانیوں کے لئے محض تصوراتی ہے

☆ آخری تبصرہ میرانی صاحب کے مستند راوی نے یہ لگایا ہے کہ ربوہ کا شہر پاکستانیوں کے لئے محض تصوراتی ہے۔ جو تصویر میرانی صاحب نے کھینچی ہے وہ تو سو فیصد غلط بلکہ اس کے برعکس معاملہ ہے مگر ایک پہلو سے واقعۃً ربوہ تمام پاکستان میں ایک منفرد حیثیت کا حامل ہے کیونکہ

☆ ربوہ پاکستان کا ایک پر امن شہر ہے جسکے باسی آپس میں پیار اور محبت سے رہتے ہیں۔

☆ ربوہ میں کوئی غریب ایسا نہیں جو رات بھوکا سوتا ہو۔ اسکے ہمسائے یا جماعت نہایت خاموشی سے ایسے غریب بھائیوں کا خیال رکھتی ہے۔

☆ ربوہ میں کوئی ایسا احمدی فرد نہیں جو غربت سے تنگ آکر لوگوں کے آگے ہاتھ پھیلاتا ہو۔

☆ ربوہ وہ شہر ہے جس میں آنے والا کوئی مسافر بھی بھوکا نہیں جاتا بلکہ اسکی مہمان نوازی کا پورا حق ادا کیا جاتا ہے۔ خواہ وہ جماعت کا شدید مخالف بھی کیوں نہ ہو۔ چنانچہ ایسا بھی ہوتا رہا ہے کہ مولویوں کے مخالفانہ جلسوں میں شریک کئی افراد آکر جماعت کی مہمانوازی سے فائدہ اٹھاتے اپنا پیٹ بھر کر پھر ان مخالفانہ جلسوں میں شریک ہو جاتے۔ کیا ایسی کوئی مثال کہیں دنیا بھر میں آپ کو مل سکتی ہے۔

☆ ربوہ وہ شہر ہے جہاں کے باسیوں نے کبھی حکومت یا کسی سرکاری ادارے کے خلاف کوئی جلوس نہیں نکالا خواہ حکومت وقت وہاں کے باسیوں پر کیسا ہی ظلم نہ کرے وہ اپنے ملک کے وفادار شہری کا کردار ادا کرتے رہتے ہیں۔

☆ ربوہ وہ انوکھا شہر ہے جہاں اگر کوئی آکر اسکے باسیوں کو سر عام بھی گالیاں دے تب بھی اسکا کوئی بال بھی بیکا نہیں کر سکتا۔ وہ امن کے اس گھر میں داخل ہو جاتا ہے جس کے بارے میں حضرت مرزا صاحب نے فرمایا تھا کہ

"امن است در مکان محبت سرائے ما"

☆ ربوہ وہ شہر ہے کہ جہاں جناب میرانی صاحب جیسے مخالف سال میں کئی بار اکٹھے ہوتے ہیں اور جلسے جلوس نکالتے ہیں جن میں جماعت کے مقدس بزرگوں کو سر عام گالیاں دی جاتی ہیں یہ جلوس ربوہ کی گلیوں سے بھی گزرتے ہیں اور بازاروں سے بھی گزرتے ہیں اور جگہ جگہ رک کر نہایت گندی گالیاں نکالتے ہیں یہاں تک کہ عید میلاد کے مقدس دن بھی وہ اس گھناؤنی حرکت سے باز نہیں آتے مگر جماعت کی طرف سے انہیں کچھ نہیں کہا جاتا بلکہ جماعت حضرت بانی سلسلہ کی اس نصیحت پر عمل پیرا ہے کہ

گالیاں سن کے دعا دو
پا کے دکھ آرام دو

اگر کسی کو ہماری ان باتوں پر یقین نہیں آئے تو وہ لیس الخبر کالمعاینة کے ارشاد عمل کرلے اور خود آکر اپنی آنکھوں سے عین الیقین حاصل کر لے۔

ہمیں کچھ کیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل وجاں اس پہ قرباں ہے

مرزا خلیل احمد قمر